

اشاعت خفای

اسم اللہ الغالب، غالب علی کل غالب

باب من رزقہ العلم یظہر فی تریبہ فیکثر الشدائد اسمہ ولایتہ ام الشرق والغرب امین المؤمنین یتدنا

علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی قدرت بابرکت میں ارمغان محبت

مولد اکبر

نمبر



عہدِ رفتہ اور عہدِ رواں کے اہلِ علم کی نگارشات

اہلِ محبت کے لیے منقول و منشور علمی مواد

متکثرین کے اعتراضات کے علمی و تحقیقی جوابات

انٹر نیسٹل عونیہ فورم انوار رضا لائبریری جوہر آباد

اے اللہ انساب، غالب علی غلبہ
 ہرگز نہ اٹھتا ہے تیرا رت مہارتہ الشرق والنداب الیہ الرحمن ربنا
 علی ابن ابی طالب اللہ فیہ باریکات ہیں ارفعان محبت

مولدِ کعبہ



- عیدِ رفتہ اور عیدِ روکاں کے اعلیٰ علم کی نگارشات
- اہل محبت کے لیے منظوم و منثور علی سواد
- تذکرین کے اشتراکات کے علمی و تحقیقی جوابات

انٹر نیٹل قوشہ فورم انوار رضا لائبریری چوہرا آباد
 03219429027 0300 9429027
 mahboobqadri787@gmail.com

مولود کتبہ نمبر
سہ ماہی اور شاہانہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين
الرحمن الرحيم ملك يوم
الدين اياك نعبد و اياك
نستعين اهدنا الصراط
المستقيم صراط الذين
انعمت عليهم غير المغضوب
عليهم ولا الضالين

مجلس مشاورت

حضرت سید محمد شاہ بخاری
(مدظلہ العالی)

حضرت محمد عالم حسین شاہ کاظمی
(مدظلہ العالی)

ملک عبدالرسول قادری
(مدظلہ العالی)

حضرت محمد فیروز دین
(مدظلہ العالی)

اشاعت خاص

شیخ بزم ہدایت پلاکھوں سلام

مولود کتبہ نمبر

ذی الحجۃ، شوال، ربیع الثانی اور فی الثقلین کا مہینہ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
2011
جلد نمبر 5 شماره نمبر 3

ملک محمد قمر الاسلام
مفتی آصف محمود قادری
سید غفران شرف گیلانی
علامہ محمد شاہ بدیع الملک
علامہ طہیر عباس قادری

زیر سرپرستی

☆ امیر اہل سنت حضرت بریلوی صاحبزادہ عبدالخالق قادری (مدظلہ العالی)
☆ استاذ العلماء مولانا مفتی محمد باقی بندہ یالوی ☆ علامہ سید محمد انور حسین کاظمی ☆ مولانا محمد محفوظ چشتی
☆ پیر طریقت ڈاکٹر کریم اللہ سرور قادری ☆ سید فیض الحسن شاہ بخاری (بہاری شریف)
☆ پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین چشتی (بریل شریف) ☆ الحاج بشیر احمد چوہدری (لاہور) ☆ محمد اشرف کوثر
☆ سید ضیاء النور شاہ ☆ ڈاکٹر خالد سعید شیخ ☆ سید عبداللہ شاہ قادری ☆ علامہ اقبال احمد فاروقی

مجلس تحریر

محقق العصر مفتی محمد خان قادری۔ ادیب شہید سید محمد فاروق قادری
علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری۔ علامہ قاری محمد زوار بہادر
پروفیسر محمد ظفر الحق بندہ یالوی۔ سید وجاہت رسول قادری، عبدالحمید ساجد
مفتی محمد ابراہیم قادری۔ مفتی محمد جمیل احمد نعیمی۔ مفتی عبدالحمید ہزاروی
صاحبزادہ واحد رضوی۔ الحاج مفتی محمد شفیع ہاشمی۔ پروفیسر قاری محمد مشتاق الور

مجلس مشاورت

سید سید کاظم بخاری، ملک مطلوب الرسول اعوان، ملک محمد فاروق اعوان
صوفی نواز حسین قادری رضوی، محمد اورین خان سواتی، الطاف چغتائی
ماہر رخ خان قادری، مولانا صوفی غلام نقی سیفی، مولانا محمد اختر لورانی
ملک الطاف عابد اعوان، ملک قاری محمد اکرم اعوان، محمد جاوید اقبال کھارہ
مرزا عبدالرزاق طاہر، پیرزادہ محمد رضا قادری، صاحبزادہ محمد بلال الہاشمی
سید عارف محمود چوہدری رضوی، پیر محمد قراں چشتی، قاری محمد عارف خان
حافظ محمد خان مالک ایڈووکیٹ، مولانا محمد بشیر احمد فریدی، محمد حل مرٹھی

مجلس انتظامیہ
محمد فواد علی قادری
قیمت فی شماره
400 روپے
سالانہ و کتبہ نمبر
1000 روپے

0300-9429027
8321-9429027
Ph: 0454-721787
انٹرنیشنل غوثیہ فورم انوار رضا لاہور بریلی بلاک نمبر ۳ جوہر آباد ضلع خوشاب

حسن ترتیب

صفحہ نمبر	عنوانات
2	سورۃ فاتحہ
9	اپنی بات..... اے گرفتار ابو بکر و علی ہوشیار ہاش (ملک محبوب الرسول قادری)
11	کتوب خصوصی..... از: حضرت محقق العصر مطلق محمد خان قادری
17	قطعہ تاریخ اشاعت..... مولود کعبہ نمبر..... حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری
19	شہنشاہِ ولایت سر قسطنطین ہے..... سید عارف محمود مجبور رضوی
20	قطعہ تاریخ طباعت..... مولود کعبہ نمبر..... "انوارِ رضا" سید عارف محمود مجبور رضوی
21	اہلیت الطہار پر مسئلہ اسلام کا حجاز..... امام اہلسنت غزالی دہاں حضرت علامہ سید احمد سعید کاشمی

پیغامات

35	حضرت سید محمد فاروق القادری..... (شاہ آباد شریف)
37	حضرت سید قلب الحق شاہ گیلانی..... (گلاڑہ شریف)
38	علامہ سید محمد انور حسین کاشمی..... (کاشم آباد شریف)
39	حضرت سید فیض الحسن شاہ بخاری..... (بہاری شریف)
40	حضرت صاحبزادہ پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی..... (دربار حضرت شیخ القرآن و دربار آباد)
41	حضرت علامہ اقبال احمد قاری..... (لاہور)

علی ذوق کے حامل

قارئین کی توجہ کے لیے



اسلامک میڈیا سنٹر..... سر مایا انوار رضا..... علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر
..... انوار رضا لائبریری..... ایسے پلیٹ فارم ہیں جو دین و دانش اور قلم و قرطاس کے
حوالے سے ملک و ملت اور امت کی دینی و ملی، فکری و نظری سرحدوں کی حفاظت کے لیے
میدانِ عمل میں ہیں۔ آپ بھی اپنی ضرورت و حیثیت کے مطابق ان سے استفادہ کر سکتے
ہیں..... ہم آپ کی مدد کریں گے اگر آپ ہمیں پکاریں.....

- تصنیف و تالیف کے حوالے سے
- کتابوں کی عمر، معیاری اور مناسب ریٹ پر چھاپائی
- ختم نبوت، بزرگانِ دین یا کسی بھی حوالے سے رسالے کی خصوصی اشاعت
- سرکاری و غیر سرکاری اداروں کے تعارف، پرائیکٹس اور فائر کے شیڈولز کی طباعت و تیاری
- نظریاتی حوالے سے شائع کی جانے والی کتابوں کی تعارفی تقریبات و تبصرے
- قومی پریس میں اہلسنت کی نظریاتی تقریبات اور تہواروں کی بھرپور کوریج
- قومی اخبارات میں مضامین، مقالات، لیٹرز اور تصاویر وغیرہ کی اشاعت

وہ سب کچھ جو آپ چاہیں

ملک محبوب الرسول قادری چیزین اسلامک میڈیا سنٹر

27-A (شہیدی سڑک) وائٹ ہاؤس مارکیٹ لاہور
0300/0321-9429027..... 042-37214940
mahboobqadri787@gmail.com

آواز دوست

42	علی امام من است مغم قلام علی..... یہ طریقت ڈاکٹر سرفراز محمدی سنی
----	---

باب مدحت و توصیف

49	محمد ولعت
50	منقبت..... سید عارف محمود پور رضوی
54	کلام الامام امام الکلام..... سیدنا مولائے کائنات ﷺ کی فصاحت..... امام الائمہ سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کا کلام مع اردو ترجمہ از مرزا مجاہد احمد

مناقب

	منقبت پھور سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ.....
	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری ﷺ
63	مناقب امیر المؤمنین حضرت علی ﷺ..... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ﷺ
88	خصائص سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ..... سیدی امام احمد رضا ﷺ کا موقف علامہ محمد ظیل الرحمن قادری

مولود کعبہ — تحقیقی مقالات

99	تذکرہ ولادت علی المرتضیٰ ﷺ..... علامہ سید حکمت علی شاہ گیلانی
126	فضائل و خطاں مرتضوی ﷺ کے مکرین کی تازہ واردات..... علامہ محمد ظیل الرحمن قادری
138	”مولود کعبہ کون“ کا علمی خاکہ..... علامہ قاری ظہور احمد فیضی
158	مولود کعبہ علی المرتضیٰ ﷺ..... مفتی محمد عارف گولڑوی میانوی

سیدنا مولود کعبہ — حقائق، معلومات، تحقیقات

	حکمت حضرت مولانا علی المرتضیٰ ﷺ.....
163	مفکر اسلام سید عبدالقادر جیلانی مدظلہ العالی

187	حیدر بہار بارغ خصال محمد است..... سید شریف احمد شرافت نوشاہی
192	چالیس حکمت آمیز اور حکمت آموز جواہر پارے..... ترتیب و تحقیق: پروفیسر مرزا مجاہد احمد
203	مولائے مرتضیٰ مولود کعبہ..... صاحبزادہ سیدہ صہبہ اللہ شاہ بخاری
221	باسمیت کا تعارف..... علامہ قاری ظہور احمد فیضی
230	امام نسائی رحمہ اللہ پر شیعیت کا الزام اور اس کا رد..... حضرت استاذ العلماء سید محمد امیر شاہ گیلانی قدس سرہ
237	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مقام و مرتبہ..... علامہ سید حکمت علی شاہ گیلانی

مولود کعبہ — شخصیت و مقام

241	سیدنا حضرت علی المرتضیٰ ﷺ..... الحاج سید محمد مظاہر اشرف الاشرافی
250	سیدنا مولود کعبہ کا عظیم شرف..... سلطان العاشقین علامہ مہر محمد خان ہوم ﷺ
252	مولود کعبہ..... شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد محبت اللہ نوری
257	ولادت باسعادت علی المرتضیٰ ﷺ..... علامہ صائم چشتی
263	امام حسن شاہ غیر مکن..... امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ..... ملک محبوب الرسول قادری
267	مولود کعبہ حیدر کرار ﷺ..... علامہ ظہیر عباس قادری
271	حضرت علی ﷺ بن ابی طالب..... میاں محمد صادق قصوری
285	حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا ﷺ..... علامہ قاری محمد طیب نقشبندی
293	حیدر کرار سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ..... اعجاز الحق اعجاز (بی ایس سی)
301	آج تک آفاق میں ہے بیعت شیر خدا..... علامہ صاحبزادہ عرفان الہی قادری

307	خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ..... پروفیسر فضل الہی رشک
317	مولائے مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بابرکت ولادت..... جمال عبدالناصر
	سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ..... شخصیت کا اجمال خاکہ.....
324	قادی عہدار جم چشتی
327	جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ..... محمد دین کلیم قادری
330	سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ..... پروفیسر محمد اکرم رضا
343	حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب..... علامہ محمد علی چراغ
357	سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا عبادت ہے..... کرنل محمد انور مدنی
	کاروانِ مشق کے رہبر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ.....
365	محمد اور یس خان قادری سواتی
371	چند علماء و مشائخ اہل سنت کے قادیاتی بات و تاثرات

مولود کعبہ کے حضور منظوم خراج

385	ظہیر زیدی
385	سید انور علی انور (کراچی)
386	خلیق قریشی (مرحوم)
387	حضرت مولانا سید محمد اہمار اشرف اشرنی جیلانی
387	حضرت حافظ مظہر الدین مظہر
388	حضرت بیہم شاہ دارانی رحمہ اللہ
388	داعی علی دافع
389	حضرت مولانا محمد اہمل شاہ سہیل
389	حضرت صاحبزادہ سید رشتی شیرازی
391	ایک غیر مسلم بھگتو حیدر کرار حاضر ہے..... بیہون امروہی
399	نادی علی اور اس کا فضل

اپنی بات

اے گرفتار ابو بکر و علی ہوشیار باش

الحمد للہ اہل سنت روزِ ازل سے اپنے رب کی رضا کے حصول اور اس کے پیارے حبیب رضی اللہ عنہ سے محبت و اطاعت کی روش پر گامزن ہیں۔ اہل بیت نبوت علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کو دھجوا ایمان کی دو آنکھیں خیال کرتے ہیں اور اولیاءِ طہارہ و صلحا کی تعظیم کو اپنا معمول بنائے ہوئے ہیں۔

بدقسمتی سے گزشتہ کچھ عرصہ سے خارجیوں، جہنمیوں اور منافقوں کی دیکھا دیکھی ہامہ منافرت، قبول حق سے انکار، ہم چھا دیکھے نیست کی نعرہ بازی، من پسند اعتقادات کا اہتمام و ابلاغ اور تحقیق کے نام پر گمراہی پھیلانے کے کچھ جرائم بعض اہل سنت کھلانے والوں میں بھی دوڑ آئے ہیں۔ بعض "محققین" نے اس سلسلہ میں ذاتِ رسول ﷺ تک کے حوالے سے عجیب و غریب "حقیقات" پیش کر دی ہیں کبھی عرصہ نبوت موضوع بحث ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کتنے برس نبی تھے کتنے برس (صالح اللہ) نبی نہ تھے کتنی عمر میں نبوت ملی؟ اور معنوی ہیں جی طور پر نور نہیں ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ اس سے بھی پہلے اگر کسی نے اپنے رب سے مانگنے کا کی ضرورت و اہمیت پر بات کر دی تو اس پر حیر و شکر لے کر چڑھ دوڑے کہ "ہمارا" ہوتے ہوئے "خدا کی توحید" کی بات کرتا ہے؟ صالح اللہ جیسے حقیقہ توحید سے "تمہارا" کوئی تعلق نہیں۔ بالکل اسی طرح اب کسی نے ضرورت محسوس کی کہ اہل بیت نبوت علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذواتِ مقدسہ کو "حقیقات" کی "روشنی" میں تیار کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے کسی "کتب" معرضِ دعو میں آئیں۔ تو بہت مناظروں کے خبیث سے بڑھ کر مناظروں تک پہنچی۔ "گہم بات" کہنے والوں کو جگ کہنے کی سزا دی گئی۔..... اباب اس سے بھی آگے "سہالوں" کی تاریاں بوری ہیں۔ اسی طرح اہل سنت کو "ناہو احتمال" پر لانے کے لئے مولائے کائنات امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خصائص کا انکار کر دیا گیا تاکہ وہ کسی گمراہ فرقے سے حائر نہ ہوں۔ آپ کی کعبہ اللہ میں ولادت سے انکار دہانی کٹائی نہیں کٹا میں چھاپ کر کر دیا گیا۔ ناو رجب المرجب میں یہ "کارنامہ" دکھایا گیا انصاف و دیانت کا قلعے کے مطابق ایسے "محققین" کو ہوش سے کام لیتے ہوئے ترجیحات بتائی جائیں۔

ہم تو "ہمراہی" ہیں اور مولائے مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقام کے قہقہے کے لئے آوازِ حق بلند کرنا ہمارا فریضہ ہے۔ انوارِ رضا کے پیش نظر "مولود کعبہ نمبر" میں ہم نے مشترک مواد کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے اور کچھ اسکالرز سے مضامین کھسکائے ہیں ہمیں امید ہے کہ معزز

قارئین اس خصوصی اشاعت کو اپنے ایمان کی تازگی کا باعث پائیں گے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ وہ جانشینِ رسولِ ماکبہؐ پیشِ مصطفیٰ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰؑ، سمیت پانچوں خلفائے راشدینؓ والی مگر بلا شہزادہ رسولِ حضرت سیدنا امام عالی مقام حسینؑ اور شہدائے کربلا کی یاد دہانی اور ان کی تعلیمات کو عام کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور عالمِ نسواں حضرت خاتونِ قیامت و جنت سیدہ طیبہ طاہرہ بنت رسول اللہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اور تمام اہمات المؤمنین کی روشن زندگیوں اور تعلیمات سے آکسب فیض کر لے بچوں کے نام صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ اہل بیتِ نبوتؑ کی مقدس متبوں کے اسمائے مبارکہ سے موسوم کریں۔ مساجد اور مدارس کے نام بھی اہل بیتِ نبوت کے بزرگوں کے ناموں پر رکھے جائیں اور ان کے اسوہ کو اپنایا جائے کہ یہی صراطِ مستقیم ہے اور یہی خیر کا راستہ ہے۔ ہم اس نمبر کی اشاعت میں علمی و عملی طور پر حصے لینے والے تمام احباب کے لئے ڈعا گو ہیں خصوصاً عظیم علمی و روحانی شخصیت حضرت سید محمد قادری قادری، حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری، مفکر اسلام علامہ محمد ظہیر الدین قادری، تاج العلماء حضرت سید محمد انور حسین شاہ کاشمی، حضرت زینت السادات، سیدہ فیض الحسن شاہ بخاری (بھاری شریف)، علامہ سید عسکرت علی شاہ گیلانی، حضرت شیخ الحدیث سید زہیر علی شاہ صاحب (کوٹہ) کے شہر گزار ہیں عزیز گرامی پروفیسر مرزا مجاہد احمد نے بڑی محنت سے اس کی پروف ریڈنگ کی اور علمی معاونت کی اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بھر جزا عطا فرمائے۔ اشتہادات اور خریداری کی صورت میں تعاون کرنے والے احباب کے لئے بھی ہم ڈعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو مولائے مرتضیٰ سیدنا علی شیر خداؑ کا جنتی فیض عطا فرمائے۔ ہم بارگاہِ مرتضوی میں استغاثہ عرض کرتے ہیں کہ موجودہ گئے گزروے علم سے دہری کے دور میں ہماری دھیری فرمائی جائے تاکہ ملت و امت کا وقار بحال ہو اور امت مسلمہ پھر سے عزت و تکریم کی بلندیوں پر سرفراز ہو جائے۔ آمین

اقبال کی بھوائی میں ڈعا گو ہوں کہ۔

دلوں کو مرکبِ مهر و وفا کر حرمِ کبریا سے آشنا کر
جنتیں نانا جویں بننا ہے تو نے انہیں بادلوں حید بھی عطا کر
تپے پڑنے کی توفیق دے دلِ مرتضیٰ، سولہ صدیق دے
بکر سے وہی خیر پھر پار کر حق کو سینوں میں بیدار کر
خدا کو غلامی سے آزاد کر جہانوں کو یوں کا استاد کر

..... غبارِ راز و پرتاب

ملکِ محبوبِ الرسولِ قادری
(مدبرِ اعلیٰ)

کتوبِ خصوصی

از..... حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری

محرم محبوبِ اہلسنت محبوبِ الرسولِ قادری حفظہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم
معلوم ہوا آپ مولودِ کعبہ نمبر نکال رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی عطا فرمائے۔ بعد کے مطالعہ میں کچھ چیزیں آئیں ان کا تذکرہ کر رہا ہوں۔

آج کل یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰؑ کی ولادت کعبہ میں ہوئی یا نہیں؟ اہل علم ہمیشہ سے یہ نقل کرتے چلے آ رہے ہیں کہ شیر خداؑ کی ولادت کعبہ شریف میں ہوئی حتیٰ کہ کعبہ میں ولادت اور مسجد میں شہادت دونوں چیزوں کو آپؑ کی خصوصیت قرار دیا گیا۔ شیخ سعدیؒ نے آپ کی اسی خصوصیت کو یوں بیان کیا۔

کعبے کا میراث شدہ اہل سعادت یہ کعبہ ولادت یہ مسجد شہادت
بلکہ جہدِ اہل علم نے صرف نے ولادت و کعبہ کو آپ کی خصوصیت قرار دیا ہے۔

المسجد رک میں ہے کہ حضرت معصبؓ نے جب یہ کہا کہ حضرت حکیم بن حزامؓ کے علاوہ نہ پہلے کوئی کعبہ میں پیدا ہوا اور نہ بعد میں، تو امام حاکم (ت: ۴۰۵) نے اس مقام پر واضح طور پر ان کی تردید کی ہے اور کہا کہ یہ ان کا وہم ہے اور سیدنا مولائے کائنات کا کعبہ میں پیدا ہونا قیامت کے ساتھ ثابت ہے۔۔۔۔۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

هو معصب في الحرف الاخير قد
تواترت الاخبار ان فاطمة بنت اسد
ولدت امير المؤمنين علي بن ابي
طالب كرم الله وجهه في جوف الكعبة
المسجد رک ۳: ۴۰۳) دیا۔

امام ذہبی نے بیحد یہ الفاظ نقل کئے اور ان کی تائید کی وہ فرماتے ہیں۔

قال الحاكم وهو مصعب بن الحرف حاکم نے لکھا مصعب کا آخری جملہ دہم
الاصغر قد تواتر الاصل ابن حلفا ولد لي ہے ورنہ تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت
جوف الکعبہ (تخصیص المسد رک ۲۰۲) علی رضی اللہ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔

اس پر کسی کا یہ کہنا کہ امام ذہبی نے بطور طعن اس عبارت کو نقل کیا ہے ایسی بات
وہی محض کہہ سکتا ہے جو اصل سے پھول ہو۔ جس کو امام ذہبی کے مطالعہ و طریقہ اور مقام کا علم
ہی نہیں۔ یاد رہے جب امام حاکم نے ایسی ہی بات حضور ﷺ کے قتل شدہ پیدا ہونے کے
بارے میں لکھی تو امام ذہبی نے ان پر سخت تنقید کی اور لکھا کہ یہ بات تو ہم کسی صحیح روایت
سے نہیں جانتے چہ جائیکہ یہ تواتر سے ثابت ہو۔ پہلے امام حاکم کی عبارت ملاحظہ کیجئے۔

قد تواتر الاصل ابن رسول الله صلى تواتر اخبار سے ثابت ہے کہ رسول اللہ
الله عليه وآله وسلم ولد مبعوثاً مسروقاً ﷺ قتل شدہ پیدا ہوئے۔
(المسد رک ۲۰۲)

اس پر امام ذہبی نے اپنا یہ تنقیدی نوٹ لکھا۔

قلت ما اعلم صحة تلك فكيف متواتراً بعدہ کہتا ہے کہ ہمیں اس کی صحت کا علم
(تخصیص المسد رک ۲۰۲) نہیں تو یہ حوازی کیسے ہو سکتا ہے۔

اس مقام پر امام محمد بن یوسف صالحی شامی (ت: ۹۴۲) نے امام حاکم کے قول
کی خوب توجیہ کی ہے۔ (دیکھئے: سبل الہدی والرشاد: ۱: ۳۴۷)

اگر امام ذہبی کو امام حاکم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ ہونے سے اختلاف
ہوتا تو امام ذہبی اپنے مطالعہ کی روشنی میں ضرور اس پر بھی تنقید کرتے جب امام ذہبی جیسا
تحقیق امام حاکم کی بات کو من و عن تسلیم کر رہا ہے تو کوئی دوسرا امام حاکم کی بات کو کیسے پہنچ
کر سکتا ہے؟ یہ بھی یاد رہے کہ امام ابن ملقن نے بھی امام حاکم کی بات کو من و عن تسلیم کیا
ہے اور اسے ہرگز رد نہیں کیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے امام حاکم کی بات
کو نقل کیا ہے اور اس کی تائید کی اس کے بعد اگر کوئی موجود بھی اس تواتر کا منکر ہے تو
اس کی بات کو کون تسلیم کرے گا؟

اس وقت جو ”مولود کعبہ“ کے خلاف بات لکھی گئی اس میں دو پہلو اہم کر کرنے
کی کوشش کی گئی۔

۱۔ ایسے اہل علم کے حوالہ جات دیے گئے جو کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کعبہ
میں پیدا ہونا معروف و معلوم نہیں۔

۲۔ کچھ اہل علم نے کہا کہ مولود کعبہ والی روایت ضعیف ہے بخاری قول دوسرا ہے۔
پہلی بات کا رد تو یہ اصول کر دیتا ہے کہ بات کا علم رکھنے والا بے خبر پر محنت
ہوتا ہے اگر وہ کہہ رہے ہیں کہ معلوم نہیں۔ تو ان لوگوں کی بات کو تسلیم کرنے میں کیا امر
مانع ہے جو کہتے ہیں کہ یہ امر تواتر سے ثابت ہے تو انہی کی بات کو تسلیم کیا جائے گا نہ کہ
ان لوگوں کی بات کو جو اس کو چاہتے ہی نہیں۔

دوسری بات کہ یہ قول ضعیف ہے۔ یہ امکان اپنی جگہ موجود ہے کہ بعض
کے نزدیک یہ قول بخاری ہو یا نہ ہو لیکن اس سے بالکل نفی کیسے لازم آتی ہے؟
ہمیں اپنے اس رویے پر بھی نظر ثانی کرنی چاہیے کہ جو من خلاف بات کرے
اس کو اہل سنت سے خارج کر کے شیعہ قرار دے دیا جائے۔

مثلاً جب امام حاکم اہل سنت کے مسئلہ اور عظیم محدث ہیں اور ہرگز رافضی نہیں
اور ان کی بات امام ذہبی، ابن ملقن، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالغنی محدث دہلوی جیسے لوگ
قبول کر رہے ہیں تو اس کے بعد انہیں شیعہ کہنے کا کوئی حوالہ نہیں۔

امام احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔
کبھی محض غلبہ محبت اہل بیت کرام کو شیعیت سے تعبیر کرتے ہیں حالانکہ یہ محض
سہیہ ہے۔ (نہادی رضویہ، جلد دوم)

اس کے بعد امام حاکم، امام عبدالرزاق، امام الباقی، امام نسائی، امام جہاں اور دیگر
اہل سنت اہل علم کو شیعہ قرار دینا سراسر زیادتی و ظلم ہے ایسے عمل کی ہرگز حوصلہ افزائی نہیں
ہونی چاہیے۔ آخر میں گزارش یہ ہے کہ تحقیق ضرور کیجئے لیکن حقائق مسخ نہ ہونے پائیں۔
پوری سند سے روایت:

بعدہ کے سامنے اس وقت امام حافظ ابوالحسن علی بن عمر الواسطی المعروف ہاشم
المطادلی (م: ۸۸۳) کی کتاب مناقب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہے اس میں
انہوں نے پوری سند کے ساتھ اس بات کو بیان کیا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ میں
ہوئی اس روایت کو مع ترجمہ آپ کو پیش کر رہا ہوں۔ اسے بھی اپنے قارئین کی نظر کو دیں۔

أبي طالب: فاطمة بنت أسد بن هاشم بن عبد مناف بن قصي، وهي أول هاشمية ولدت لهاشمي، وقد أسلمت وهاجرت إلى النبي ﷺ.

۳ مولده النبوي

۳ - أخبرنا أبو طاهر محمد بن علي بن محمد التميمي، قال، أخبرنا أبو عبد الله أحمد بن محمد بن عبد الله بن خالد الكاتب، قال: حدثنا أحمد بن جعفر بن محمد بن سلم الحنظلي قال: حدثني عمر بن أحمد بن روح، حدثني

۳- إسناده فيه من لم نعرفه كريمة بنت قريظة وأما.

أبو طاهر محمد بن علي بن محمد بن السج قال الخطيب: كُتِبَ عنه وكان صدوقاً. له ترجمة في «تاريخ بغداد» (۱۰۶/۳-۱۰۷-۱۰۸) رقم ۱۱۰۶.

وأبو عبد الله أحمد بن محمد بن عجلان بن خالد الكاتب قال الخطيب: كُتِبَ عنه وكان صحيح السماع كثير. له ترجمة في «تاريخ الإسلام» (ص ۱۴۸ رقم ۱۵۲) في حواشي سنة ۴۲۵ هـ، وله ترجمة في «تاريخ بغداد» (ص ۷۱/۴ رقم ۱۶۹۴) وكان صالحاً ديناً مكثراً عفا كُتِبَ عنه الدارقطني وحدث عنه الخطيب وأحمد بن محمد بن عبد الله الكاتب. وانظر ترجمته في «الآداب» للسماعي في نسب (الحنظلي).

ولما عمر بن أحمد بن روح الساجي فقد تصحف وصوابه عمر بن روح الساجي، قال الخطيب: كان صدوقاً يذهب إلى الاعتزال ذكر لي أبته عنه أنه كان أولاً حنظلياً فانتقل بعد ذلك إلى مذهب الاعتزال له ترجمة في «لسان الميزان» (ص ۳۰۶/۴ رقم ۸۵۷).

وبني بن الحسن العلوي لم أجده وإنما رأيت في «الميزان» (ص ۳۶۸/۴) يحيى بن الحسن العلوي واقفي مشافه... أتى بغير كذب منه (أن أبوي النبي ﷺ وجدته في الجنة) لهم بومعه هذا الجاهل. اهـ

وأخرج الحاكم لمحي بن الحسن العلوي ولكنه يكتي بأبي الحسن كما ذكره شيخنا في «تراجم رجال الحاكم في المستدرك» (ص ۳۷۰/۲).

وهذا الذي في السند يكتي بأبي طاهر فلمعله المترجم في «الميزان».

أبو طاهر يحيى بن الحسن العلوي، قال: حدثني محمد بن سعيد الدارمي، حدثنا موسى بن جعفر، عن أبيه، عن محمد بن علي، عن أبيه علي بن الحسين، قال: كنت جالساً مع أبي ونحن زائرون قبر جدنا ﷺ، وهناك لسان كثيرة إذ أقبلت امرأة منهن فقلت لها: من أنت يرحمك الله؟ قالت: أنا زيدة بنت قريظة بن العجلان من بني ساعدة. فقلت لها: فهل عندك شيئاً نحدثنا؟ فقالت: إي والله حدثتني أمي أم العارة بنت عبادة بن نضلة بن مالك بن عجلان الساعدي... أنها كانت ذات يوم في نساء من العرب إذ أقبل أبو طالب كئيباً حزناً، فقلت له: ما شأنك يا أبا طالب؟ قال: إن فاطمة بنت أسد في شدة المخاض^(۱)، ثم وضع يده على وجهه.

فينا هو كذلك، إذ أقبل محمد ﷺ فقال له: «ما شأنك يا عم؟» فقال: إن فاطمة بنت أسد تشتكي المخاض، فأخذ بيده وجاء وهي معه فجاء بها إلى الكعبة فأجلسها في الكعبة، ثم قال: «اجلسي على اسم الله!» قال: فطلقت طليقة فولدت غلاماً سروراً، نظيفاً، منظفاً لم أر كحسن وجهه، فسماه أبو طالب علياً وحمله النبي ﷺ حتى أداه إلى مثزلها.

قال علي بن الحسين عليهم السلام: فوالله ما سمعت بشيء قط إلا وهذا أحسن منه.

(۱) والمخاض هو الطلق عند الولادة: كما في «النهاية» لابن الأثير (ص ۸۶).

امام علی بن حسین علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد گرامی کے ساتھ اپنے جد اکرم ﷺ کے حزار اقدس کی زیارت کے لئے حاضر تھے۔ وہاں کثیر خاتون بھی تھیں ان میں سے ایک خاتون آئی میں نے پوچھا اللہ تم پر رحم فرمائے تم کون ہو؟ بتایا میں زیدہ بنت قریبہ بن نخلان بنو ساعدہ سے ہوں، اللہ کی قسم مجھے میری والدہ ام عارہ بنت عمارہ بن نخلہ بن مالک بن نخلان ساعدی نے بیان کیا کہ وہ عرب خاتون کے ساتھ تھیں تو اچانک جناب ابوطالب پریشانی کی حالت میں آئے تو میں نے پوچھا اے ابوطالب کیا معاملہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ قاطرہ بنت اسد پر بچہ کی ولادت کا وقت ہے پھر انہوں نے اپنے منہ پر رکھے ابھی ہم بات کر رہے تھے کہ سیدنا محمد ﷺ کی تشریف آوری ہوئی پوچھا بچا کیا پریشانی ہے؟ بتایا قاطرہ بنت اسد پر ولادت کا وقت ہے آپ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ حضرت قاطرہ کو لیا اور انہیں کعبہ میں بٹھایا اور کہا یہاں اللہ کے نام پر بیٹھو تو وہاں انہوں نے سرور اور پاکیزہ بچہ جناب میں نے تو اس جیسا حسین چہرہ کبھی نہیں دیکھا جناب ابوطالب نے ان کا نام علی رکھا، رسول اللہ ﷺ انہیں آٹھا کر گمر لے گئے امام علی بن حسین علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں نے کبھی بھی اس سے بڑھ کر خوبصورت بات کبھی نہیں سنی۔

(مناقب امیر المؤمنین: ۲۶، ۲۷، مطبوعہ دارالافتاء، متعادمین، طبع ۱۴۰۲ھ، ۲۰۰۳ء)
نوٹ: ہمارے دو قاضی عزیزان محمد فیصل خاں اور حافظ سلیم آف راولپنڈی نے اس کی سند پر تحقیق کی ہے دونوں کی رائے میں یہ روایت ہرگز موضوع نہیں۔

ذکاگو

(مفتی) محمد خان قادری

قطعہ تاریخ اشاعت..... مولود کعبہ نمبر

از: سلطان اشعراء حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

رکھا جائے گا بزم وقت میں یاد خدا کا شیر، علی حیدر ہمیشہ محمد ﷺ کا چچا زاد اور داماد مثالی ہے یہ ہے بے مثل رشتہ جو مولیٰ تھامی (ﷺ) کا اس کا فرزند بڑا اس کو خدا نے بخشا رتبہ بخوبی لعلک و لعلی سے ظاہر لگا مصطفیٰ (ﷺ) میں اس کا وجہ ہیں شامل ”نچن“ آل عبا میں عزیز و اقرب شاہ مدینہ وہ زہد و ارتقاء کی خوب تصویر وہ اللہ کا عبادت کیش بندہ چہارم گوہر سلک خلافت عبا بن محمد ﷺ کا چہرہ دلا سرا ہے وہ ارباب صفا کا وہ اہل معرفت کا نور دیدہ سر آنگوں پر بٹھایا اہل حق نے خدا و مصطفیٰ کا برگزیدہ اسے امت نبی ﷺ کی چاہتی ہے محبت اس سے کرتا ہے زمانہ صیپ حق کے ہم علم کا در فراست کا ملا اس کو خزانہ وہ ہے نچہ البلاغہ سے نمایاں جو اس کا ہے بصیرت کا ذخیرہ دزر حکمت کے فرمودات اس کے ہے دانش اخیش ایک ایک خطبہ سند ہے اوج علم و فکر کا بھی ہے نام اس کا شجاعت کا حوالہ حق و باطل کا جو بھی محرکہ ہو ہمارا ”یا علی“ ہے اب بھی نعرہ کشادہ دل، کشادہ دست جس کو ملا جو د و سقا ہر قرینہ

جو اہل حق ہیں اس پر تحقق ہیں کہ ہے اس کی ولادت گاہ کعبہ
 علی کی اس فضیلت کا ہے منکر یہاں ایسا ہے اک بد بخت طبقہ
 ہیں منکر اس حقیقت کے مگر جو نبی ﷺ کی آل سے رکھے ہیں کینہ
 جو اہل بیت کے دشمن ہیں بد اصل بدل سکتا نہیں ان کا دھیرہ



یہ نمبر خاص ”انوارِ رضا“ کا یہ کاوش ہے ادب آموز و عمدہ
 ملک محبوب کا ہے کام نادر یہ اس کا معجز ہے کارنامہ
 وہ خوش قسمت ہے گردن میں ہے اس کی علی حیدر کی الفت کا قلابہ
 وہ موروٹی ہے خدمت گار اس کا علی کا خاندانی ہے وہ مددہ
 خدا کا خاص مجھ پر بھی کرم ہے ہوں اس کا شیخہ وہ ارفقہ ولا
 زدوئے ”حب“ ہے تاریخ اس کی طاری یہ ”شیعہ عظمت مولودِ کعبہ“

$$۸ + ۴۰۰۳ = ۴۰۱۱$$

معلی بارگاہِ مرتضیٰ میں یہ طاری کا قلابہ ہے ہدیہ

شہنشاہِ ولایت مرتضیٰ ہے

علی مقربِ عسا کی زینت و زینت
 علی معنیٰ میں علی شان و شوکت
 علی کی طاہرہ و بریہ سلوک
 علی مردِ عالم کا مقتدا ہے
 شہنشاہِ ولایت مرتضیٰ ہے

علی کی معتبر از حد غلامی
 علی کے ساتھ نسبت، نیک مائی
 علی کے در کا سب درونِ قنای
 گروہِ اولیاء و اعیان ہے
 شہنشاہِ ولایت مرتضیٰ ہے

اگر ہو علی کی سر میں سرایت
 مہر ہو اگر راہِ ہدایت
 جو تہو در کارِ فیضانِ ولایت
 کر دہم لے جوں دہرا ہے
 شہنشاہِ ولایت مرتضیٰ ہے

سر تسلیم خم کرتے ہیں سب ہی
 علامہ مرجع و علم کرسیدیں مہدی
 ہیں افرارِ خم کرتے ہیں سب ہی
 خوشنماستہ عقیدت مر ملا ہے
 شہنشاہِ ولایت مرتضیٰ ہے

علی کا قدردان ہے حق تعالیٰ
 علی کے عاشقوں کا لولِ مالا
 علی کے منگدون کا منہ ہر کالا
 ہیں پھوڑ کی حل سے دُعا ہے
 شہنشاہِ ولایت مرتضیٰ ہے

علی کی ذات کے لائق بجا ہے
 فقط رضا علی کو مرجع ہے
 سر اسرار میں قولِ روا ہے
 ہیں مصداق کوئی دُسر ایسے
 شہنشاہِ ولایت مرتضیٰ ہے

میر محمد حسن، سرحد ہے
 علی دروازہ مہر علم کا ہے
 علی حو، کعبہ میں آج ہے
 ہی بیہام دے مادعا ہے
 شہنشاہِ ولایت مرتضیٰ ہے

مرتضیٰ کا حزانہ در علی کا
 طریقت کا شکار در علی کا
 حقیقت کا گہرا در علی کا
 در عالم میں ہی کوئی خدا ہے
 شہنشاہِ ولایت مرتضیٰ ہے

طریقت کو ملا فیضانِ انبی سے
 جوں ہے معرفت و نشانِ انبی سے
 ولایت میں پڑی ہے جانِ انبی سے
 سلسل کی انبی سے اجدا ہے
 شہنشاہِ ولایت مرتضیٰ ہے

علی کے در کے ہیں سب ہی ہیکاری
 سلاسلِ اولیاء کے سارے حاری
 صحنِ باطنِ انبی سے میضِ ماری
 علی کی مقرب میں محکم نوا ہے
 شہنشاہِ ولایت مرتضیٰ ہے

نقطہ تاریخ طباعت

"محزون کرم مولود کعبہ نمبر"

۱۴۳۲ھ

"محبت مجلہ انوارِ برضا جوہر آباد"

۲۰۱۱ء

علیؑ سے بالیقین مولود کعبہ
ولادت کی جگہ کعبہ علیؑ کی
جسمِ عامہ علیؑ ہے گھرِ حلا کا
سکھٹے عقل و دہنس کیلئے
نُرخاٹے نہ چراغِ شہیت کی
خداؤں کی ہے کرتا تہِ جانی
مضائق کا سیانا محلِ ستار ہے
علیؑ کی شان و شوکت و مرتبہ کا
علیؑ کا کلی حیاں درجہ سرا ہے
سنبھارِ ولایت لہں علیؑ ہے
بُھپائی حنہ پھرے بے حارِ حقیقت
ریحہ حاسر سدا منکر علیؑ کا
نکل آیا ہے مدارِ عقل میں
علیؑ کے محرم کرے سمعاً
دراہِ غیب سے ہو جو آشی

کیو مار دگر مجھ کو رموی

انگر بارِ موسم در کاوسن ہے

کرے مفلو بہ ایقان ، غمیر
بجایے اس یہ اک بُراں ، غمیر
دکھاٹے یہ علیؑ کی شان ، غمیر
سجائے محفلِ عمران ، غمیر
لکائے منکرین کی جان ، غمیر
معاذ کا کرے بطلان ، غمیر
مناقب کا ہے اک عمران ، غمیر
ہم کرنا ہے کہا معام ، غمیر
راشے یہ ہمیں دیشاں ، غمیر
شنائے عشق کا فرمان ، غمیر
حداقت کا ہے اک سامان ، غمیر
کرے یہ بر ملا اعلان ، غمیر
پٹے سر کوئی لُفکان ، غمیر
کہ ہے سبّہ زہرِ یزبان ، غمیر
کیو "اگر علیؑ دیشاں" غمیر

"ترجم" سے "رفیعُ الزمان" غمیر

۶۹۰ + ۷۴۲ = ۱۴۳۲ھ
کیو ہے "حق غا فیضانِ غمیر"

۱۴۳۲ھ

اہلیتِ اطہار پر مستقل سلام کا جواز

امام اہلسنت غزالی زمانِ رازنی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ☆

غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام پر بالاستقلال صلوٰۃ و سلام بھیجنے کے جواز کو اگرچہ قاضی
عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے عامہ اہل علم سے نقل کیا ہے۔

كَمَا فِي تَفْسِيرِ رُوْحِ الْمَعَانِي (پارہ ۳۳ ص ۸۶) وَأَمَّا الصَّلَاةُ عَلَى غَيْرِ
الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ قَدْ اِضْطَرَّتْ لِهَذَا أَقْوَالُ الْعُلَمَاءِ قَوْلُ تَجَوُّزُ مُطْلَقًا قَالَ الْقَاضِي
عِيَاضٌ وَعَلَيْهِ عَامَّةُ أَهْلِ الْعِلْمِ (انتہی)

لیکن جمہور کے مطابق ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہم بالیقین جواز بلا کراہت کے
قائل ہیں اور بالاستقلال مکروہ سمجھتے ہیں۔ البتہ صلوٰۃ کے بغیر صرف سلام علی غیر
الانبیاء و الملائکہ علیہم السلام ہمارے نزدیک بالاستقلال اور بالیقین بلا کراہت جائز ہے۔ فقہاء
کرام کے ایک گروہ نے اس مسئلے میں عدم جواز یا کراہت کا جو قول کیا ہے وہ تھا
سلام سے متعلق نہیں بلکہ مجموعہ صلوٰۃ و سلام کے بارے میں ہے جو ہم پر حجت نہیں۔
جو حضرات سلام مذکور کو ناجائز مکروہ حزی کی اور خلافِ اولیٰ کہتے ہیں ان کی خدمت
میں نہایت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ کسی کتاب میں کوئی ایسی عبادت موجود نہیں
جس سے بغیر اختلاف کے علماء اہلسنت یا کم از کم علمائے احناف کے نزدیک سلام
مذکور ناجائز ، مکروہ حزی کی یا خلافِ اولیٰ ثابت ہوتا ہو۔ نہ یہ جمہور کا مذہب ہے۔
وَمِنْ ادْعَى فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ۔

یقیناً بعض نے عدم جواز اور بعض نے کراہت حزی کی یا خلافِ اولیٰ کا قول کیا
ہے مگر ان کے ہاتھ اہل دوسرے علماء کرام نے اس قول کا انکار بھی فرمایا ہے جس کی
روشن دلیل ان کے کلام میں سلام مذکور کا ورود ہے۔ گنگا سنا تھی

بائیں حضرات کے دلائل کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) طائے اہلسنت نے غیر انبیاء و ملائکہ ﷺ کے لئے ﷺ لکھنے کو بالاتفاق ممنوع قرار دیا ہے۔

(۲) لفظ ”سلام“ ”صلوٰۃ“ کے معنی میں ہے۔ لہذا صلوٰۃ کی طرح تھا سلام بھی ناجائز اور مکروہ ہوگا۔

(۳) رسل و انبیاء ﷺ کے لئے صلوٰۃ و سلام کے الفاظ فقہیاً استعمال کئے جاتے ہیں اگر ان کے غیر کے لئے بھی مستحکم استعمال کئے جائیں تو غیر نبی کی تعظیم، تعظیم نبی کی حیل ہو جائے گی۔

(۴) غیر انبیاء و ملائکہ ﷺ کے لئے صلوٰۃ و سلام یا تھا ”سلام“ کے الفاظ استعمال کرنا روافض اور اہل بدعت کا شعار ہے۔ اس لئے یہ استعمال ناجائز ہوگا۔

طی الترہیب چاروں کا جواب حسب ذیل ہے۔

(۱) بالاتفاق اور علی الاطلاق غیر انبیاء و ملائکہ ﷺ کے لئے بالاستقلال تھا سلام کو آج تک کسی نے ممنوع نہیں کہا اور اگر کسی نے ایسا دعویٰ کیا ہے تو اس کا تعاقب کیا گیا ہے۔

اس سلام کو ممنوع، ناجائز یا خلاف اولیٰ کہنے والے بعض علماء ہیں جس کو ان کی تحقیق پر اجماع ہو وہ اس پر عمل کرے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن مجوزین بلاکراہت سے الگ ان کے لئے درست نہیں کیونکہ بالقابل محققین اہلسنت کا ایک ایسا گروہ بھی موجود ہے جو غیر انبیاء و ملائکہ ﷺ کے لئے بالاستقلال لفظ سلام استعمال کرتا ہے پھر یہ کہ بائیں کی مراد سلام علی الاطلاق نہیں بلکہ سلام مفید ہے جس کا فی ما نحن بنو سے کوئی تعلق نہیں۔ مِمَّا سَمِعْنَاهُ مِنْ شَاةِ اللَّهِ تَعَالَى۔ لہذا بعض علماء اہلسنت کی وہ عبارات بائیں حضرات کے لئے مفید نہیں۔

(۲) لفظ ”سلام“ کا ”صلوٰۃ“ کے معنی میں ہونا بدامنیہ باطل ہے۔ اس لئے کہ دونوں کا مادہ ترکیب، اشتقاق، وضع و ہیئت اور استعمال بالکل الگ ہے پھر ایک معنی

میں ہونا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

البتہ امام طوسیؒ نے صلوٰۃ کو بمعنی سلام کہا اور اسی قول کے پیش نظر امام الحرمین جوینی نے سلام کو بمعنی صلوٰۃ قرار دیا۔ لیکن عقلی نہ رہے کہ یہ دونوں بزرگ شافعی ہیں۔ لہذا یہ قول شوافع کا ہوا جسے بعض احتاف نے بھی ذکر کر دیا۔ نیز یہ کہ امام طوسیؒ اور امام جوینیؒ نے صلوٰۃ کو بمعنی سلام اور بالعکس مطلقاً نہیں کہا بلکہ اس امر میں کہ صلوٰۃ و سلام دونوں ہماری دُعا اور منزل من اللہ ہونے میں ایک دوسرے کے ہم معنی اور مشعر تقسیم ہیں۔

اگرچہ اس معنی کو امام جوینیؒ نے غیر انبیاء و ملائکہ ﷺ کے حق میں مستحکم لفظ سلام بولنے کے لئے علت منع قرار دیا ہے لیکن اہلسنت و فقہائے احتاف کے دیگر محققین نے اسے تسلیم نہیں کیا۔

اس بیان سے اہل علم حضرات پر یہ امر بھی بخوبی واضح ہو گیا ہوگا کہ امام طوسیؒ اور امام جوینیؒ نے جس سلام کو بمعنی صلوٰۃ قرار دے کر اس کا استعمال غیر انبیاء و ملائکہ ﷺ کے لئے ممنوع قرار دیا ہے وہ ”سلام من اللہ“ ہے اور جو سلام تحیۃ من العباد ہو وہ ان کے نزدیک بمعنی صلوٰۃ نہیں۔ نہ وہ اسے ممنوع قرار دیتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ امام جوینیؒ کے قول ”فَلَا يُقَالُ عَلٰی عَلَیہِ السَّلَامُ“ جسے روح البیان، روح المعانی، جوہر التوحید اور شامی وغیرہ نے نقل کیا ہے، سے مراد مطلقاً سلام من اللہ ہے، سلام تحیۃ نہیں۔ دیکھئے روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۸۶۔ لہذا اگر بطور تحیۃ علیؑ یا حسینؑ ﷺ کہا جائے تو امام جوینیؒ اور ان کے قبیض کے قول پر بھی ممنوع نہ ہوگا۔

یہ صحیح ہے کہ بعض متاخرین کی تصانیف میں سلام مذکور کا ترک حعارف ہے لیکن شخص کے بعد مقدمین کا مسلک یہی ثابت ہوا کہ وہ بالخصوص اہل بیت اطہار کے حق میں بالاستقلال تھا لفظ سلام بولنے اور لکھنے رہے۔ چنانچہ ائمتہ المہدات میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ ارقام فرماتے ہیں۔

(۱) و تحارف در حدیث تسلیم بود بمائل بیت رسول از ذریت و از واریط مطہرات

و در کتب قدیمہ از مشائخ اہل سنت و جماعت کتابت آن یافتہ میشود۔ و در متاخرین ترکب آن متعارف شدہ است۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) اللہ المتعانت شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۳۰۵

ہا وجودیکہ شیخ محقق قدس سرہ العزیز تصانیف متاخرین میں سلام مذکور کا ترکب متعارف فرماتے ہیں مگر بذات خود اپنی تصانیف میں آل پاک مصطفیٰ علیہ الخیۃ والثناء پر بالاستعمال ”علیہ السلام“ لکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

(۲) جذب القلوب صفحہ ۷۸

”درسہ سابعہ غزوۂ خیبر بود کہ امیر المؤمنین علیؑ چوں سپہ از دست مہارک اودا فدا و رواۃ اورا..... بر کند و سپہ ساخت۔“

نیز اسی صفحے پر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:-

(۳) و طوع کردن آفتاب بعد از غروب بجهت فوت نماز عصر از امیر المؤمنین علی سلام اللہ علیہ

اسی جذب القلوب کے صفحہ ۹۳ پر ہے:-

(۴) و اورا استوائ علی ابن طالب سلام اللہ علیہ نیز گوید

اسی صفحہ پر اس کے بعد فرماتے ہیں:-

(۵) و رخاۃ قاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ

پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں:-

(۶) یعلی و قاطمہ و حسن و حسین سلام اللہ علیہم خطاب میکرد

طلوۃ الزین تفسیر عرائس البیان صفحہ ۵۱۰ پر ہے:-

(۷) وَ عَنْ عَلِيٍّ ابْنِ مَوْسَى الرَّضَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَعْفَرِ الصَّادِقِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

امام فخر الدین رازیؒ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۷۰۰ پر فرماتے ہیں:-

(۸) هَذِهِ الْاَيَةُ فَكَانَتْ عَلَى ابْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَكَانًا يُقَالُ لَهَا

اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

پھر تفسیر کبیر کی تیسری جلد ۷۲ پر لکھتے ہیں:-

(۹) لَا يَجُوزُ اسْتِعْلَاؤُهَا اِلَّا عَلَيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اسی صفحہ پر تیسری سطر میں ہے۔

(۱۰) وَهُوَ اَنَّ الْاَلْفَ بِعَلَيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

یہی امام رازیؒ تفسیر کبیر کی جلد ہفتم صفحہ ۳۲۲ پر فرماتے ہیں۔

(۱۱) هَذِهِ الْاَيَاتُ تَوَكَّلْتُ فِي حَقِّ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(۱۲) ایضاً سطر سوم فی کتاب البیضا: اِنَّهَا تَوَكَّلْتُ فِي حَقِّ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(۱۳) ایضاً سطر چہارم: اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامَ مَرْضَا

(۱۴) ایضاً سطر ۲۲: اَتَخَذَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَدَيِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

(۱۵) ایضاً سطر ۲۳: وَلَا يَنْكَرُ دَعْوَتُ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِقَوْمِ

(۱۶) ایضاً سطر ۲۸، ۲۹: اَلَّذِيْنَ يَقُولُوْنَ هَذِهِ الْاَيَةُ مُنْجِيَّةٌ بِعَلَيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(۱۷) تفسیر مظہری جلد ہفتم صفحہ ۳۱۲ سطر ۶ پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں:

رَفَاكَ اَحْمَدُ عَنِ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

(۱۸) ایضاً سطر ۷: وَذَوِي الْقُلُوبِ كُنِي بِسَيِّدِي حَسَنِ عَنِ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

(۱۹) تحفہ اشاعہ عشری

(۲۰) فتاویٰ عزیزی

(۲۱) تفسیر فتح العزیز۔ تینوں کتابوں میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے اہل بیت اطہار کے لئے بکثرت ”علیہ السلام“ استعمال فرمایا ہے۔

(۲۲) اصول الکافی صفحہ ۲: وَالسَّلَامُ عَلَيَّ نَبِيِّ حَبِيْبَةٍ وَآخِيْبِهِمْ

مشتے نمود از خرد اسے چہ حوالے نقل کے گئے۔ جنہیں پڑھ کر ناظرین کرام

بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ جلیل القدر علماء و متاخرین اور اکابر اہل سنت و فقہائے احناف میں ایسے محققین بکثرت ہوئے جن کے نزدیک اہل بیت اطہار و ائمہ کبار کے لئے مسئلہ ”علیہ السلام“ بولنا یا کراہت جائز ہے۔ بالخصوص اصول شاشی کی عبارت وَالسَّلَامُ عَلَىٰ اٰمِيٍّ حَبِيْبَةٍ وَاتَّحَبَهُمْ جو چھ سو سال سے دنیائے اسلام کے حنفی مدارس میں پڑھائی جا رہی ہے۔ مسلک مجوزین کی حقانیت کی ایسی روشن دلیل ہے جس سے انصاف پسند حضرات کے لئے تردد کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

ایک شبہ کا ازالہ

عبارات منقولہ کو کتابت کی غلطی یا تحریف پر محمول کرنا بالکل ایسا ہوگا جیسے فی زمانہ بعض علماء اہل سنت کی عبارات میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے اسم گرامی کے ساتھ ”رضی اللہ عنہ“ کے جملے کو غلطی یا تحریف پر محمول کر دیا جائے۔

یاد رکھئے! کتابت کی غلطی بھی ہو سکتی ہے کہ کوئی لفظ بدل جائے یا کہیں تقدیم و تاخیر ہو جائے یا کتابت میں اختصار سے کام لیا جائے جیسے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے آج کل علامت ”ؐ“ یا صلعم لکھ دیتے ہیں۔ یہ بات کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہو سکتی کہ ایک صحیح اور درست عبارت کو بلاوجہ کتابت کی غلطی یا تحریف قرار دے دیا جائے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ کتب معتبرہ کی عبارات سے اتحاد بالکل اٹھ جائے گا ہر شخص اپنے دماغ کے خلاف جو عبارت پائے گا اسی کو غلطی یا تحریف کہہ دے گا۔

الحمد للہ! ہم نے وضاحت کے ساتھ علمائے معتبرین کے کلام میں اہل بیت اطہار و ائمہ کبار کے لئے مسئلہ علیہ السلام کہنے کا ثبوت پیش کر دیا۔ وَلِلّٰہِ الْمُحِیْطَةُ السَّمِیْعَةُ

(۳) مانعین حضرات کا یہ فرمانا کہ صلوٰۃ و سلام کے الفاظ مسئلہ انبیاء و ملائکہ علیہم کے لئے تقریباً استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس لئے ان ہی کے ساتھ خاص رہیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جو لفظ بھی تعظیم انبیاء علیہم کے لئے استعمال کیا جائے وہ ان کے ساتھ خاص ہو۔ دیکھئے ”سہدنا“ و ”مولانا“ انبیاء علیہم کے لئے

تقریباً استعمال کئے جاتے ہیں لیکن انبیاء علیہم کے ساتھ خاص نہیں۔ صحابہ کرام، تابعین و دیگر بزرگان دین کے لئے بھی سیدنا و مولانا بکثرت بولا جاتا ہے۔

ہاں! یہ صحیح ہے کہ عام استعمالات میں بعض الفاظ ایسے بھی ہونے ضروری ہیں جو صرف انبیاء و ملائکہ علیہم کے لئے استعمال کئے جائیں تاکہ ان کی خصوصی عظمت ظاہر ہو تو لفظ ”صلوٰۃ“ اور مجموعہ ”صلوٰۃ و سلام“ کے الفاظ موجود ہیں۔ جو حضرات انبیاء و ملائکہ علیہم کے ساتھ خاص ہیں۔ جن کا خاص ہونا ان کی خصوصیت شان کا مظہر ہے۔

(۴) روافض کا شعار صرف ”علیہ السلام“ نہیں بلکہ ”علیہ الصلوٰۃ والسلام“ ہے کیونکہ علیہ اسلام کے ثبوت میں جلیل القدر علماء اہل سنت کی عبارات کثیرہ ہم ابھی نقل کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ کہ اہل بدعت کا شعار اہل سنت کے لئے اسی وقت مکروہ و ممنوع قرار پائے گا جبکہ وہ کسی امر مذموم میں ہو۔ جیسے لوحہ گری اور سبز کوہی وغیرہ۔ یا ان کے ساتھ تحبہ کا قصد کیا جائے۔ الحمد للہ! یہاں دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں پائی جاتی۔ علیہ السلام کہنا نہ مذموم ہے نہ کہنے والا تحبہ کا قصد کرتا ہے۔ لہذا علت منع نہ پائی گئی۔ جب علت ہی نہیں تو حکم کراہت و منع کا مدار کس چیز پر ہوگا؟ دیکھئے علامہ شامی رحمہ اللہ اسی بحث میں قاضی حیاض و دیگر علماء سے بھی اعتراض یعنی علت منع نقل کر کے اس کا جواب بیعہم وہی دیتے ہیں جو ہم نے دیا ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: لَمَّا اَحَدٌ تَرَى الرَّافِضَةَ فِي بَعْضِ الْاَلَمَةِ وَالْعَشْبَةِ بِاَهْلِ الْبَيْتِ مِنْهُمْ عَنْهُ فَتَجِبُ مُنَاقَضَتُهُمْ اَوْ تَقُولُ تَرَكَهُ الْعَشْبَةُ بِاَهْلِ الْبَيْتِ مَعْرُوكًا عِنْدَنَا اَيْضًا لٰكِنْ لَا مُطْلَقًا بَلْ فِي الْمَعْمُومِ وَفِي مَا يَقْصُدُ بِهِ الْعَشْبَةُ بِهِمْ (شامی جلد ۵ صفحہ ۲۵۸)

بالکل یہی عبارت تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۷۹ پر بھی مرقوم ہے دونوں کا خلاصہ یہ ہے کہ مانعین حضرات حکم کراہت و منع کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ بعض ائمہ کے لئے (مسئلہ) صلوٰۃ و سلام کہنے کی بدعت روافض نے جاری کی ہے اور اہل بدعت کے ساتھ تحبہ ممنوع ہے۔ لہذا ان کی مخالفت واجب ہے! میں کہوں گا کہ تشبہ باہل البدعہ کا مکروہ ہونا ہمارے نزدیک بھی ثابت ہے لیکن مطلقاً نہیں بلکہ امر مذموم

میں یا اس وقت جبکہ کعبہ کا قصد کیا جائے۔

شامی اور روح المعانی کی اسی عبارت کا خلاصہ ہم نے اپنے جواب میں عرض کیا تھا جس کی تصدیق ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمائی۔

اگر یہاں یہ شبہ پیدا کیا جائے کہ بلا قصد کعبہ مجموعہ صلوٰۃ و سلام کا بھی جواز بلا کرامت ثابت ہو گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک غیر انبیاء علیہم السلام کے لئے مجموعہ صلوٰۃ و سلام کا مسئلہ استعمال مسلک جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص بغیر قصد کعبہ بھی استعمال کرے گا تب بھی ناجائز و مکروہ قرار پائے گا۔ بخلاف تمنا "سلام" کے کہ اسے کثیر محققین اہل سنت نے استعمال کیا ہے جیسا کہ عبارات سابقہ سے معلوم ہوا۔ فالحمد للہ و الحمد للہ۔

پھر یہ حضرات مانعین کرام کو چاہئے کہ اسی کعبہ کی وجہ سے عشرہ عرم میں ذکر شہادت امام حسن و حسین علیہ السلام ان کے لئے ایصال ثواب وغیرہ امور مستحکم کو بھی ناجائز و ممنوع قرار دیں۔ اس لئے کہ یہ سب کام بقول مانعین روافض کا شعار ہیں اور ان کا کعبہ ممنوع ہے۔ نیز حضرات حسین علیہ السلام کے مبارک ناموں کے ساتھ لفظ امام لکھنے کو بھی ناجائز کہیں۔ کیونکہ روافض کے مذہب میں امامت کا عقیدہ بھی ضروریات دین سے ہے جب وہ اہل بیت اطہار میں سے کسی کے لئے لفظ امام بولتے ہیں تو اس سے ان کی مراد امامت کے وہی معنی ہوتے ہیں جو اہل سنت کے نزدیک نبوت کے معنی ہیں اور غالباً اسی لئے اسلاف حقدین کی تصانیف میں حسین علیہ السلام یا اہل بیت اطہار میں سے کسی کے لئے امام کا لفظ نہیں پایا جاتا۔ لہذا مانعین کرام کو چاہئے کہ وہ علت کعبہ کی بناء پر جس طرح حسین علیہ السلام کہنے کو مکروہ جانتے ہیں اسی طرح لفظ امام حسن اور امام حسین بولنے کو بھی ناجائز اور مکروہ سمجھیں۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت قدس سرہ العزیز کے دیوان شریف حدائق بخشش حصہ دوم کی طرف آئیے جس میں بکثرت اشعار ایسے ہیں جن میں اہل بیت اطہار و دیگر بزرگان دین علیہم السلام پر اعلیٰ حضرت علیہ السلام نے بالاستقلال سلام بھیجا

ہے۔ نمونے کے طور پر صرف گیارہ شعر دیئے ناظرین ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

اس بول بگر پارے مصطفیٰ جلد آرائے حفت پہ لاکھوں سلام
جس کا آئینہ نہ دیکھا نہ دھمکتے اس مدائے نزاہت پر لاکھوں سلام
سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
حسن بچیلے سید الاطیفا راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام
اس شہید بلا شلو نگلوں قبا نکس دھب غربت پہ لاکھوں سلام
ہفت صدیق آرام جان نمی اس حرم برأت پہ لاکھوں سلام
شامی، مالک، احمد امام خلیف چار بارغ امامت پہ لاکھوں سلام
جس کی ممبر ہوئی گردن اولیاء اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام
شاو برکات و برکات و برکات لو بہار طریقت پہ لاکھوں سلام
بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب تابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام
میرے استاد ماں باپ بھائی بہن اہل دولت و مشیرت پہ لاکھوں سلام
اس مقام پر یہ کہنا انتہائی معصومہ خیر ہوگا کہ یہ اسلام بالفتح ہے بالاستقلال نہیں کیونکہ بالفتح سلام وہ ہوتا ہے جو تابعین کے لئے مسئلہ نہ لایا جائے بلکہ مسلم طیبہ مقبول پر تابعین کا حلف کر دیا جائے جیسے سلام اللہ علی نبینا و آلہ اجمعین کہ یہاں حضور کی آل پر بالفتح سلام ہے اور اگر تابعی کے لئے بھی لفظ سلام ذکر کر دیا جائے تو وہ سلام بالفتح نہ رہے گا اگرچہ ماقبل پر مابعد کا حلف بھی کر دیا جائے جیسے سلام اللہ علی نبینا و سلام اللہ علی آلہ کہ یہاں مابعد کا حلف ماقبل پر ہے لیکن چونکہ آل کے لئے لفظ سلام علیہ ذکر کر دیا گیا اس لئے اس اسلام کو بالفتح نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ اسلام بالاستقلال ہے اعلیٰ حضرت علیہ السلام کے تمام اشعار مقولہ بالا میں اہل بیت و دیگر بزرگان دین کے لئے مسئلہ لفظ سلام بار بار ذکر کیا گیا ہے لہذا یہ سلام قطعاً بالاستقلال ہے۔ اس کو بالفتح کہنا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

حرف آخر

اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے حق میں علیہ السلام کو خلاف اولیٰ قرار دینے والے حضرات کی خدمت میں مودیانہ گزارش ہے کہ اگر آپ حضرات بعض علماء کے قول پر اعتماد کرنے کی وجہ سے اہل بیت اطہار کے لئے مسئلہ ”علیہ السلام“ کہہ کر خلاف اولیٰ کا ارتکاب اپنی پرہیزگاری اور پاک دامنوں کے منافی سمجھتے ہیں تو ازراہ کرم غیر صحابہ علیہم الرضوان کے لئے ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کہہ کر بھی ترکِ مستحب کے وجہ سے اپنے دامنِ نقاء کو داغدار نہ کیجئے۔ اس لئے کہ فقہائے احناف کے نزدیک استحبابِ ترضی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یوں لے کر مستحب ہوتا) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص ہے۔ درمیان میں ہے:

(يُسْتَعْتَبُ التَّرْوِضَةُ لِلصَّحَابَةِ) اس کے بعد فرمایا: (وَالْتَرْخُّمُ لِلتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْعَبَادِ وَسَائِرِ الْأَعْمَارِ وَكَذَلِكَ يُجَوِّزُ عَنْهُمْ) وَهُوَ التَّخَرُّعُ لِلصَّحَابَةِ وَالتَّرْوِضَةُ لِلتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ (عَلَى الرَّاهِجِ) ذِكْرُهُ التَّخَرُّعُ وَكَانَ الْأَوَّلِيُّ أَنْ يُدْعَوْ لِلصَّحَابَةِ بِالتَّرْوِضَةِ وَالتَّابِعِينَ بِالرَّحْمَةِ وَكُنْ بَعْدَهُمْ بِالْمَقْبُولِ وَالتَّجَاوُزِ اِنْتَهَى

(درمیان حاشیہ شامی جلد ۵ صفحہ ۶۵۹)

لے ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ اور ان کے بعد والوں کے لئے مضررت اور تجاوز کے الفاظ بولے۔

ممکن ہے کہ اس مقام پر جملہ ”وَكُذَّابًا يُجَوِّزُ عَنْهُمْ“ کسی خوش فہمی کا موجب ہو جائے لہذا یہ گزارش ہے عمل نہ ہوگی کہ یہاں ”يُجَوِّزُ“ ہے ”يُسْتَعْتَبُ“ نہیں جس سے غیر صحابی کے لئے ”يُسْتَعْتَبُ تَرْوِضَتِي“ ثابت ہو جائے اور اگر ”يُجَوِّزُ“ ہی کا ہمارا لے کر غیر صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہ کہا جائے تو اسی سہارے کو تمام کر بھی ”ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ“ و ”عمر علیہ الرحمۃ“، ”عثمان وعلی علیہما الرحمۃ“ بھی کہا ہوتا۔ جب اس کی صحت نہ ہوگی تو اس کی حرمت کیسے ہوگی؟ فَلَا تَقُولُوا

اس کے بعد علامہ شامی کا فیصلہ بھی سن لیجئے۔ درمیان کی مقولہ عبارت کے تحت فرماتے ہیں:

(يُسْتَعْتَبُ التَّرْوِضَةُ لِلصَّحَابَةِ)

”صحابہ کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کہنا مستحب ہے اس لئے کہ وہ رضاء الہی طلب کرنے میں بہت کوشش کرتے ہیں اور وہ ایسے کاموں سے راضی ہوتے تھے جن کے باعث انہیں ابتداء ہی سے بہترین رضا حاصل ہو جائے۔ لہذا ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کہنے کے وہی زیادہ حقدار ہیں۔ ان کا غیر اگر پھاڑ بھر سوتا بھی خرچ کر دے پھر بھی ان کے ادنیٰ ترین فرد سے نہیں مل سکتا۔ (الطی)

(شامی جلد ۵ صفحہ ۶۵۹)

فقہاء احناف کی ان روشن تصریحات کے باوجود بھی اگر غیر صحابہ کے لئے ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کہنے سے آپ کا دامنِ نقاء ترکِ مستحب خلاف اولیٰ کے ارتکاب سے پاک ہے تو یقین رکھئے کہ اہل بیت رسول ﷺ کے حق میں ”علیہم السلام“ کہنے سے بھی آپ کا پاکیزہ دامنِ مصیبت سے داغدار نہ ہوگا۔

آئمہ اہل بیت علیہم السلام

- ① حضرت ابوالحسن سیدنا علی المرتضیٰ حیدر کرار علیہ السلام (موتی ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ)
- ② حضرت ابو محمد سیدنا امام حسن مجتبیٰ زکی علیہ السلام (رمضان المبارک ۴۳ھ - رجب الاوّل ۵۰ھ)
- ③ حضرت ابو عبد اللہ سیدنا امام حسین شہید کربلا علیہ السلام (شعبان ۴۳ھ - محرم ۶۱ھ)
- ④ حضرت ابوالحسن سیدنا امام علی بن حسین سجاد، زین العابدین علیہ السلام (۱۵ محادی الاوّل ۳۸ھ - ۲۵ محرم ۹۵ھ)
- ⑤ حضرت ابو جعفر اوّل، سیدنا امام محمد بن علی باقر (کم رجب ۵۷ھ - ۷ ذی الحجہ ۱۱۳ھ)
- ⑥ حضرت عبد اللہ سیدنا امام جعفر بن محمد صادق علیہ السلام (۱۲ رجب الاوّل ۸۳ھ - ۱۵ شہر ۱۲۸ھ)
- ⑦ حضرت ابوالحسن اوّل سیدنا امام موسیٰ بن جعفر کاظم علیہ السلام (۷ صفر ۱۲۹ھ - ۱۵ رجب ۱۸۳ھ)
- ⑧ حضرت ابوالحسن سیدنا امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام (۱۱ ذی قعدہ ۱۵۳ھ - ۲۳ ذی قعدہ ۲۴۳ھ)
- ⑨ حضرت ابو جعفر ثانی سیدنا امام محمد بن علی تقی جواد علیہ السلام (۱۰ رجب المرجب ۱۹۵ھ - ۲۶ ذی قعدہ ۲۴۰ھ)
- ⑩ حضرت ابوالحسن ثالث سیدنا امام علی بن محمد تقی ہادی علیہ السلام (۵ رجب المرجب ۲۱۲ھ - ۳ رجب المرجب ۲۵۳ھ)
- ⑪ حضرت ابو محمد، سیدنا امام حسن بن علی عسکری زکی علیہ السلام (۱۰ رجب الثانی ۳۲۲ھ - ۸ رجب الاوّل ۳۶۰ھ)
- ⑫ حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام

پیدا کیا حرم میں تجھے ذات پاک نے
مقصود تھی جہاں میں تری بڑی علی
ای ایک بات پہ مجھے کافر کہا گیا
کیوں صبح و شام ہے مرے لب پر علی علی

(رحمت سلطان قادری)

مولود کعبہ

پیغامات.....

- ☆ حضرت میر سید محمد قاروق القادری (شاہ آباد شریف)
- ☆ حضرت میر سید قطب الحق شاہ گیلانی (کلاڑہ شریف)
- ☆ حضرت میر سید محمد انور حسین شاہ گالھی (کاظم آباد شریف)
- ☆ حضرت میر سید فیض الحسن شاہ بخاری (بہاری شریف)
- ☆ حضرت میر ڈاکٹر پرو فیض احمد آصف بزاروی (دوبہ آباد)
- ☆ حضرت میر ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی (اسلام آباد)

پیغام

اہل اسلام کی طرف سے علمی وقار کی علامت اور روحانی دنیا کے لئے عظمت کا استعارہ

حضرت پیر سید محمد فاروق قادری ☆

کے را میسر نہ شدہ اہل سعادت یہ کعبہ ولادت پہ مسجد شہادت باب مدینہ العلم، قبلہ اہل طریقت، پیشوائے ارباب حقیقت، حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رحمہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو جہاں بے شمار فضائل و مناقب عطا ہوئے وہاں آپ کو یہ شرف بھی ملا کہ آپ کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی۔ امت مسلمہ کے جلیل القدر مشائخ، علماء، محدثین اور مورخین نے آپ کی اسی منفرد خصوصیت کا شرح صدر کے ساتھ ہمیشہ اعتراف کیا ہے اور یوں اہل بیت نبوت کے اس فرد مزید کے حضور اپنی محبت و عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں۔

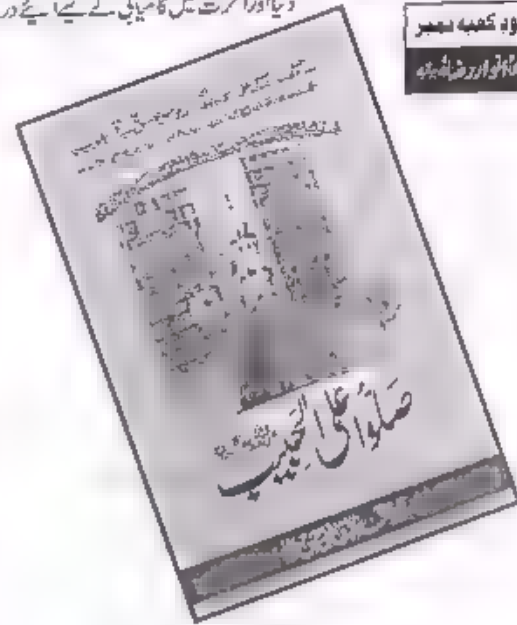
انتہائی انسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض کورے مولویوں نے نت نئے ٹھکانے چھوڑے اور اپنے آپ کو پڑھا لکھا ثابت کرنے کی خاطر غیر متنازعہ مسائل کو چھیڑ کر بے وقت کی مانگی بجا ناظرہ بنا لیا ہے کیا خوب فرمایا تھا شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے۔۔۔
دین کافر مگر و تدبیر جہاد دین علا فی سبیل اللہ لساد
اہل سنت و جماعت سے اپنے آپ کو نسبت دینے والے "بدنام کنندہ" کو
تا سچے چھڑانے ان مولویوں نے، ناصیبت، خارجیت اور بزدلیت کو آب و دانہ میا کرنے
میں بالکل وہی طریقہ اختیار کیا ہے جو وہابی حضرات سرور عالم ﷺ کے فضائل و
مناقب کے سلسلے میں اختیار کرتے ہیں وہ ہر فضیلت میں میں بیخ نکالنا شروع کر دیتے
ہیں یوں اہل دل کے سامنے ان کے دل کا چور واضح ہو کر سامنے آ جاتا ہے۔

☆ ادیب شہر، محقق، حریج، مصنف، مؤلف اور عظیم روحانی کاتب
سجاد حسین: خاخواہ قادریہ شاہ آباد شریف تحصیل گڑھی اختیار خان ضلع رحیم یار خان
0300-9422786, 03007827527

دیا اور آخرت میں کامیابی کے لیے آئیے درود پڑھیں

مولود کعبہ نمبر

سہ ماہی انوار رضا جوہر



V.I.P وی آئی پی گارمنٹس

سپورٹس اینڈ کاسمیٹکس

گارمنٹس، سپورٹس اور کاسمیٹکس کی تمام ورائٹی دستیاب ہے
ہیروپراشینر

رانا محمد اقبال حسن تو گیریوی • ملک اسد اقبال اخوان

شاہد اکبر علی شاہ آباد شریف تحصیل گڑھی اختیار خان ضلع رحیم یار خان

حضرت پیر سید قطب الحق شاہ گیلانی (کولہ شریف)

صلی و صوفی کے تمام سلاسل حضرت باب مدینہ العظم مظہر مصطفیٰ سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جاتے ہیں کیونکہ وہ روحانیت و معرفت، ولایت اور علوم کے قاسم ہیں باب مدینہ العظم ہونا ان کی خصوصیت ہے اسی طرح انہیں مولود کعبہ ہونے کا شرف بھی حاصل ہے بقول حضرت سعدی شیرازی:

کے را میر نہ شد این سعادت بہ کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت
مجھے یہ خوشخبری ملی کہ ہمارے دیرینہ نسل اور ملی دوست گرامی قدر علامہ ملک محبوب الرسول قادری اپنے علم افروز سہ ماہی مجلہ ”انوار رضا“ جوہر آباد کا خصوصی ایڈیشن بعنوان ”مولود کعبہ“ شائع کر رہے ہیں جس میں اہل علم و فضل اور اصحاب دین و دافن کی تحریریں اور محکومات جگہ پاری ہیں۔ بلاشبہ ایسی کاوش پوری ملت کے لئے نفع و خیر اور برکت کا باعث ہے۔ میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ قادری صاحب کو دین کی خدمت کی مزید توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین ثم آمین

النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ عَلِيِّ عِبَادَةِ

عائشہ

”علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔“

(مشترک جلد ۳ صفحہ ۱۳۲)

اعتقادی اور عملی طور پر اس وقت امت مسلمہ پر چاروں طرف سے یلغار جاری ہے ملک عزیز اس وقت دہشت گردی، حشرات کی بے رحمی، مہنگائی، بد امنی اور لاقانونیت کا شکار ہے ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ ان خطرناک مسائل میں پریشان حال قوم کو دھکیلنے والے کون ہیں اور یہ کس کے اشارے پر یہ کھیل کھیل رہے ہیں آخر اس وقت ان مسائل کو پھیلنے کی ضرورت کیا پیش آ رہی ہے۔

اس وقت خارجیت، نا صوبت اور یزیدیت کی وکالت کی ضرورت کیوں پڑ رہی ہے اس حقیقت، تدقیق اور اجتہاد کا امت مسلمہ کو کیا فائدہ ہے؟ سوائے اس کہ محن کعبہ میں پیشاب کرنے والے کے مطابق صرف اپنی شہرت مقصود ہے چاہے وہ جیسے بھی ہو چکا فرمایا تھا حضرت اقبال نے۔

و اجتہاد عالمان کم نظر اقتدار بر رفعاں مخطوط تر
میرے عزیز دوست ملک محبوب الرسول قادری اپنی راست فکری اور علمی و مذہبی خدمات کی بنا پر ملک کے پڑھے لکھے طبقے میں نہایت احترام سے دیکھے اور پڑھے جاتے ہیں انہوں نے مولود کعبہ کے موضوع پر مناظرہ ہادی کی بجائے مثبت اعزاز میں جس طرح مواد اکٹھا کر کے عبا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے سامنے پیش کیا ہے وہ دہیہ تحریک کے مستحق ہیں آخر میں دعا ہے۔

خدایا بحق نبی قاطمہ کہ بر قول ایمان مہم خاتمہ
اگر دعوت مدد کنی در قول من و دست و دامان آل رسول

ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةِ

علی رضی اللہ عنہ کا ذکر عبادت ہے۔

قائدِ حسین علیہ السلام آج بھی کر بلا میں ہے

خاتم

فاضلِ نوجوان، عالمِ ہاگل، طبیبِ حاذق، روحانی معالج

حضرت پیر سید فیض الحسن شاہ بخاری ☆

تاریخ اسلام اس بات پر گواہ ہے کہ خاندانِ نبوی نے ہمیشہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ سے انتہائی بغض و عناد کا عملی مظاہرہ کیا۔ حضرت رسول ﷺ سے نفرت و بیزاری ان کا معمول اور طریقہ رہا اور اس سلسلہ میں اس بدلیبِ نولے نے اخلاقیات کی تمام حدود بھی پھیلا گئیں۔ مہموں اور خارجیوں نے کیا کچھ نہیں کیا؟ برسرِ منبر اولا و حیدر کرد اور آلِ خلیفہ پر تہزنا بازی ضروری عمل گردانا۔ اہل بیت کی تنقیص اپنا فریضہ خیال کیا اور اہل بیت کے مخالف نولے کے لیے بے بنیاد اور من گھڑت اقوال و فتائل بہانے کئے گئے۔ فضیلتِ آلِ رسول کے مقابلے میں جھوٹی حدیثیں گھڑنے سے بھی اجتناب نہ کیا گیا۔ لاکھوں سلام ہوں ان عظیم لوگوں پر جنہوں نے ہمیشہ اذیتیں جھیلیں، مصائب برداشت کئے، زندہ سولی پر چڑھ گئے، آگ میں جل جانا اور سندھ میں غرق ہو جانا تو قبول کر لیا مگر اہل بیت اطہار کی عزت و ناموس پر حرف نہ آنے کی قسم کھائی اور ہمیشہ اپنے اس مہم کو بھایا۔ مختصر یہ کہ حق و باطل کی آویزش ہمیشہ جاری رہی آج بھی جاری ہے۔ آئے روز نئے سے نئے شوشے چھوڑے جاتے ہیں حضرت نبوی ﷺ کے نام لیاؤں پر حجاب بردار کھا جاتا ہے اہل بیت اطہار کے غلاموں کو ملعون کیا جاتا ہے۔ آج بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نام لینے والوں کو برسرِ منبر گالیاں دی جاتی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ قائدِ حسین آج بھی کر بلا میں ہے۔ اس شہد میں ہر شخص ہمدے غلوں سے اپنے گریبان میں بھاگے اور اپنے ضمیر سے پوچھے، علم و تحقیق کی بنیاد بنائے، شاید کسی کا ضمیر اور مقدمہ اسے نہانے کا خر بنائے۔

”مولودِ کعبہ“ کے عنوان سے ”انوارِ رضا“ کی خصوصی اشاعت ویرانے میں اذان ہے، حق کی آواز ہے۔ مظلوموں کے لئے قوت و تقویت کا باعث ہے۔ اٹھو لوگو! اور حق کی آواز کا ساتھ دو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کوہِ مع الصالحین ”سچ بولو اور سچ کو سر بلند کرو۔“ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں سر بلند کرے اور ساقی کوثر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ یومِ حشر آپ کو جامِ کوثر عطا فرمادیں۔ آمین

خاتم

ذیعت السادات، بحرِ طریقت حضرت ماجزادہ

علامہ سید محمد انور حسین کاظمی ☆

مولائے کائنات، مولودِ کعبہ، بابِ مدتہ العلم، مظہرِ الحجاب، اسدِ اللہ الغالب، غالب علی کل، امامِ الشارق و المغرب، خلیفہ راشد، قاسمِ ولایت، جالینِ مصطفیٰ (ﷺ) حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کا انکار بد قسمتی و بد نصیبی کے سوا کچھ نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو خداوندِ قدوس نے ایک سے بڑھ کر ایک فضیلت و شان عطا فرمائی جن میں سے ہر ایک فضیلت کو اہل حق نے دل و جان سے قبول کیا اور کسی ایک بھی خوبی و خصوصیت کا کسی خوش قسمت انسان نے انکار نہیں کیا۔ مولودِ کعبہ ہونا بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عظیم شرف ہے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ مسجد میں شہادت آپ کی خصوصیت ہے۔ حضرت سہی کے بقول:

کے را میسر نہ شد ایسا سعادت پہ کعبہ ولادت پہ مسجد شہادت
سہ ماہی ”انوارِ رضا“ جوہر آباد نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس عظیم خصوصیت کی مناسبت سے اشاعتِ خاص کا اہتمام کیا ہے جو یقیناً بڑا اعزاز ہے۔ ”مولودِ کعبہ نمبر“ کی اشاعت پوری سنی دنیا کے لئے فوید جانفزا ہے اور ایمان کی حلاوت کا سبب ہے میں اس عظیم خدمت پر ”انوارِ رضا“ کے چیف ایڈیٹر برادرِ محترم ملک محبوب الرسول قادری کو مبارکباد پیش کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ ان کا یہ ”خصوصی نمبر“ بھی ان کی پہلے کی خصوصی اشاعتوں کی طرح مقبول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بہتر جزا عطا فرمائے۔ حضور سید عالم شافعِ محشر رضی اللہ عنہ ان کی دھیری فرمائیں اور مولائے کائنات مولودِ کعبہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں خصوصی طور پر فیضانِ معرفت سے مستفیر فرمائیں۔ آمین (انٹرنیشنل مسلم موومنٹ کی طرف سے ہم انہیں مبارکباد اور خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

ہیغام

طریقہ حضرت علامہ ہدیہ فیروز اکثر

ساجزادہ محمد آصف ہزاروی ☆

محترم جناب ملک محبوب الرسول قادری دام اقبالہ کے علمی و تحقیقی سرکاری جریدہ "الوار رضا" کا خصوصی نمبر بعنوان "مولود کعبہ" پیش نظر ہے۔ احقر پہلے بھی قادری صاحب کے افعال و اقوال کا معترف رہا ہے اور بلاشبہ حضرت قادری صاحب کا وجود سرایہ اہلسنت ہے جو ہر وقت اور ہر وقت مصروف رہتے ہیں اور اہلسنت کے بنیادی عقائد کی ترویج و اشاعت بزرگان اہلسنت اور اسلامیہ طریقت کے احوال ان کا موضوع خاص ہے سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مولود کعبہ ہونے کے حوالے سے اس وقت اشاعت کے ذریعے حضرت قادری صاحب نے احقاق حق کا فریضہ ادا کرتے ہوئے ہم سب کی نمائندگی کا بھی حق ادا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول و منظور فرمائے اور آنکھ بھی انہیں اپنے بڑوں کے عقائد کی حفاظت کی توفیق دے۔

میرا تجویز یہ ہے کہ قادری صاحب کے ہاں موجود سلاست و بلاغت کا حسین احوال قادری کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور ان کی تحریر جہاں تقاضا کا حسن لینے ہوتی ہے وہیں قادری کے خیالات پر بھی چھا جاتی ہے الفاظ ہاتھ باندھے قادری صاحب کی بارگاہ میں شمس ہوتے ہیں اور وہ انہیں گیتوں کی طرح چنتے چنتے جاتے ہیں اور اپنی تحریر کو مرصع کرتے جاتے ہیں اور یوں دلائل و براہین کے انبار لگاتے جاتے ہیں شاید شاعر نے انہی کے ہاں سے کہا تھا کہ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کیا ہے تیرا مشغلہ روشنی تقسیم کرنا، بجکڑوں کو پالنا میں "الوار رضا" کی اس خصوصی اشاعت پر اپنے بھائی ملک محبوب الرسول قادری کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ بارگاہ مرتضوی میں ان کا یہ خراج منظور ہو اور وہ قاسم ولایت باب مدینہ سیدنا حیدر کرار رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے فیض یاب ہوں۔ آمین۔

ہیغام

ادیب شہیر، بزرگ، عالم، معتمد، مترجم، مدبر جہان رضا

علامہ اقبال احمد فاروقی

الوار رضا، جوہر آباد کے خصوصی نمبر "مولود کعبہ" کی اشاعت پر بہیم قلب ہدیہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

اسد اللہ الغالب سیدنا علی بن ابی طالب، کعبہ اللہ میں پیدا ہوئے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شرف ہے اس کا ذکر اہل ایمان کے لئے حلاوت کا باعث ہے۔ حکیم بن حزام یا کسی دوسرے کی کعبہ اللہ میں ولادت سے سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی فضیلت پر فرق نہیں پڑتا یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے جسے چاہے عطا کرے۔ حرید براہ اہل تصوف کے تمام سلاسل سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فیض یافتہ ہیں۔ وہ قاسم ولایت بھی ہیں اور باب مدینہ اعظم ہیں۔

مولود کعبہ

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

کعبہ مدینہ شریف سلاست

بکرم دولت ہر سید شہادت

ذیلہ ابراہیم رضا - جوہر آباد - کہ عرصہ میں ہر سید کعبہ

کعبہ شہادت پر ہر سید طلب ہر سید تبرک میں شہادت

رہنما انخاب سیدنا علی ابن ابی طالب کعبہ اللہ

سیدنا حیدر - یہ ہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ

اس کے ذکر اہل ایمان کے حلاوت کا باعث ہے

حکیم بن حزام یا کسی دوسرے کی کعبہ اللہ میں ولادت سے

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت پر فرزند ہوں کرنا

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے جسے چاہے عطا کرے

نہرہ سرور اہل تصوف کے تمام سلاسل سیدنا

علی رضی اللہ عنہ سے فیض یافتہ ہیں۔ وہ عالم ولایت

صحیحین اور باب مدینہ اعظم ہیں

ایمانی نامتو

۱۱ - ۶ - ۲۹

..... پیغام

علی امام من است ومنم غلام علی

طریقہ اکر محمد سر فراد محمدی سیلی ☆

تمہید

۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ ہجری کی صبح حلقہ ذکر کی فراغت کے بعد خانقاہ میں تعمیراتی امور کو دیکھ رہا تھا کہ برادر عزیز محترم محبوب الرسول قادری سے فون پر بات ہوئی۔ ملک صاحب نے نہایت دل گرفتہ اعزاز میں دو خبریں سنائیں۔ ایک یہ کہ لاجپتی مسئلہ پر اہل سنت کے دو گروپ مناظرہ کی حد تک آنے لگے ہیں یہ روش کسی قسم کی طبعی و دینی خدمت کے بجائے اہل سنت میں باہمی تفریق کا باعث ہوگی اور آج کل اہل سنت میں ”حب صحابہ“ کہیں نہ کہیں بغض اہل بیت کا باعث بن رہا ہے اور اسی طرح کہیں نہ کہیں ”حب اہل بیت“ بغض صحابہ کا باعث جو کہ بہت المناک اور خطرناک ہے اور کئی شقی القلب کسی نہ کسی بہانے ان پاک اور مقدس ہستیوں کی شان گھٹانے کی ناپاک کوشش کرتے رہتے ہیں جو انتہائی قابلِ خدمت ہے، اس لئے اس وقت کی ضرورت ہے کہ ہم تمام پاک ہستیوں کی شان و عظمت کو اجاگر کریں تاکہ آنے والی نسلوں کو ہم تمام نفوس قدسیہ کی محبت اور ان سے وابستگی و ارتقائی پختہ کرنے کا سبب بنیں۔

الحمد للہ! اس سلسلہ میں ملک صاحب ”مولود کعبہ فیروز“ سہ ماہی ”انوارِ رضا“ جوہر آباد کی شکل میں شائع فرما رہے ہیں آپ نے خواہش ظاہر فرمائی کہ میں اس سلسلہ میں کچھ معروضات پیش کروں تو آج ۱۳ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ ہجری کے تاریخی دن کے موقع پر ”چند حقیقت کے پھول“..... آقا و مولا حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے

حضورؐ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں کیونکہ۔

علی امام من است ومنم غلام علی ہزار جان گرامی فدا بہ نام علی اسم گرامی

آپ کا نام نامی اسم گرامی ”علی (علیہ السلام)“، لقب ”حیدر“، کنیت ”ابو الحسن“ اور ”ابو تراب“ ہے۔ ابو تراب کنیت آپ ﷺ کو زیادہ عزیز تھی جو کہ رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمائی تھی۔ (بخاری)

ولادت

اکثر سیرت کی کتب کے مطابق آپ کی ولادت ہاسعادت بیت اللہ میں ہوئی اور شہادت مسجد میں۔

کے را میسر نہ شد ایں سعادت بہ کعبہ ولادت بمسجد شہادت والدین

آپ ﷺ کے والد کا نام ابو طالب بن ہاشم بن عبدالمنفی تھا۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف تھا۔ یہ جناب ابو طالب کے چچا کی بیٹی تھیں یعنی حضرت علی ﷺ محبوب الطرفین ہاشمی تھے۔

جناب ابو طالب کہ کے نہایت ہائر بزرگ تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے بڑی محبت تھی۔ آپ نے بچپن میں آقا ﷺ کی پرورش بھی کی اور جوان ہونے پر اعلان نبوت کے بعد ہر مقام پر ساتھ بھی دیا۔ شعب ابی طالب کا واقعہ اس کی زندہ مثال ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ بنت اسد کو بھی آقا ﷺ سے بہت محبت تھی اور وہ بچپن میں سیدنا محمد ﷺ کا خاص خیال رکھتی بلکہ آپ کو اپنی اولاد سے بڑھ کر عزیز سمجھتی تھیں۔ ان کے انتقال پر آپ ﷺ بہت غمناک ہوئے تدفین کے وقت آپ ﷺ نے ان کی قبر کا کچھ حصہ اپنے مبارک ہاتھوں سے تیار کیا اور اس کے لئے کچھ آیات قرآنی پڑھ کر اس میں دم کیا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کے استفسار پر آپ ﷺ نے فرمایا جناب ابوطالب کے بعد سب سے زیادہ اس نیک خاتون کا احسان مند ہوں۔ (اسد الغابہ جلد ۵)

غزوات

حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام عمر سفر و حضر میں، غزوات میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ سوا اس کے کہ رسول کریم ﷺ کی طرف سے کوئی ڈیوٹی لگ گئی ہو جیسے شب ہجرت اور غزوہ تبوک۔

آپ ﷺ ہر جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب رہے اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے۔ جنگ بدر، جنگ خندق اور جنگ خیبر اس کا منہ بولا ثبوت ہیں۔ جنگ خیبر میں آپ ﷺ نے لشکر کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا اس شخص پر اللہ تعالیٰ بھی راضی ہے اور اس کا رسول ﷺ بھی..... نیز دُعا بھی فرمائی اور مسلمانوں کو یہ حق عظیم نصیب ہوئی۔

صحابہ کے مابین الفت و روابط

جملہ صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نہایت اچھے تعلقات تھے اور آپ ﷺ پہلے تینوں خلفاء کے ادوار میں قاضی القضاۃ رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں اس رشتہ سے آپ کے مراسم بھی مثالی ہو گئے۔ (تاریخ ابن خلدون، جلد ۲ تاریخ طبری)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بھی مرقوم ہے کہ ”جو مجھے خلفائے ثلاثہ پر فضیلت دے میں اس پر حد نافذ کروں۔“ آپ کا فرمان ہے ”جس نے مجھے شیخین پر فضیلت دی میں اسے مغتری کی حد لگاؤں گا۔“

اللہ تعالیٰ کا حکم

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے چار لوگوں سے محبت کرنے کا حکم فرمایا ہے ان میں سے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ

ہیں۔ (ترمذی)

مقام و مرتبہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں رہنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں تمہیں اس طرح چھوڑے جاتا ہوں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے تھے پس اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی جی نہیں آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

دنیا اور آخرت کی بھلائی

مواخات مدینہ کے وقت رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا اور فرمایا کہ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ (ترمذی)

محبت رسول اللہ ﷺ کی نشانی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے علی رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے مجھے محبوب رکھا اس نے گویا اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی کی اس نے گویا اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی۔ (طبرانی)

فرمان رسول اللہ ﷺ

جس نے علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہا اس نے مجھے بُرا کہا۔ (رواہ احمد)

علی مولا

یوم غدیر کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: من کنت مولاً فهذا علی مولا ”جس کا میں آقا ہوں اس کا علی آقا ہیں۔“

منفرد تین فضائل

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین فضیلتیں منفرد

ہیں جو میرے نزدیک تمام دنیا سے محبوب ہیں۔ (۱) حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی پیاری صاحبزادی حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراء علیہا السلام کا نکاح ان سے کیا۔ (۲) حضور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور ان کو جو حلال ہے مجھے نہیں۔ (۳) غزوہ خیبر میں ان کو مجنڈا عطا کیا گیا۔ (تاریخ الخلفاء)

باب مہمۃ العلم

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”انا مہمۃ العلم و علی بابہا۔“
”میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔“ (تاریخ الخلفاء)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے اخلاق کریمانہ، سخاوت، علم، شجاعت، علم، زہد و تقویٰ، عاجزی اور انکساری میں رسول اللہ ﷺ کے عکس جلیل تھے ایمان لانے کے بعد جان و مال کو تمام مرحیات مردانہ وار نبھایا اور دنیا کے سامنے ایک نئی مثال قائم کر دی۔
الحمد للہ اہل سنت جہاں اہل بیت کے ساتھ الفت و محبت اور وارثی رکھتے ہیں وہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عشق اور محبت کے بھی قائل ہیں۔
اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضورؐ نجم ہیں اور ناؤ ہے عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ارشاد نبوی ﷺ

اے علی رضی اللہ عنہ! تجھ سے محبت کرنے والا

مجھ سے محبت کرنے والا ہے

اور تجھ سے بغض رکھنے والا

مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔

عظیم شیر خدا کے معترف ہر دو جہاں
موجود شیر خدا ہے لائق سے آشکار
بدعت شیر خدا کیوں کر نہ ہو درد نہاں
درخت شیر خدا ہے اہل ایمان کا شعار

(سید عارف محمود مجتہد رضوی (مکرمات))

مولود کعبہ

☆ حمد، نعت، منقبت
☆ کلام الامام امام الکلام
☆

حمداً للہ تعالیٰ

اے خدا اے مہرباں مولا اے من
اے انیس خلوت شہبائے من
اے کریم اے کار سازِ بے نیاز
و اتم الاحسان شہبندہ نواز
اے کہ نامتِ راحت جان و دلم
اے کہ فضل تو کفیلِ مشکلم
ما خطا آرمیم و تو بخشش کنی
نفسہ اِنی غفورے زنی

خدا کی تعریف

اے خدا، اے کہ تو میرا مہربان مولا ہے اے کہ تو میری راتوں کی تنہائی کا رفیق ہے۔ اے کریم اے میرے
بے نیاز کار ساز، تو ہمیشہ احسان کرنے والا در بندہ نواز بادشاہ ہے۔ اے کہ تیرا نام میرے دل کے لیے
باعثِ آرم ہے اور اے کہ تیرا فضل میری مشکلات کو دور کرنے والا ہے۔ ہم غلطی کرتے ہیں اور تو
مٹا کر تاج اور ہمیں یہ خوشخبری دیتا ہے کہ میں بہت بخشنے والا ہوں۔

بھٹو سرور کوئین ملالہ

یا صاحبِ اجمال و یا سید البشر
بن و جبک المنیر قد نور القمر
لا یکن الشنار کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تعریفِ مہیبہ

اے کہ آپ صاحبِ جہاں ہیں اور تمام انسانوں کے مزار میں آپ کے رُستے تاباں سے چاند روشن
ہوتا ہے آپ کی تعریف آپ کے نمایاں شان یکن نہیں بختر ہے کہ آپ خدا کے بعد سب بڑی ہستی ہیں۔

تعلیم قرآن و حدیث کی علمی و تحقیقی اعلیٰ ترین ادارہ مولود کعبہ نمبر

مولود کعبہ نمبر

جامعہ غوثیہ رضویہ {جامعہ اسلام آباد}

فصل مرکزی پانچ سو نمبر 85 B 1/8/4 اسلام آباد

شعبہ جات ☆ شعبہ تجوید و قرأت شعبہ ☆ شعبہ حفظ القرآن الکریم
☆ شعبہ درس نظامی مکمل دورہ حدیث تک ☆ شعبہ اکیڈمک چھٹی تا بی اے بمعہ کمپیوٹر کورسز

جامعہ کے دربارِ اہتمام

☆ سجاد ہسٹ و قیام سجاد ☆ اہلسنت کی عظیم تحریک ☆ امام سجاد کونسل

پانچ سالوں میں جامعہ کے مختلف شعبہ جات نے مارچ ہونے والے طلبائی تعداد 1078 ہے

شہادۃ العالمیہ دورہ حدیث

کا اجرا ہو رہا ہے

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ظفر اقبال جلالی

پیر سید محمد جلال الدین شاہ شہدی 17, 18 نومبر - 2, 3 مکر کو منعقد ہوگا

پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ شہدی 21 اگست - 9 بجے تا ظہر ہوگا

متجاہب

شعبہ تشر و اشاعت جامعہ غوثیہ رضویہ 1/8/4 اسلام آباد المعروف۔ جامعہ اسلام آباد

منقبت

علی کا ورد ہر ذمہ کی دوا ہے
 علی کا ذکر ہے ذکرِ حجت
 علی ہے مظہر نورِ حقیقت
 علی کے خوش چمن اہلِ ہسرت
 علی پہ کل خدائی منظر ہے
 علی ہے موجب تزیینِ ہستی
 علی ہے مظہر لعینک لعنی
 علی ہمدردِ عاروں نبی ہے
 علی نورِ نبوت کا ہے شاہ
 علی من کنت مولیٰ کا مویہ
 علی منہاجِ ایمان کمال
 علی ہر حمد کی ظہرِ ضرورت
 علی کا نام لیا ہے زمانہ
 علی خیرِ ممکن طالعِ باطل
 علی کے کون آئے بالقابل
 علی کا ہاتھ ہے وجہِ الٰہی
 علی خدوم ہر ادنیٰ و اعلیٰ
 علی ہے وجہِ نگوینا سلاسل
 علی کا ذکر بھی مشکل کسا ہے
 علی کا راستہ راہِ ہدیٰ ہے
 علی سرِ رضائے مصطفیٰ ہے
 علی کا معترف ہر پامنا ہے
 علی مشکل کشا، حاجت روا ہے
 علی نوشادِ یومِ دوسرا ہے
 علی جسمک جسمی سرتاپا ہے
 علی صدقِ حرفِ دلِ اہلِ اہی ہے
 علی دوشِ نبوت کی عطا ہے
 علی محبوبِ محمودِ خدا ہے
 علی معراجِ صبر و ارتقا ہے
 علی ہر دور میں رہبر رہا ہے
 علی ہر اہلِ دل کا رہنما ہے
 علی ہی اصل میں شیرِ خدا ہے
 علی کے نسب تن شانِ نبی ہے
 علی کی محترم رب کو رضا ہے
 علی فرمانروائے اذکیا ہے
 علی محمود و جانِ امنیا ہے

علی کے دم سے ہے قائم طریقت
 علی ہے پیکرِ لطف و عنایت
 علی ہے صاحبِ پنج البلاغہ
 علی ہے دل نشینی دینِ حق کی
 علی سے عصمتِ اسلام قائم
 علی کی بادشاہی ہے مسلم
 علی ہے فکر کا عرشِ معلیٰ
 علی تفسیرِ احکامِ الٰہی
 علی کے خون سے اسلام پھیلا
 علی کی آل سے قربان ہو کر
 علی نے کفر کی توڑی رعنہ
 علی سے ظلم نے غمت مٹائی
 علی کی شان و شوکت اللہ اللہ
 علی کا ورد کرتے ہیں خلایق
 علی ہے ساقیِ صیائے عرفاں
 علی کا نام ہے شرطِ اجابت
 علی پیدا ہوا اللہ کے گھر میں
 علی کا ہر شرف ارفع و اعلیٰ
 علی کی رہبری الحقِ مسلم
 علی کو دیکھتا سمجھو عبادت
 علی سرمایہٴ حسنِ یقین ہے
 علی اوڑھے ہے چادرِ مصطفیٰ کی
 علی ہی سے ولایتِ دل نیا ہے
 علی سے فقر کی دنیا قبا ہے
 علی شرعِ نبی کا مقتدا ہے
 علی رحمتِ صدق و صفا ہے
 علی سے سلوکِ دینِ خوش نما ہے
 علی کے علم سے منکلی لغا ہے
 علی جانِ فقاہت کی بجا ہے
 علی شرحِ نظامِ مصطفیٰ ہے
 علی سے دینِ حق پھولا پھیلا ہے
 علی کا نام اونچا کر دیا ہے
 علی سے نقشبِ باطل کا مٹا دیا ہے
 علی سے غائب و خاسر جفا ہے
 علی دینِ نبی کا مظہر ہے
 علی کا ذکر درِ ارض و سما ہے
 علی کا عام فیضانِ سما ہے
 علی لب کے لئے حرفِ دعا ہے
 علی کی یہ فعلیت ہے بجا ہے
 علی کا ہر حرفِ قبلہ نما ہے
 علی سب کا حقیقی پیغمبر ہے
 علی میں جلوۂ خیرِ الوریٰ ہے
 علی اک نعمتِ ربِ اعلیٰ ہے
 علی پہننے نیابت کی روا ہے

علیٰ داماد ہے خیر الوریٰ کا
 علیٰ ہے آیت قرآن ناطق
 علیٰ بھائی جناب مصطفیٰ کا
 علیٰ حسنین کا ذی شاں پدر ہے
 علیٰ ہے موروث اعلیٰ ہمارا
 علیٰ چچا خلیفہ مومنوں کا
 علیٰ کے قدرداں صدیق اکبر
 علیٰ حنین کا ہم دلف یارو
 علیٰ کا مشورہ سب مانتے ہیں
 علیٰ کا فیصلہ روج عدالت
 علیٰ کا سب سے ہے ممتاز لہر
 علیٰ کی ذات والا کی یہ عظمت
 علیٰ سے حق پرستی ہے حریں
 علیٰ مرداگی کا کہنی عزم
 علیٰ ہے داستان عزم و عمل کی
 علیٰ میر و رضا کا اک سراپا
 علیٰ کے سامنے ہے بچ مشکل
 علیٰ کا ہنس پا آنکھوں کی خشک
 علیٰ پر جان دیتے ہیں مسلمان
 علیٰ کا تذکرہ جن و بشر میں
 علیٰ کے ہم نہیں ہی جانتے ہیں
 علیٰ سے کر رہے ہیں استغاثہ
 علیٰ لہر رسول بچتے ہے
 علیٰ اک باب شہر علم کا ہے
 علیٰ جان حبیب کبریا ہے
 علیٰ زوج جناب قاطر ہے
 علیٰ ہر دو جہاں میں آسرا ہے
 علیٰ حق میں ہے حق کا راستہ ہے
 علیٰ ، فاروق اعظم کی رضا ہے
 علیٰ کا ہر صحابی ہم دوا ہے
 علیٰ کا ہر کوئی مدحت سرا ہے
 علیٰ کا حکم حق سے آشنا ہے
 علیٰ کی منہد سب سے ادا ہے
 علیٰ کے لب پہ قرآن پڑتا ہے
 علیٰ حق گوئی کا بھی ارتقا ہے
 علیٰ آغوش حرمت میں پلا ہے
 علیٰ ہی سے شہادت کی عطا ہے
 علیٰ حق و صداقت کی صدا ہے
 علیٰ چارہ گر کرب و بلا ہے
 علیٰ کی خاک پا خاک شفا ہے
 علیٰ پر ہر کوئی دل سے فدا ہے
 علیٰ کا غلطہ ہر سو بچا ہے
 علیٰ کا کیا مقام و مرجہ ہے
 علیٰ سے استغاثہ کی دعا ہے

علیٰ! ہم ہیں دیوں حال و پریشاں
 علیٰ! حیر و ستم ہے اپنا شیعہ
 علیٰ! کوئی بچا نہ آشیانہ
 علیٰ! ہم بے مروت ہو گئے ہیں
 علیٰ مشکل میں ہیں طہ بچانا
 علیٰ ہم میں نہیں ہے انکساری
 علیٰ ہم میں نہیں قرآن جہی
 علیٰ جس کام سے اللہ روکے
 علیٰ ہم علم سے باقی ہوئے ہیں
 علیٰ ہم میں ہیں دولت کے بھاری
 علیٰ ہم بے خبر بٹکے ہوئے ہیں
 علیٰ حیرا طریقت مختلف ہے
 علیٰ دنیا سے تو نفرت ہے کرتا
 علیٰ خلعت کدۂ دل ہمارا
 علیٰ منہدم حار میں ڈوبی ہے کشتی
 علیٰ تجھ سے سہارا مانگتے ہیں
 علیٰ درکار ہے حیری لوازش
 علیٰ امداد کر ہم بے کسوں کی
 علیٰ پردانہ بختوں حلا کر
 علیٰ مجبور کو سرور کر دے
 علیٰ! ہم سے ہوئی نالاں حیا ہے
 علیٰ! کمر و ریا اپنی غذا ہے
 علیٰ! ایسی چلی شر کی ہوا ہے
 علیٰ! ہم میں نہیں ہر و وفا ہے
 علیٰ! غیرت ہوتی ہم سے خفا ہے
 علیٰ! ہم میں روا کبر و ریا ہے
 علیٰ! بھولا ہمیں روز جزا ہے
 علیٰ! سمجھا اسے ہم نے روا ہے
 علیٰ! ہم کو عمل گل سزا ہے
 علیٰ! ہم میں ہوں کی انتہا ہے
 علیٰ! اپنا مقدر ہی خطا ہے
 علیٰ! اپنا مگر رستہ جدا ہے
 علیٰ! ہم نے اسے سمجھا خدا ہے
 علیٰ! تجھ سے طلبکار دنیا ہے
 علیٰ! مفقود ہم میں ناخدا ہے
 علیٰ! تجھ سے کرم کی انتہا ہے
 علیٰ! مطلوب حیری ہی حلا ہے
 علیٰ! ہم پر مسلط اتلا ہے
 علیٰ! حیری حکومت چاہتا ہے
 علیٰ! مولا ہے تو مشکل کشا ہے

(سید عارف محمود مجبور رضوی (گجرات))

کلام الامام امام الکلام قافیۃ الباء

نصائحه للإمام الحسین (البحر الكامل)

حُسَيْنُ إِي وَعَظُ وَمُؤَذِّبُ
فَانْهَمَ قَائَتِ الْغَائِلِ الْمُتَأَذِّبُ
وَحُفَظَ وَصِيَّتُهُ وَأَبْدُ مُنْجَحِبِ
يَعْدُوكَ سَالِدَادِ كَيْلَا تُنْطَبُ
أُسَيِّ إِنْ الرُّزْقُ مَكْشُوفُ بِهِ
فَعَبِثَ بِالْإِحْسَانِ فِي مَا نَطَبُ
لَا تَجْعَلْ سَمَالَ كُنْتَ مُفْرَدًا
وَتَمَى إِلَيْكَ مَا جَعَلْنَا نَكَبُ
كَفَلَ إِلَهُ رَزْقُ كُنْ سَرِيحُ
وَالْفَالُ عَارِيَّةُ نَجِيحُ وَتَنْفُ
وَلِرَزْقٍ أَسْرَعُ مِنْ نَفْثِ سَاطِرِ
سَبَا إِلَى الْإِنْسَانِ جِيحُ بِنُفُ
وَمِنْ أَسْيُورٍ إِلَى مَقَرِّ قَزَافِ
وَلَطِيرٍ لِلْأَوْكَارِ حِينَ نَعُودُ
أُسَيِّ إِنْ لِدُكْرِ فِيهِ مَوَاعِظُ
فَمَنْ أَلَدِي بِمِطْنِهِ يَتَذُتُ

(۱) المعنى: احفظ وصية والد عطف بقدّم لك الآداب كي لا تنثر في الحياة وتصاب بالعطب

(۲) المعنى: يا أيُّ إن الرزق ضمانة، فاجمع منه ما هو ضروري للحياة.

(۳) المعنى: لا تجعل همك كسب المال دون سواه، واجعل ما نكبه من تقوى لله ونيل رضاه.

(۴) المعرفات: البرية: الخلق - عارية: متعة عارضة

المعنى: لقد تكفل الله بالرزاق الناس كلهم، والمال متعة عارضة نجيح، وتذهب

(۵) المعرفات: السبب: الوسيلة

المعنى: والرزق زائل ورواله سريع كلفته ناظره، وهو وسيلة من الوسائل التي يطلبها الإنسان وليس غاية

(۶) المعرفات: تصوب، أي تصوب، تنج

المعنى: والرزق أسرع من السيول المتلعة إلى مكان استظلالها، ومن الطيور العائدة إلى أوكارها

(۷) المعنى: يا أيُّ إن ذكر الله وأياته الكريمة فيه موعظ كثيرة، وإن لم تلقب أنت بعظاته تعالى فنن بمنظ إذا؟

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

مترجم..... مرزا مجاہد احمد ☆

- ۱۔ اے حسین! بلاشبہ میں نصیحت کرنے والا اور ادب سکھانے والا ہوں تو میری بات کچھ بلاشبہ محل مند ادب قبول کرنے والا ہوتا ہے۔
- ۲۔ اپنے شفیق والد کی وصیت یاد رکھ وہ تجھے آداب کی خوراک دیتا ہے تاکہ تو ہلاک نہ ہو۔
- ۳۔ اے میرے پیارے بیٹے! بلاشبہ رزق مقدر کر دیا گیا ہے تجھے چاہے کہ تو اس کی طلب میں اچھا اعمار اختیار کر۔
- ۴۔ صرف حصول مال کو اپنا پیشہ نہ بنا اور تو جو کام بھی کرے اس میں اپنے پروردگار سے ڈر۔
- ۵۔ ہر مخلوق کے رزق کا اللہ تعالیٰ ضامن ہے اور دولت عارضی ہے آتی جاتی رہتی ہے۔
- ۶۔ اور رزق پلک جھپکنے سے زیادہ جلدی انسان کے لئے وسیلہ بن جاتا ہے جب اسے اس کی ضرورت ہو۔
- ۷۔ رزق نہروں کی جائے قرار تک رواگی اور پرعوں کے گھولوں کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے پہنچتا ہے۔
- ۸۔ اے میرے پیارے بیٹے! قرآن مجید میں کی نصیحتیں ہیں تو کون ہے جو ان نصیحتوں سے ادب سکھے؟

☆ پی ایچ ڈی سکالر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، لکچرار شعبہ عربی، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج اوکاڑہ،

إِقْرَأْ كِتَابَ اللَّهِ جُهِدْكَ وَأَتْلُهُ
بِتَمَكُّرٍ وَنَخْشَعٍ وَتَقَرُّبٍ
وَاعْبُدْ إِلَهَكَ دَا الْمَعَاجِرِ مَخْلَعًا
وَإِدْ مَرَزَتْ سَابِقَ وَغَطِيبٍ
بِمَا مَنْ يُعَدُّ مَنْ يَشَاءُ عَذَابُهُ
بِئْسَ أَسْوَأُ بِمَعْرِزَتِي وَخَطِيبَتِي
وَإِدْ مَرَزَتْ سَابِقَ فِي ذِكْرِهِ
فَإِنَّا إِلَهَكَ بِإِلَاسَةِ مُخْبَصًا
وَأَجْهَدُ لَعَلَّكَ أَنْ تَجِلَّ بِأَرْضِهَا
وَنَسَالُ غَيْشًا لَا انْقِطَاعَ لَوْقَتِهِ
بِنَاجِزِ هَوَاكَ إِذَا خَمَمْتَ بِضَالِحٍ

(۸) المفردات: ينصب، ينصب

المعنى: اقرأ في كتاب الله ما استطعت واتل آياته الكريمة بين من يقوم للصلاة ويصعب.

(۹) المعنى: يكن ذلك بمن تمكبر وصدق حشر وتقرّب من تعالى، فهو سبحانه وتعالى بتقرّب المتقرّبين

(۱۰) المفردات: المعارج: المراتي، المصاحف

المعنى: واعبد إلهك الذي ترقى نحوه بإخلاص، وتأنل بالأمثال وما تضرع به.

(۱۱) المعنى: وإد مرأت آية بهد المواضع وصف العذاب للهاكئين ففهم عدما وتامل واسكب صوعك، ونل

(۱۲) المعنى: بما من يُعَدُّ من يشاء وتعريفه هو العدل، لا تجعلني بين الذين حكمت عليهم بالمعذب.

(۱۳) المعنى: إني أقرّ سقوني وخطيتي، وإليك أهرب والنجاء، ولا مجال للهروب منك.

(۱۴) المعنى: وإذا قرأت آية منها وصف لتبسم وسيل الوصول إليه.

(۱۵) المفردات: الإنابة: الإقنعة

المعنى: فاعلم من الله محصاً أن يقيمك في دار الخلود، وليكن سؤالك من رغبة في التقرّب

(۱۶) المعنى: وأتبع لعلك تبص في العيم وتكن روحك في مكان لا يناله الحراب

(۱۷) المعنى: وتال حياة لا نهاية لها وتحصل على ملك لا تهلك كرامته ولا تفسد.

(۱۸) المفردات: المغالب: الهواك، المراتي المهلكة.

المعنى: أطلع ميرك ورغباتك إذا رغب بالأموال الصالحة، لتلا تغلب عليك المهالك.

۹۔ مقدور بمر الله تعالیٰ کی کتاب پڑھ اور اس کی تلاوت کر ان لوگوں کے درمیان جو یہاں نماز کے لئے قیام کرتے ہیں اور مشقت کرتے ہیں۔

۱۰۔ تدبیر، خشوع اور تقرب کے حصول کے لئے (اس کی تلاوت کر) بلاشبہ اس کے نزدیک قرب کا غالب ہی مقرب ہے۔

۱۱۔ اپنے عظیم المرتبت پروردگار کی اخلاص سے عبادت کر اور ضرب الامثال کو غور سے سن۔

۱۲۔ جب تو کسی ایسی صحت آمیز آیت تک پہنچے جو عذاب کے بارے بیان کرتی ہو تو غم نہ جا اور اپنے آنسو بہا۔

۱۳۔ اے وہ ذات ا جو اپنے دل سے جسے چاہے عذاب دیتی ہے مجھے ان لوگوں میں سے نہ کہ جنہیں عذاب دیا جائے گا۔

۱۴۔ میں اپنی لغزش اور خطا سے ہمارے ہوئے اقرار کرتا ہوں اور میرا ہمارا گناہ میری طرف ہی ہے۔

۱۵۔ اے فرزند! جب تو کسی ایسی آیت تک پہنچے جس میں من پسند جنت اور اس کی طرف جانے والے طریقے بیان کئے گئے ہوں۔

۱۶۔ تو اپنے پروردگار سے اخلاص کے ساتھ تقرب چاہنے والوں کو ماننے والوں کی طرح دائمی بہشت میں قیام طلب کر۔

۱۷۔ کوشش کر کہ تو اس زمین تک پہنچ جائے اور ان گمروں کی راحت حاصل کر لے جو کبھی دیران نہ ہوں گے۔

۱۸۔ اور (کوشش کر کہ) تو لافانی زندگی پائے اور عزت کی ایسی بادشاہی پائے جو کبھی جھنکی نہ جائے۔

۱۹۔ جب تو کسی نیک کام کا ارادہ کرے تو آنے جانے والی (عارضی) ہلاکت کرنے والی اشیاء کے خوف سے اپنی خواہش پر سبقت لے جا۔

وَادَّ قَتَمْتُ بَنِيَّ مَغْصُصَ لَهْ
وَحِصْصَ جَنَاحَكَ لِلصَّدِيقِ وَكُنْ لَهْ
وَالصَّيْفَ أَكْرِمَ مَا اسْتَطَعْتَ حِرَارَهْ
وَاجْعَلْ صَدِيقَكَ مِنْ إِذَا حَبَسَهْ
وَاطْلُسْهُمْ طَلَبَ الْمَرِيضِ ثِمَاءَهْ
وَاحْفَظْ صَدِيقَكَ فِي لَمَاطِرِ كُلِّهَا
وَأَقْرِ الْكَذُوبَ وَقُرْبَهُ وَحَوَارَهْ
يُعْطِيكَ مَا فَوْقَ الْعَنَى بِسَابِهْ
وَحَسْرَ دَرْيِ الْمَلِكِ السُّلَامِ مَابِهْمْ
يَسْتَوْدِ خَوْنَ الْمَرْءِ مَا طَبَعُوا بِهِ
وَلَقَدْ نَصَحْتُكَ إِنْ قَبِلْتَ نَصِيحَتِي

- (۱۹) المعنى: وإذا ساورتك السبلات فامض منها عيبك، وتجنب كل ما يبغى نجتك.
(۲۰) المفردات: اخفض جناحك: كن قريبا سهل الجانب - يتجنب: يمتنع، يمتنع، يمتنع.
المعنى: كن سهل الجانب للصديق وقربا منه، وكن معه كالأب الذي يحفظ ويحوى على أولاده.
(۲۱) المعنى: أكرم الصيف وكن في جواره ما استطعت، إلى أن يتركك كالنبي الذي يرحل معه.
(۲۲) المفردات: دونك يضرب: يسمي رداءك ويحث عليك.
المفردات: ليكن صديقك أمرا لك واختر من الناس من إذا أغتبه حفظ المودة والإحياء وسعى وراءك وطيبك.
(۲۳) المعنى: اجعل الأوفياء منهم ضرورة وحاجة واطلبهم طلب المرض لشعاع، وترك الكذب مبرا لا يصاحب.
(۲۴) المعنى: حافظ على صديقك في كل الأحوال، وليكن ممن يكرهون الكذب ويتعدون عنه.
(۲۵) المفردات: أقل: من الفض: الخفي.
المفردات: ابتعد عن الكذوب وابغضه واكره قربه وجواره، فالكذب يُلْغِ سعة من بشي معه.
(۲۶) المفردات: يروغ، من الروغ: الخداع.
المعنى: يعطيك من لسانه حرق ما تمنى، وضما يكذب ويخدع كما يمتلئ الصلب.
(۲۷) المفردات: يحطب: يتبدل ويغير لونه.
المعنى: اتق اللئام المترفين العمالقين، فهم إذا حلت بك المصائب يتبدلون ويتلونون.
(۲۸) المعنى: هؤلاء المراءون يستقون رداء الإنسان ويصادقونه طمعا به، وإذا تمررت أحواله جفوا وانعدوا.

- ۲۰۔ اور جب تو کسی برائی کا دوسرے پائے تو اس سے آنکھ بند کر لے اور اس معاملے سے پرہیز کر، جس سے پرہیز کیا جانا چاہیے۔
- ۲۱۔ اپنے دوست کے لئے عاجزی کا بازو بچھا دے اور اس کے لئے باپ جیسا بن جا، جو اپنی اولاد پر شفقت کرتا ہے۔
- ۲۲۔ جب تک مہمان کا ساتھ رہے مقدور بھر اس کی عزت کر حتیٰ کہ وہ تجھے ایسا وارث سمجھ لے جس سے میراث ملتی ہے۔
- ۲۳۔ اپنا دوست اسے بنا کہ جب تو اس سے بھائی چارہ کرے تو وہ بھی بھائی چارے کا محافظ ہو اور حیرت اظاہر رہے۔
- ۲۴۔ دوستوں کو ایسے لحاظ جیسے بنار اپنی شفا تلاش کرتا ہے اور جموں کو چھوڑ دے وہ دوستی کے لائق نہیں۔
- ۲۵۔ اپنے دوست کی ہر جگہ حفاظت کر اور تجھے ایسے انسان سے دوستی کرنی چاہیے جو جھوٹ نہیں دیتا ہو۔
- ۲۶۔ جموں کو دشمن سمجھ اور اس کے قرب و جوار سے بھی بچ بلاشبہ جموں اپنے ساتھی کو بھی جھوٹ سے آلودہ کر دیتا ہے۔
- ۲۷۔ وہ اپنے رہائی کی چیزیں دیتا ہے جو آرزو سے بالاتر ہوتی ہیں اور تجھے ایسے دھوکا دیتا ہے جیسے (مکار) لومڑی دھوکا دیتی ہے۔
- ۲۸۔ کم ظرف خوشامدیوں سے بھی بچ بلاشبہ وہ مصائب میں بدل جاتے ہیں۔
- ۲۹۔ یہ لوگ انسان کے اوگرد جب تک منڈلاتے ہیں جب کوئی لالچ ہوتا ہے اور جب زمانہ اسے ٹھکراتا ہے تو یہ جھکا کرتے ہیں اور غائب ہو جاتے ہیں۔
- ۳۰۔ میں نے تجھے صحت کر دی ہے اگر تو اس کو قبول کرے، صحت ان اشیاء سے بھی سستی ہے جو نیکی جاتی ہیں اور بہہ کی جاتی ہیں۔



منقبت حضرت مولیٰ علیؑ رحمہ اللہ تعالیٰ

السلام اسے احمدت مہر و برادر آمدہ
جعفر سے کوئی پردہ صبح و سہا قدر سہاں
بنت احمد و بن کا شانہ و بانوسے تو
ہر دور سہاں بنی گلہائے تونہ انجلی زینا
مہی چمیدہ می گلہنا در ناغہ اسلام و سنوز
نرم نرم از بزم دامن چیدہ رفتہ بادند
تشنہ کام خود رضائے خستہ را ہم جرعت
شکر آں فیت کر نامت شہاد کوثر آمدہ



مولا بھی محرم ہے ولا بھی ہے محرم
کعبہ ہے اور جائے ولادت علیؑ کی ہے
کعبہ سے ابتداء ہے تو مسجد پہ اختا
مرقوم در حرم میں حکمت علیؑ کی ہے

مولود کعبہ

☆ مناقب امیر المؤمنین حضرت علیؑ رحمہ اللہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

☆ خصائص سیدنا علی المرتضیٰ رحمہ اللہ..... سیدی امام احمد رضا رحمہ اللہ کا مؤقف.....

علامہ محمد غزالی الرطین قادری

مولودِ کعبہ نمبر
سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد

ہم اپنے عظیم اور قابلِ فخر دوست

محترم علامہ ظہیر عباس قادری کو اپنے چیمبر میں

تقریباً مقامِ مسلمان اور نظامِ مسلمان کے لیے معروف جہادِ حیدر آباد

جمعیت علماء پاکستان ضلع اسلام آباد

کا جنرل سیکرٹری منتخب ہونے پر

..... اور.....

سہ ماہی ”انوارِ رضا“ جوہر آباد کے مدیر اعلیٰ

محکمہ دارالکتاب و سنت

کو حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے

حوالے سے خصوصی اشاعت بعنوان ”انوارِ رضا“

مولودِ کعبہ نمبر کا اہتمام کرنے پر

مبارک باد پیش کرتے ہیں

چھپڑی اعظم علی بھٹی (بانی) 0308-4692699 صاحبزادہ کمال مظلمی (مترجم) 0345-8649292

الحی القیوم سہارا فاؤنڈیشن

مناقبِ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ

- (۱) مائتہ امیر المؤمنین و امام الاشیعین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب۔
آنحضرت ﷺ سے جو شخص سب سے زیادہ قریبی قرابت رکھتا تھا، اور شرافت نسب میں مرتبہ اعلیٰ پر فائز تھا وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔
- (۲) علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا اور یہ پہلی ہاشمیہ ہیں جنہوں نے ہاشمی کو جنم دیا۔
- (۳) علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی، ماں اور باپ دونوں طرف سے ہاشمی تھے۔ ان کے بعد حسین شریفین اور امام محمد باقر نجیب الطرفین تھے۔
- (۴) حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میری حقیقی والدہ کے بعد فاطمہ بنت اسد میری والدہ کے مقام پر ہیں۔
- (۵) جو کرامات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کے موقع پر ظاہر ہوئیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کی ولادت جو کعبہ میں ہوئی۔
- (۶) امام حاکم نے لکھا ہے کہ یہ خبر متواتر ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو کعبہ میں جنم دیا۔ (مستدرک حاکم)
- (۷) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر سب سے بڑی حمایت الہی یہ ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ مجاہدین سے آنحضور ﷺ کی کفالت میں پروردگار پر تھے۔
- (۸) حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے جو دین اختیار کیا ہے وہ کیا ہے؟

(سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۲۲۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یاہا! میں محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتا ہوں اور جو کلام الہی وہ لے کر آئے ہیں اس کی تصدیق کرتا ہوں خوشنودی خدا کے لئے محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھتا ہوں تو حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے کہا: محمد تمہیں سوائے نکلی کے کسی اور طرف نہیں لے جائے گا اس سے وابستہ رہو۔

(سیرۃ ابن ہشام، ج ۱، ص ۲۳۰ مطبوعہ مکتبۃ الزحمران مصر)

(۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے: اے میرے خدا! میں سوائے محمد مصطفیٰ ﷺ کے کسی اور فرد کو نہیں جانتا جس نے مجھ سے پہلے حیرت عبادت کی ہو۔

(۱۰) جب حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حضور ﷺ نے حضرت علی (کرمہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) سے تعزیت کی اور حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کے لئے کمال شفقت سے دُعا فرمائی۔

(۱۱) آنحضرت ﷺ نے ہجرت سے قبل ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ایسے معاملات کئے جو ”معتظر الخلافات“ بلکہ لوازم خلافت خاصہ ہیں چنانچہ امام نسائی نے اپنی کتاب خصائص میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اے امیر المؤمنین علیہ السلام آپ اپنے بچوں کی موجودگی میں کس طرح وراثت رسول ﷺ بن گئے۔ تو حضرت ﷺ نے جواب دیا کہ آنحضور ﷺ نے بنی عبدالمطلب کو دعوت پر بلایا۔ ایک مہمان تیار کر لیا تو سب نے سیر ہو کر کھایا پھر بھی اس میں سے بچا رہا اسی طرح سب نے پانی کے ایک پیا لے سے پانی پیا اور باقی بھر بھی بچا رہا۔ پھر آپ نے فرمایا اے بنو عبدالمطلب میں تمہاری طرف خصوصاً اور عامۃ الناس کی طرف عموماً مبعوث کیا گیا ہوں۔ تم میں سے کون میری بیعت کرے گا تاکہ وہ میرا بھائی، میرا رفیق اور میرا وارث قرار پائے۔ میرے علاوہ کوئی آپ ﷺ کی تائید کے لئے نہ اٹھا آپ نے مجھے بٹھایا اور عین مرجع بھی اعلان فرمایا۔ مگر میرے علاوہ کوئی نہ اٹھا تو میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نصرت کا اقرار کیا۔ اس لئے میں رسول اللہ ﷺ کا وارث ہوا اور سچے وارث نہ ہو سکے۔

(۱۲) نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں آنحضور ﷺ کے ساتھ کعبہ میں آیا۔ آنحضور ﷺ میرے کندھے پر چڑھے مگر میں برداشت نہ کر سکا تو فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ تم میرے کندھے پر چڑھو۔ میں نے آپ ﷺ کے کندھے پر چڑھ کر بتوں کو توڑا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس وقت اگر میں چاہتا تو آسمان کے کناروں کو چھو سکتا تھا اس کے بعد ہم وہاں سے جلدی جلدی اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔

(۱۳) جب کفار قریش آنحضرت ﷺ کی ایذا رسانی کے لئے متحد ہو گئے تو آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا عزم فرمایا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر سو جاؤ تاکہ کفار ظالمی میں مبتلا رہیں اور انہیں ہجرت کے بارے میں کوئی خبر نہ ہو سکے۔

(۱۴) ترمذی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ہجرت کے بعد مہاجرین و انصار میں مواخات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے صحابہ میں تو بھائی چارہ قائم کر دیا مگر مجھے کسی کا بھائی نہیں بتایا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

”أَنْتَ أَيْمُنُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“
”تم دُنیا اور آخرت میں میرے بھائی (ترمذی) ہو۔“

(۱۵) جنگ بدر میں کفار کی طرف سے عین آدمی میدان میں نکلے اور ان کے مقابلے کے لئے بنو ہاشم میں سے جو عین افراد نکلے ان میں سے ایک علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے باقی دو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث تھے اُدھر سے حبیب بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن حنظلہ نکلے تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا اور چشمِ زدن میں شیبہ ڈھیر ہو گیا۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کا حنظلہ سے مقابلہ ہوا اور دونوں طرف سے نکواریں چلتی رہیں۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس کا کام تمام کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل حنظلہ کا بیٹا ولید آیا اور ایک وار میں واصل جنم ہوا۔ ”جبریل یا میکائیل ہمراہ اویسود“

راوی کہتا ہے کہ جبرئیل یا میکائیل علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔

(۱۶) نسائی نے خصائص میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن برمہ اپنے باپ کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے آنحضرت ﷺ سے جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: (ایھا صغیرہ) کہ یہ چھوٹی ہے۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے درخواست کی تو آپ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی علی رضی اللہ عنہ سے ترویج فرمادی۔ (خصائص النسائی)

(۱۷) خزوۃ احد میں علی رضی اللہ عنہ کو فضائل عظیمہ مرحمت ہوئے۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آنحضرت ﷺ نے علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تو قریش کے طبردار ابوسعد بن طلحہ نے مبارزت طلبی کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ضربت سے اس کا خاتمہ ہو گیا۔

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ خزوۃ احد کے دن ایک عمار آئی: لا سیف الا للوفاء ولا فی الا علی الکوار "کہ سوائے ذوالوفاء کے اور کوئی تلوار نہیں اور سوائے علی کرار کے اور کوئی مرد میدان نہیں۔"

(۱۸) ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ خزوۃ خندق میں جب مشرکین نے ایک جگہ سے خندق تک پانی تو گھوڑے پہلاٹ کر لشکر اسلام کی طرف آگئے اور عمرو بن مہدود (جو بدر میں ڈھی ہو گیا تھا اور احد میں شریک لشکر کفار نہ ہو سکا) نے مبارزت طلبی کی تو اوسر سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مقابلہ کے لئے نکلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو سے کہا کہ کیا تو نے عہد کیا ہے کہ اگر کوئی قریش کا آدمی تم سے دو ہاتوں کا مطالبہ کرے تو تم ایک ضرور قبول کر لیتے ہو۔ اس نے اثبات میں جواب دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسلام قبول کر لو۔ اس نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں پھر فرمایا ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ عمرو نے جواب دیا کہ سبجے میں تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بخدا میں آپ کو قتل کرنا چاہتا ہوں عمرو کو اس پر غصہ آیا۔ وہ گھوڑے سے اترا اور اس نے اپنے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا تلواریں

چلیں اور آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

(۱۹) نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قریش کے کچھ آدمی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ ﷺ کے پڑوسی اور حلیف ہیں ہمارے چند غلام ہمارا مال لے کر بھاگ نکلے ہیں اور آپ ﷺ کے پاس آگئے ہیں۔ انہیں دین چھی سے کوئی رخصت نہیں۔ آپ ﷺ انہیں ہمارے ساتھ واپس بھجوا دیں۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی ان کی سفارش کی مگر حضور ﷺ نہ مانے اور آپ ﷺ کا چہرہ خیر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اہل قریش ایسی حرکتوں سے باز آ جاؤ ورنہ میں ایسا آدمی تمہاری طرف بھیجوں گا جس کا دل اللہ لے ایمان میں امتحان لے لیا ہو گا وہ تمہیں ٹھیک کر دے گا اور تمہاری درگت بتائے گا۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ ہمیں بھیجیں گے فرمایا نہیں اسے بھیجوں گا جو اس وقت میرا جوتا مرمت کر رہا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت حضور ﷺ کی نین مبارک مرمت کر رہے تھے۔ (خصائص النسائی)

(۲۰) محمد بن اسحاق نے لکھا ہے کہ برمہ بن سفیان اپنے باپ سے اور وہ سلمہ بن الاکوع سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے خزوۃ خیبر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو علم دے کر ایک قلعے کی طرف بھیجا انہوں نے بڑی کوشش کی مگر قلعہ فتح نہ ہو سکا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ بھی باوجود کوشش کے ناکام واپس لوٹے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں کل یہ علم اس مرد کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ اس سے محبت رکھتے ہیں اور کفار ہیں اور غیر فرار ہے۔ جب تک قلعہ فتح نہ کر لے واپس نہیں ملے گا۔ سلمہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا انہیں آشوب چشم تھا۔ آپ ﷺ نے لعابِ دہن لگایا آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور فرمایا یہ علم لو اور آگے بڑھو۔ سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حیرت سے قلعہ کی طرف بڑھے اور میں آپ کے پیچھے تھا۔ آپ نے علم قلعے کے نیچے

ایک چٹان میں نصب فرمایا۔ یہودیوں نے قلعے کے اوپر سے یہ معرکہ دیکھ کر نام پر چھا تو آپ نے فرمایا میرا نام علی بن ابی طالب ہے۔ یہودیوں نے کہا کتابِ موسیٰ کی قسم ہم مطلوب ہو گئے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قلعہ فتح کرنے کے بعد لوٹے۔ سلمہ بن الاکوع کی اس روایت کو بخاری نے بھی اپنی صحیح میں درج کیا ہے۔

(۲۱) ابن اسحاق نے ابو رافع سے روایت کی ہے کہ ہم اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جب آنحضرت ﷺ نے آپ ﷺ کو طعمِ حلاوت فرما کر خیبر کی طرف بھیجا۔ جب حضرت قلعہ کے پاس پہنچے تو یہودی قلعہ سے باہر نکل آئے۔ جنگ شروع ہوئی ایک یہودی نے ایسا وار کیا کہ ڈھال آپ کے ہاتھ سے گر پڑی۔ حضرت نے دروازہ قلعہ کو اکھاڑ کر بلور ڈھال استعمال کیا اور وہ قلعہ فتح ہونے تک برابر آپ کے ہاتھ میں رہا۔ جب جنگ ختم ہوئی تو ہم نے سات آدمیوں کے ساتھ اس دروازے کو پلانے کی کوشش کی مگر ہم اسے پلانہ سکے۔ (مسند احمد بن حنبل، ج ۶، ص ۸)

(۲۲) غزوہ تبوک میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عینہ میں چھوڑا تو بھی ایک بڑا اعزاز تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا۔ ابن اسحاق کہتا ہے کہ جب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ گئے تو منافقین نے ہاتھ بٹائی شروع کر دیں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ علی رضی اللہ عنہ کو اپنے لئے بوجہ سمجھ کر پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے ”جرف“ کے مقام پر جا کر ملے اور منافقوں کی باتوں کا ذکر کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ منافق جھوٹے کہتے ہیں اور فرمایا: اے علی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا صرف اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ بخاری نے مصعب بن سعد سے اور انہوں نے اپنے والد سے یہی روایت کی ہے۔ (فتح علیہ)

(۲۳) ہجرت کے نویں سال (۹ ہجری) حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج بنا کر بھیجا جب وہ چلے گئے تو سورۃ برأت (سورۃ توبہ) نازل ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اس سورۃ کی تبلیغ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مامور کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے

پیچھے روانہ فرمایا: محمد بن اسحاق نے حکیم بن عباد بن حنیف سے روایت کی ہے کہ جب سورۃ برأت (یعنی سورۃ توبہ) کا نزول ہوا اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر مقرر کیا جا چکا تھا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ لا یدعون علی الاہل بعضی کہ میرے اہل بیت کے علاوہ کوئی اور اس کی تبلیغ نہیں کر سکتا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا سورۃ توبہ کی ابتدائی آیات لے کر جاؤ اور مثنیٰ کے مقام پر جا کر یہ اعلان بھی کرو کہ کوئی کافر جنت میں داخل نہیں ہو سکتا کوئی مشرک اس کے بعد حج کے لئے نہیں آ سکتا۔ خانہ کعبہ کا طواف عریاں حالت میں کرنا ممنوع ہے اور جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا کوئی معاہدہ ہے اس کی مدت مضمین ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گئے اور انہوں نے حکم رسول اللہ ﷺ کے مطابق مثنیٰ کے مقام پر مذکورہ اعلانات فرمائے اور سورۃ برأت کی تلاوت فرمائی۔

(۲۴) جب نصاریٰ نجران مہللہ کے لئے آمادہ ہوئے تو روایت ترمذی من سعد بن ابی وقاص، جب یہ آیت نازل ہوئی۔

قُلْ تَسَلُّوا نَدْعُ الْاٰهِنَا نَا وَالنَّحْنُ نَدْعُ
وَسَاۗءَ نَا وَرِسَاۗءَ نَحْنُ وَ النِّفْسَا وَ
ہیں تم اپنی بتیاں لاؤ ہم اپنے نفوس
لائے ہیں تو اپنے نفوس لاؤ۔“

آنحضرت ﷺ نے علی و فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور دعا مانگی:
”بار الہی! یہی میرے اہل بیت (رضی اللہ عنہم) ہیں۔“

(۲۵) جب آنحضور ﷺ حجۃ الوداع سے واپس لوٹے تو غدیر خم پر ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ امام حاکم بن زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ آخری حج سے واپس آئے تو غدیر خم پر نزول اجلال فرمایا اور اس طرح خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! مجھے بھی خدا کی

طرف سے بلاوا آسکا ہے اور میں نے وہ بلاوا قبول کرتا ہے۔ میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جن میں سے ایک دوسری سے بہتر ہے۔ ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسرے میری "عزت" دیکھنا ان سے میرے بعد کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ تاوقتیکہ میرے پاس حوض کوثر پر نہ پہنچ جائیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل میرا مولا ہے میں ہر مومن کا ولی ہوں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

من كنت وليه فهذا وليه
"کہ جس کا میں "ولی" ہوں اس کا یہ
"علی ولی" ہے۔"

اے خدا جو اے محبوب رکھے اس سے محبت رکھنا اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھنا۔

(۲۶) جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اس دنیا سے عالم اہل کی جانب انتقال فرمایا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اہل بیت علیہم السلام نے آنحضور رضی اللہ عنہ کے غسل و دفن کا اہتمام کیا۔ چنانچہ عمر بن اسحاق نے عبد اللہ بن ابوبکر اور حسین بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب، عباس بن عبد المطلب، فضل بن عباس، حم بن عباس، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حمران (غلام آنحضرت رضی اللہ عنہ) نے غسل دیا۔ اوس بن خولی غزیری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خصوصی اجازت طلب کی کہ میں بھی شریک تدفین ہو جاؤں یہ بدری صحابی تھے۔ چنانچہ اجازت ملی تو وہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سینے سے لگایا تھا۔ فضل رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ وقم رضی اللہ عنہ پہلو بدلتے تھے۔ اسامہ و حمران پانی ڈالتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے والدین آپ رضی اللہ عنہ پر قربان ہو جائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ موت و حیات ہر حال میں کہتے پاک و طیب ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، فضل رضی اللہ عنہ اور حمران رضی اللہ عنہ نے آنحضور رضی اللہ عنہ کو قبر مطہر میں سلایا۔ یہ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات آپ رضی اللہ عنہ

کے فضائل میں بے شمار احادیث نبوی وارد ہیں میں چاہتا ہوں کہ:

"جملہ صالحی ازاں احادیث دریں اوراق برنگارم"

صرف ان احادیث میں سے جو "صالح" (ہر اعتبار سے صحیح اور قابل اہتمام) احادیث ہیں وہ ان اوراق میں تحریر کروں۔

(۲۷) حاکم میں امام احمد بن حنبل کا قول درج ہے کہ کسی صحابی رسول رضی اللہ عنہ کے اچھے فضائل مروی نہیں جتنے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل احادیث میں مروی ہیں۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کی دو وجوہات ہیں۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اسلام کی ترویج کے لئے خدمات۔

۲۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ سے قرابت قریہ (آنحضور رضی اللہ عنہ کی آغوش تربیت میں پروردگار اور رسول خدا رضی اللہ عنہ کا اپنی لخت جگر قاطرہ رضی اللہ عنہ کا ان سے عقد کرنا) نیز جب آپ کے دور خلافت میں اختلافات پیدا ہو گئے اور اکثر لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف ہو گئے تو بقیہ اصحاب نبی رضی اللہ عنہ جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے اپنی بہترین کوششیں صرف کیں۔ (اللہ تعالیٰ ان کی مسامحہ کا مشکور ہے انہوں نے فضائل علی رضی اللہ عنہ کی احادیث بڑی کشادہ دلی سے عوام کے سامنے بیان کرنا شروع کر دیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض بدرجہ تو اترا تک پہنچی ہوئی ہیں اور بعض مرتبہ حسان تک ہیں۔ البتہ بعض بے باک قسم کے لوگوں نے حد اعتدال سے باہر قدم رکھا اور احادیث وضع کی ہیں۔ مگر ہم احادیث موضوعہ اور شدید الفصح سے احتیاط کرتے ہوئے صرف وہی احادیث درج کر رہے ہیں جو صحت اور حسن کے مرتبہ پر ہیں۔

(۲۸) حواضر احادیث میں ہے کہ آنحضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ائت منی بمنزلة هارون من موسىٰ کہ تیرا مرتبہ اور مقام میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا۔ اس حدیث کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، اسامہ بنت عمیس رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، ابن ابی طالب اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہم نے روایت کیا ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۲۹) حواریات میں سے ہے:

انامن علی و علی منی

میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں اور علی رضی اللہ عنہ مجھ

سے ہے۔

بار الہی! علی رضی اللہ عنہ کے دوست سے محبت اور اس کے دشمن سے عداوت رکھنا۔
اس کو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، عیادہ رضی اللہ عنہ، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، عمرو بن شاس وغیرہ نے
روایت کیا ہے۔

(۳۰) یہ بھی حواری حدیث ہے کہ جب آیت:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

نازل ہوئی تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے علی، فاطمہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور
چادرِ ظہیر میں جکڑ دی۔ اسے سہ رضی اللہ عنہ، ام سلمہ رضی اللہ عنہ، واثقہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ
اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔

(۳۱) یہ بھی حدیث متواتر ہے کہ آنحضور رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کو خیر کی فتح کے دن
علم عطا فرمایا اور کہا تھا کہ میں یہ علم اس مرد کو دوں گا جو اللہ اور رسول رضی اللہ عنہ سے محبت
رکھتا ہوگا اور اللہ اور رسول رضی اللہ عنہ اس سے محبت رکھتے ہوں گے۔ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ،
حضرت علی رضی اللہ عنہ، سہ رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، کل بن سہ رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ
وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

(۳۲) مسلم نے حاکم بن سہ ابی وقاص سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی
ہے کہ معاویہ بن ابوسفیان نے سہ سے کہا کہ تجھے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے میں کون سی
چیز مانع ہے۔ سہ نے کہا کہ جب میں ان تین باتوں کو یاد کرتا ہوں جو رسول خدا رضی اللہ عنہ
نے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان فرمائی ہیں تو میں علی رضی اللہ عنہ کو گالی نہیں دیتا اور اگر ان
میں سے ایک بھی میرے بارے میں ہوتی تو مجھے سرخ آدنوں سے بھی زیادہ پسندیدہ
اور عزیز ہوتی۔

۱۔ میں نے رسول خدا رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا جب کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ایک فرد

(تجوک) سے پیچھے چھوڑا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ رضی اللہ عنہ آپ
مجھے بچوں اور عورتوں میں اپنا نائب بنا کر چھوڑ رہے ہیں تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
اے علی رضی اللہ عنہ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہاری منزلت میرے نزدیک ویسی ہے
جیسے ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھی فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد نبوت
نہیں ہے۔

۲۔ میں نے رسول اللہ رضی اللہ عنہ سے بروئے خیر سنا کہ میں یہ علم کل اس مرد کو دوں گا
جو اللہ اور اس کے رسول رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ و رسول رضی اللہ عنہ اس سے محبت
کرتے ہوں گے۔ ہم نے اس کے لئے بڑی خواہش کی مگر صبح آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ وہ آشوب چشم میں جلا تھے۔ آپ نے لعاب دہن لگایا اور علم علی
رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور اللہ نے علی رضی اللہ عنہ کو فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا۔

۳۔ جب آیت قُلْ تَعَالَوْا لِنُذَكِّرَ الْبَاقِيَ نَا وَابْنَاءَ كُمْ كَا زَوَل ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ
نے علی، فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور خدا کی بارگاہ میں عرض کی: اللہم هؤلاء
اہلی "یہ ہی میرے اہل ہیں۔" (صحیح مسلم، باب فضائل علی رضی اللہ عنہ)

(۳۳) امام حاکم اور نسائی نے عمرو بن میمون سے روایت کی ہے کہ میں حضرت ابن
ماس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ کچھ آدمی آئے اور انہوں نے علیہ السلام کی محبت ابن
ماس رضی اللہ عنہ سے منگوائی۔ جس پر ابن ماس رضی اللہ عنہ نے انہوں اور خضر کا اظہار کیا اور فرمایا
کہ تم لوگ ایسے آدمی کے بارے میں زبان درازی کر رہے ہو کہ جس کی دس نصیاتیں
ایسی ہیں جو کسی اور کو میسر نہیں ہوتیں۔

۱۔ اس ذات کے لئے رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کل اسے بھیجوں گا جسے
اللہ نے کبھی ذلیل اور ناکام نہیں کیا وہ اللہ اور رسول اللہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے اور
اللہ و رسول اللہ رضی اللہ عنہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ کئی افراد نے اس دن علم لینے کی
خواہش کی مگر آنحضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ کہاں ہے انہیں بلایا گیا اور علم
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور علی رضی اللہ عنہ فتح کے بعد صفیہ بنت حنی کو لے کر آئے اور وہ

حرم رسول ﷺ میں داخل ہوئیں۔ (مسند احمد، ج ۱، ص ۳۳۱)

۲۔ آنحضرت ﷺ نے کسی کو سورۃ توبہ دے کر بھیجا پھر علی رضی اللہ عنہ کو اس کے پیچھے بھیجا اور فرمایا: سورۃ توبہ اس سے لو اور فرمایا: اس سورۃ کو نہیں پہنچا سکتا اور اس کی تبلیغ نہیں کر سکتا سوائے اس کے جو مجھ سے ہو اور میں اس سے ہوں۔

۳۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے قریبی عزیزوں سے دریافت کیا: اہل کعبہ بوالہبی فی الدنیا والآخرۃ ”تم میں سے کون ہے جو دنیا اور آخرت میں میرا ولی ہو“ سوائے علی رضی اللہ عنہ کے کسی نے مثبت جواب نہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: انت ولی فی الدنیا والآخرۃ۔

۴۔ علی رضی اللہ عنہ سب افراد امت سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔

۵۔ جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ عنہم پر چادر ڈال کر تخصیص فرمائی کہ یہی میرے اہل بیت ہیں۔

۶۔ علی رضی اللہ عنہ نے شب ہجرت بستر رسول ﷺ پر آرام کی خیر سو کر اپنی جان فروشی کا مظاہرہ کیا۔ و شری علی نصفہ اور اس رات علی رضی اللہ عنہ نے اپنا لہس فروخت کر دیا اور خدا کی مرضات خرید لیں۔ (مسند احمد، ج ۱، ص ۳۳۱)

۷۔ فزودہ حبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منزلت ہارونی پر فائز فرمایا اور فرمایا کہ تیری منزلت میرے نزدیک وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کی موئی علیہ السلام کے نزدیک تھی۔

لا یصلیٰ ان اھب الا و انت علیہ فی میں مناسب نہیں سمجھتا کہ میں تجھے اپنا خلیفہ بنائے بغیر چلا جاؤں۔

۸۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ولی کل مومن و مومنة بعدی ”اے علی (رضی اللہ عنہ) تم میرے بعد ہر مومن مرد و زن کے ولی ہو۔

۹۔ آپ ﷺ نے سوائے علی رضی اللہ عنہ کے باقی سب صحابہ کے دروازے مسجد سے بند کر دیے۔

۱۰۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا علی رضی اللہ عنہ مولا ہے۔ (من کنت مولاً فهذا علی مولاً)۔

(۳۳) امام حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ کی عین فضیلتیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھ پر پائی جاتی تو سرخ اوڑوں سے بہتر ہیں۔ کسی نے دریافت کیا کہ وہ کون سی عین فضیلتیں ہیں جو علی رضی اللہ عنہ میں پائی جاتی ہیں۔ انہوں نے جواب دیا:

۱۔ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت محبہ ﷺ کا آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقد ہوتا۔

۲۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ہر حالت میں اور ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں قیام کرنا۔

۳۔ اور عیبر کے دن آپ رضی اللہ عنہ کو حکم صلا ہوتا۔

(۳۵) امام حاکم کی روایت ہے کہ ابن عباس یہ فرماتے تھے کہ چار خصوصیتیں علی رضی اللہ عنہ میں ایسی ہیں جو کسی عرب کو میسر نہیں۔

۱۔ تمام عرب و عجم سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھنا۔

۲۔ ہر غزوے اور معرکے میں حکم اسلام کا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہونا۔

۳۔ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس پامردی سے ڈنا رہنا۔

۴۔ آنحضرت ﷺ کے غسل اور دفن کا اہتمام اپنے ہاتھ سے کرنا۔

(۳۶) بروایت امام حاکم أم المؤمنین حضرت أم سلمہ رضی اللہ عنہا نے ابی عبد اللہ جدلی سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا ہے تو اس نے کہا معاذ اللہ ایسا تو نہیں۔ حضرت أم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ

من سب علماً فقد سبني

کہ جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

(۳۷) ابی ملیکہ کی روایت ہے کہ ایک شامی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے چہر مارا اور فرمایا: اے دشمن خدا تو نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائی ہے اور قرآن مجید کی آیت پڑھی کہ ”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا گیا ہے۔“

(۳۸) زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ چند صحابہ نے اپنے مکانوں کے دروازے مسجد میں بنائے تھے ایک روز آپ ﷺ نے حکم دیا کہ سوائے علی رضی اللہ عنہ کے باقی سب کے دروازے بند کر دیئے جائیں۔ لوگوں نے چہ میگوئیاں شروع کر دیں تو آنحضور ﷺ نے خطبہ دیا اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ میں نے ماسوائے علی رضی اللہ عنہ کے باقی کے دروازے بند کرنے کا حکم دیا تو آپ میں سے کچھ لوگوں نے درپردہ اعتراض کیا۔ بخدا (ما سددت شہداً ولا فصحہ، ولكن امرت بشئ فانبعثه) میں نے اپنی مرضی سے نہ کوئی دروازہ بند کرایا اور نہ کھلا رکھا ہے مجھے تو جس چیز کا حکم دیا جاتا ہے میں اس کے مطابق عمل کرتا ہوں۔

(۳۹) ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلَا مَدِينَةُ الْوَلَدِ وَعَلَى بَنَاتِهَا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس شہر کا دروازہ ہے جس نے شہر میں داخل ہونا ہو وہ دروازے سے آئے۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میں شہر علم ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ جسے علم چاہیے وہ دروازے کے ذریعے آئے۔ (مسند رک حاکم)

(۴۰) زید بن ارقم سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو میری طرح زندگی بسر کرنا چاہتا ہے اور جس طرح میری موت ہوگی اس طرح سرخو مرنا چاہتا ہے اور اس جنت میں داخل ہونا چاہتا ہے جو میرے لئے مخصوص ہے اسے چاہیے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے محبت رکھے کیونکہ علی رضی اللہ عنہ ہمیں ہدایت سے باہر نہیں نکالے گا اور

گمراہی میں داخل نہیں کرے گا۔

(۴۱) ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں منافقین کو (۱) تکفیر خدا اور رسول ﷺ کی وجہ سے، (۲) نماز میں عدم شمولیت کی بناء پر (۳) اور علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے بغض کی وجہ سے شناخت کرتا تھا۔

(۴۲) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب قاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے علی رضی اللہ عنہ کے اٹھاس کا ذکر کیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا: اے قاطمہ رضی اللہ عنہا میرے لئے باعث مسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین میں سے دو افراد کو منتخب کیا ہے ایک میرے باپ کو اور دوسرے میرے شوہر کو۔

(۴۳) اِنَّمَا اَنْتَ مُبَلِّغٌ وَلِنُكَلِّمَنَّ قَوْمَهُمْ هَلْوَ کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منظر (امت کو خطاب الہی سے ڈرانے والے) ہیں اور میں ہادی ہوں۔

(۴۴) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آنحضور ﷺ حلال میں ہوتے تو ہم میں سے سوائے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کوئی آپ ﷺ سے ہم کلام ہونے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

(۴۵) انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت پر مامور تھا کہ ایک بھتا ہوا پرندہ کسی نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے دُعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اَلِیَّکَ ”اے اللہ تعالیٰ! جو تجھے ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اسے بھیج دے تاکہ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو جائے۔“ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری خواہش تھی کہ یہ شرف کسی انصاری کو نصیب ہو۔ علی رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مصروف ہیں۔ دوبارہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ دروازہ کھول دو۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور شریک طعام ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ پہلی مرتبہ تم نے کیوں نہ آئے دیا۔ میں نے جواب دیا: یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کی دُعا کے الفاظ سنے تو میری خواہش تھی کہ یہ شرف میری

قوم کے کسی آدمی کو ملے حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک آدمی اپنی قوم سے محبت کرتا ہے۔ (ترمذی)

(۳۶) عن عمار بن یاسر، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ جو حیرے ساتھ محبت رکھے اس کے لئے "طلوعی" ہے اور جو حیرے ساتھ عداوت اور بغض رکھے اس کے لئے "دول" ہے۔ "طلوعی" سے مراد بارخِ جنت اور "دول" سے مراد جہنم ہے۔

(۳۷) عن سلمان، فرمایا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے سب سے پہلے حوضِ کوثر پر وہ وارد ہوگا جس نے سب سے پہلے میری تصدیق کی اور وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہے۔

(۳۸) عن ابن سعد خدری، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ علی وفاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ عنہم بروئے قیامت میرے ساتھ ایک ہی مکان میں ہوں گے۔ زید بن ارقم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو ان چار سے جنگ کرے اس سے میری جنگ ہے اور جو ان سے صلح کرے اس سے میری صلح ہے۔

(۳۹) اسد بن زرارہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مجھے تین چیزوں کی وحی کی گئی کہ علی رضی اللہ عنہ سید المومنین، امام المسلمین، وقائد الفرائس المجلین ہیں۔ (صاحب کنز العمال کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وحی شبِ معراج ہوئی)۔

(۵۰) بریدہ فرماتے ہیں کہ مستورات میں سے جناب رسالت مآب ﷺ کو سب سے زیادہ پیاری فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور مردوں میں علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھے۔

(۵۱) جمیع بن عبیر کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ہمراہ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے پردے کے پیچھے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ سنے کہ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو سب مردوں سے زیادہ محبوب تھے اور مستورات میں حضور ﷺ کو سب سے پیاری فاطمہ رضی اللہ عنہا زوجہ علی رضی اللہ عنہ تھیں۔ أخرجه هذه الأحادیث كلها الحاكم في المستدرک

(۵۲) تنائی نے عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یا علی رضی اللہ عنہ آپ موسمِ سرما میں چٹا لباس پہنتے ہیں اور موسمِ گرما میں مولے کپڑے زیب تن فرماتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: کیا آپ غزوہِ خیبر میں موجود نہیں تھے۔ ابو لیلی رضی اللہ عنہ نے کہ میں موجود تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور وہ واپس لوٹے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور وہ لشکرِ سمیت واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ حکم کل اس مرد کو دوں گا جو اللہ اور رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوگا اور اللہ و رسول اللہ ﷺ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔ بھانگنے والا نہیں ہوگا رسول اللہ ﷺ نے میری طرف آدمی بھیجے میں آشوبِ چشم میں مبتلا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے لعابِ دہن لگایا اور دعا فرمائی کہ یا اللہ علی رضی اللہ عنہ کو سردی اور گرمی کی آفتوں سے محفوظ رکھنا۔ اس کے بعد مجھے کبھی گرمی یا سردی کا احساس تک نہیں ہوا۔

(۵۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: اے علی رضی اللہ عنہ سوائے مومن کے حیرے ساتھ کوئی محبت نہیں کرے گا اور سوائے منافق کے کوئی حیرے ساتھ بغض نہیں رکھے گا۔

(۵۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیتِ نبویؐ "اے ایمان والو! جب کبھی رسول اللہ ﷺ سے علیحدگی میں بات کرنا چاہو تو اس سے پہلے صدقہ دیا کرو" (سورہ مجادلہ) نازل ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کو اس آیت کے بارے میں تلاوت کہ ایک دینار صدقہ دے کر میرے ساتھ علیحدگی میں بات کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ یہ زیادہ ہے، فرمایا: نصف دینار: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے اکثر کی یہ حیثیت نہیں، فرمایا: پھر کتنا صدقہ ہونا چاہیے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ یہ تو ایک جو کے ماننے کے برابر صدقہ دے سکتے ہیں۔ اس پر حکم خدا نازل ہوا کہ کیا تم حضور ﷺ کے علیحدگی میں بات کرنے کے لئے صدقہ دینے سے ڈر گئے تو ہم نے صدقہ صاف کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میری وجہ سے

اور جب کسی نے حضور ﷺ سے علی رضی اللہ عنہ کی کوئی شکایت کی اور آپ ﷺ فرماتے علی کی شکایت نہ کیا کرو۔ وہ ذاتِ خدا کے بارے میں بڑا سخت ہے اور حشرِ الہی میں مستغرق رہتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اتمامِ منصبِ رسالت ﷺ کے لئے، نصرتِ اسلام کے لئے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کی ہے اور ایسی خصائیسِ اشراف میں صرف یدعانِ الہی سے پیدا ہوتی ہیں۔

اسی لئے آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی، وصی اور وارث قرار دیا تھا چنانچہ حاکم نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو دنیا و آخرت میں میرا ولی ہو۔ تو سوائے علی رضی اللہ عنہ کے کسی نے مثبت جواب نہ دیا اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا (انت ولی فی الدنیا و الآخرۃ) کہ تم دنیا اور آخرت میں میرے ولی ہو اور اس حدیث کی تفصیل بروایت نسائی پہلے بیان ہو چکی ہے۔ نیز امام حاکم نے ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر عمر ﷺ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں (اللہ علیہم ارحم الراحمین) کیا تم دین سے ایڑیوں کے بل ہٹ جاؤ گے؟

بخاری ۱۱ ہدایتِ الہیہ کے بعد ہم کبھی روگردانی نہیں کریں گے اور آنحضور ﷺ کی رحلت کے بعد میں اسی طرح لال کروں گا جس طرح رسول خدا ﷺ نے جنگیں کیں حتیٰ کہ میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں کیونکہ میں رسول خدا ﷺ کا بھائی، ولی، ابنِ ام اور آپ ﷺ کے علم کا وارث ہوں۔ مجھ سے زیادہ کون حقدار ہے؟

(۶۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خواہشاتِ نفسانیہ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا چنانچہ ابو عمر نے ایک اہلِ ایمان سے روایت کی ہے کہ ایک دن معاویہ نے ضرارِ سعدی سے کہا: اے ضرور ذرا علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف تو بیان کرو۔ ضرار نے مطررت چاہی مگر معاویہ نے اصرار کیا تو ضرار نے کہا:

”بخاری ۱۱ علی رضی اللہ عنہ خواہشاتِ نفسانیہ سے دور تھے۔ ان کا تقویٰ مضبوط تھا۔ ان کی باتیں حکیمانہ تھیں اور ان کے فیصلے عادلانہ تھے۔ وہ سرِ چشمہٴ علم و حکمت تھے وہ دنیا

کی لذتوں سے بے نیاز، تاریکیِ شب میں افکِ ریز تھے۔ ان کی سوچ میں گہرائی تھی، ان کا لباس مختصر اور سادہ اور ان کی خوراک روکھی سوکھی روٹی تھی۔ وہ ہر مسئلہ کا جواب دیتے مگر عجب اتنا تھا کہ مقررین کو بھی ابتدائے کلام کا یار نہ تھا۔ دینداروں اور مسکینوں کو عزیز رکھتے۔ کسی طاقتور کو ان سے اپنی کرتوتوں کی تائید کی امید نہ تھی اور کوئی کمزور آپ کے عدل سے محروم و مایوس نہ تھا۔ (ضرار کہتا ہے) کہ میں نے رات کے آخری حصے میں دیکھا کہ اپنی ریشِ اقدس کو ہاتھ میں لے کر مختصر ہاندہ انداز میں گریہ کناں تھے اور فرما رہے تھے: اے دنیا تو کسی اور کو فریب دے میں نے تجھ سے اس طرح ملیھگی اختیار کر لی ہے جس طرح کوئی آدمی طلاق پانن دے اور پھر رجوع کی امید نہ رہے۔

معاویہ یہ سن کر رو پڑے اور کہنے لگے: خدا ابو الحسن پر دم کرے وہ واقعی ایسے تھے ضرار ذرا یہ تو بتلا کہ تجھے علی رضی اللہ عنہ کی رحلت کا کتنا غم ہوا، ضرار نے جواب دیا جتنا ایک ماں کو اپنے اس شیرِ خوار کا ہوتا ہے جسے اس کی گود میں قتل کر دیا جائے۔

(۶۲) ابو عمر کہتا ہے کہ مالِ فتنے کی تقسیم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہی طریقہ اختیار کیا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ جب کوئی مال آتا آپ رضی اللہ عنہ اسے فوراً تقسیم کر دیتے اور مالِ فتنے میں کچھ نہ رکھتے اور فرمایا کرتے اے دنیا کسی اور کو فریب دینا۔ بیت المال سے اپنے لئے کوئی شے مخصوص کر کے نہ رکھتے اور نہ ہی کسی دوست یا رشتہ دار سے کوئی رعایت برتتے۔ گورنری کے لئے اہلِ دیانت و امانت کا انتخاب فرماتے اور اگر کسی کے بارے میں خیانت کی اطلاع ملتی تو اسے لکھتے۔

”تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے موعظہ آیا ہے۔ بیٹا نے اور تاپ تول میں انصاف کرو۔ کسی کی حق تلفی نہ کرو اور زمین میں فساد برپا نہ کرو۔“

جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے محفوظ رکھو۔ میرا آدمی آئے گا لے جائے گا پھر دعا فرماتے: اے اللہ تعالیٰ میں تیری مخلوق پر ظلم سے حکومت نہیں کرتا اور نہ تیرے حقوق میں کوتاہی کرتا ہوں۔

مجھ جی بھی یہی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیت المال کا سارا مال مسلمانوں

میں تقسیم کر کے بیت المال میں جھاڑ دلوادیتے اور پھر اس میں نماز ادا کرتے تاکہ یہ نماز بروز قیامت اس عمل کی گواہی دے۔

(۶۳) من جملہ دیگر فضائل کے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جتنے علوم آنحضرت ﷺ سے حاصل کئے انہیں محفوظ کر لیا اور بوقت ضرورت انہیں استعمال کیا۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں پتاہ مانگتا ہوں کسی ایسے حکیمہ امر سے کہ وہ میرے سامنے پیش ہو اور اس امر میں میری رہنمائی کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوں۔ چنانچہ شیخ الشیوخ سہروردی رحمہ اللہ نے "الصوارف" میں عبد اللہ بن حسن سے نقل کیا ہے کہ جب آیت وَتَوَصَّيْنَا الْكَافَّةَ نازل ہوئی جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ علی رضی اللہ عنہ کے کان کو ایسا بنا دے جو ہر بات کو محفوظ رکھ سکے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے کبھی کوئی چیز نہیں بھولی۔

(۶۴) سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس دو عقدے پیش ہوئے۔ ایک مجنونہ عورت کی بدکاری کا اور ایک چھ ماہ کے حمل کے بچے کا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے رحم کا حکم دیا۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجنون مرفوع اہکم ہے یعنی مجنون کے لئے کوئی سزا نہیں اور رہا چھ ماہ کا حمل تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَحَمْلُهُ فَتَكُونُ شَهْرًا کہ حمل اور دودھ بدحالی کی مدت تیس ماہ ہے اور رضاعت کی مدت دو سال (چوبیس ماہ) ہے لہذا چھ ماہ کے حمل کا بچہ طلال زادہ ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی حکیمہ مسئلہ آ جائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوں تو ایسے موقع کے لئے میں اللہ تعالیٰ کی پتاہ مانگتا ہوں۔

(۶۵) ابو عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہل مدینہ میں سب سے بڑے قاضی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ نیز نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا انصاف علی کہ تم میں سب سے بڑا قاضی علی رضی اللہ عنہ ہے لیکن مہاس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا کہ انصافنا علی ہم میں سے بڑا قاضی علی

رضی اللہ عنہ ہے۔

(۶۶) سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ سوائے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کسی اور "سلوی" کا دعویٰ نہیں کیا۔

(۶۷) ابو قتیل کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ میں نے خود سنا ہے فرماتے تھے مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں سوال کرو۔ بخدا کوئی آیت ایسی نہیں جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ وہ کب نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی ہے؟

(۶۸) عبد اللہ بن مہاس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بخدا اگر اس علم کے دس حصے ہوں تو ان میں نو حصے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوئے ہیں اور باقی ایک حصے میں تمام لوگ شریک ہیں۔

(۶۹) چونکہ عصر اور حضرت مرتضیٰ قوت شد دعا کرندعا آفتاب ہر گشت۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز صرف تھا ہوئی دعا فرمائی تو سورج پلٹ آیا۔ حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں کہ میں نے خود سورج کو پلٹے دیکھا ہے اس کے بعد شاہ صاحب نے ابن جوزی پر جرح کی ہے کہ ابن جوزی نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے حالانکہ لمواد نے "مشکل الآثار" میں اسماء بنت عمیس سے دو طریقوں سے یہ روایت درج کی ہے۔

وهذا ان الحديثان ليعان ورواهما ثقات قلنا قاضي عياض في الشفاء وابن سيد الناس في بشرى النصب و صححه أبو الفتح الأذري وحسنه أبو زرعة بن عراقی و شيخنا الحافظ جلال الدين السيوطی في الدرر المنتشرة في الاحاديث المشهورة

(۷۰) صاحب الریاض نے اصغ بن ذہب سے ذکر کیا ہے کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہم سفر تھے اور اس مقام سے گزرے جہاں آج کل قبر امام حسین رضی اللہ عنہ ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مقام پر فرمایا: یہ جگہ ہے جہاں "حسین (رضی اللہ عنہ)" اور اس کے ساتھی "آتریں" گئے اور یہ مقام ہے جہاں ان کا خون گرے گا۔ آل محمد رضی اللہ عنہ کے جو لو جوان اس جگہ قتل کئے جائیں گے ان پر آسمان اور زمین گریہ کریں گے۔

(۱۷) امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس دو آدمیوں کے جھگڑے کا مقدمہ پیش ہوا اور آپ ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک آدمی نے پکارا: یا علی (رضی اللہ عنہ) دیوار مگر نے والی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تم جاؤ اللہ حافظ ہے۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے دونوں آدمیوں کے درمیان فیصلہ کر دیا تو پھر دیوار مگر۔

(۷۲) علی بن رضوان سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان فرمائی تو ایک آدمی نے آپ رضی اللہ عنہ کی تکذیب کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تو سچا ہے تو میں دُعا کروں؟ اس نے کہا: بے شک، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف دُعا کی اور آپ کا دُعا کرتا تھا اور اس کی بیعتی زائل ہو گئی۔

(۷۳) ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ میں گیا تو گھر سے بجلی چلنے کی آواز آرہی تھی میں نے دیکھا کہ بجلی بغیر کسی چلانے والے کے چل رہی تھی۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لے کر دربار رسول ﷺ میں پہنچا تو آنحضرت ﷺ نے میری کیفیت دیکھ کر پوچھا: ابو ذر رضی اللہ عنہ کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں نے آج ایک عجیب بات دیکھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں بجلی بغیر کسی چلانے والے کے چل رہی تھی۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: اے ابو ذر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر اتر آتے ہیں انہیں آل محمد ﷺ کی معاونت کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔

(۷۴) فضالہ بن ابی فضالہ سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے "بیت" میں گئے میرے باپ نے آپ کی حالت دیکھ کر کہا: یا علی رضی اللہ عنہ اگر آپ اس جگہ فوت ہو گئے تو چھ ہجرتوں کی جغیرہ و عین کریں گے میں آپ کو مدینہ لے کر چلتا ہوں وہاں اصحاب رسول رضی اللہ عنہم آپ پر نماز پڑھ سکیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں اس مرض سے وفات نہیں پا سکتا کیونکہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: اے علی! تجھے اس وقت تک موت نہیں آ سکتی جب تک کہ تیری پشتانی کے

خون سے تیری ریش مبارک رنگین نہ ہو جائے۔ یہ ابو فضالہ بدری تھے اور صفین کی جگہ میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور اسی جگہ میں شہید ہوئے۔

(۷۵) ابو عمر نے عبیدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شہادت سے قبل جب اینٹیں ملجھ کر دیکھا تو فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عقلی کہ میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور یہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔

(۷۶) عمر بن کعب قرعی کہتا ہے کہ ملی رضی اللہ عنہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قرآن جمع کر لیا تھا۔

(۷۷) رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تجھے میرے بعد تکالیف اٹھانی پڑیں گی نیز فرمایا: ضیفن فی صدور و اقوام لا یهدونہا لک إلا من بعدی (لوگوں کے دلوں میں تیرے خلاف کینہ ہے اور اس کینے کو میرے بعد ظاہر کریں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ دین کی سلامتی کے ساتھ، فرمایا: ہاں تیرے دین کی سلامتی کے ساتھ۔

(۷۸) حاکم نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے علی رضی اللہ عنہ نے مجھے چھوڑا اس نے اللہ کو چھوڑا اور جس نے تجھے چھوڑا اس نے مجھے چھوڑا۔

(۷۹) حاکم نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ قرآن کے ساتھ اور قرآن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں عرض کوڑ پر میرے پاس پہنچے تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔

(۸۰) حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

”اے خدا حق کو ایسا بنا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کی پیروی کرے یعنی جد مر علی رضی اللہ عنہ ہوں اور علی حق ہوں“

اللَّهُمَّ اِنِّدِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ مَكَارَ

یہ ہے مسلک اہل سنت

خصائص سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

امام احمد رضا رحمہ اللہ کا موقف

علامہ محمد ظیل الرحمن قادری

ہم نے ماہنامہ "سوائے" مجاڑ ۱۴۱۰ھ کے اپریل ۲۰۱۰ء کے شمارے میں امام العارفین حسین قاسم خیر باب علیہ السلام کے انکھولنے کے بارے میں ایک مضمون لکھا تھا جس کی دوسری قسط ذیل نظر شمارے میں شامل ہے ان شاء اللہ یہ مضمون قسط وار قارئین کرام تک پہنچتا رہے گا۔ ہمارا ارادہ تھا کہ ہم اپنی یہ معروضات اس سلسلہ وار مضمون کے تحت اور جگہ کے طور پر پیش کریں گے لیکن بعض محدود اطلاعات کے مطابق یہ پتہ چلا ہے کہ "ضرب حیدری" کے مؤلف جو سائیکس قلام رسول قاسمی یہ فرما رہے ہیں کہ انہوں نے خصائص علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے مسئلہ تفصیل پر اہل سنت والجماعت کے موقف سے کوئی انحراف کیا ہے وہ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ اگر انہوں نے مسلک اہل سنت سے انحراف کیا ہوتا تو ممتاز اور جید علماء کرام کی ایک بھاری تعداد ان کی تالیف "ضرب حیدری" پر تقاضا کیوں لگتی؟ لہذا ہم نے ضروری سمجھا ہے کہ ہم اپنی یہ معروضات اس الگ مضمون کے طور پر بلا تاخیر شائع کر دیں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے مسئلہ تفصیل پر اہلسنت کا موقف بالکل واضح ہے کہ جمہور اہلسنت خلیفہ اول، یا رہنما رسالتی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو انبیاء علیہ السلام کے بعد سب سے افضل مانتے ہیں ان کے نزدیک یہ افضلیت کلی ہے جبکہ جزوی تفصیلی کسی بھی مفضل کو حاصل ہو سکتی ہیں بالخصوص سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے خصائص تو تمام صحابہ کرام سے بڑھ کر ہیں لہذا اگر جزوی افضلیت کا انکار کر دیا جائے تو خصائص کا انکار لازم آئے گا کیونکہ

خصائص کہتے ہی ان فضائل کو ہیں جو صاحب فضائل کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہ ہوں۔ امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خان قادری بریلوی رحمہ اللہ نے جس شدت کے ساتھ فرقہ تفضیلیہ کا تعاقب کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر انہوں نے ان حضرات کی بھی گرفت فرمائی ہے جنہوں نے دیگر صحابہ کرام بالخصوص سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے خصائص اور ان کی جزوی افضلیتوں کا انکار کیا ہے اور حضرات شیخین یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی من جمیع الوجوہ افضلیت ثابت کرنے کی سعی بامراد کی ہے۔ اس سے پیش تر کہ ہم اہل سنت حضرت بریلوی کی تالیف "مطلع القمین" سے اس مسئلہ پر طویل اقتباس پیش کریں، ضروری ہے کہ ہم قارئین پر یہ واضح کر دیں کہ صاحب ضرب حیدری نے خصائص سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا انکار کیسے کیا ہے اور وہ ان کی جزوی افضلیتوں کے منکر کیسے ہوئے ہیں؟ وہ رقمطراز ہیں:

"جہاں مولا علی کے فضائل جو کتب میں مذکور ہیں ان کی کیفیت اور قوت شیخین کے فضائل سے بڑھ کر نہیں ہے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ کے تمام فضائل اور ان کی عظمت مسلم ہے مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کا امامت کے مسئلے پر کھڑا کر دینا ان تمام فضائل پر حاوی ہے۔" (ضرب حیدری، صفحہ ۱۲۰)

جب موصوف کے نزدیک مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل قوت اور کیفیت میں شیخین رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر نہیں تو اس کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ موصوف نے اپنی کتاب میں اگرچہ سنیوں کو دھوکہ دینے کیلئے چند مرتضوی خصائص کا ذکر کر دیا ہے لیکن اپنے اصل مقصد سے پردہ یہ کہہ کر اٹھایا ہے کہ مولائے کائنات کے فضائل کیفیت اور قوت میں شیخین کے فضائل سے بڑھ کر نہیں۔ دوسرے الفاظ میں انہوں نے یہ کہہ کر خصائص مرتضوی کا صاف انکار کر دیا ہے اور یہ کہہ کر تو انہوں نے مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ اپنے بعض کی انتہا کر دی ہے کہ مولائے کائنات کے تمام فضائل پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کا امامت کے مسئلے پر کھڑا کر دینا ہماری ہے۔ اب ہم مطلع القمین سے اقتباس

پیش کرتے ہیں:

”سبب اس صراط مستقیم کا نام ہے جس میں ”لہ یجعل لہ عوجا“
 طرفین افراط و تفریط کی طرف میلان بخدا حرام ہے۔ لہذا ہم جس طرح ان
 تہرات میں اپنے مخالف اول یعنی فرقہ تفضیلیہ کے خیالات باطلہ و ادھام عاقلہ کی
 تصحیح کرنی چاہتے ہیں واجب ہے کہ کچھ دیر ادھر سے ہاگ پھیر کر دو چار باتیں ان
 حضرات سے بھی کر لی جائیں جنہوں نے بعض متاخرین ہند کے بعض کلمات زور
 آزمائی دیکھ کر بداعت محض و شہادت نقل کو بالائے طاق رکھا اور حضرات شیخین یا جناب
 صدیق اکبر ؓ کی تفصیل من جمیع الوجوہ کا دعویٰ کر دیا کہ جس طرح وہ فرقہ متفرقہ
 ہماری طریق مراد میں سنگ راہ ہے ان لوگوں کی غلطی بھی چشم انصاف میں خار و امان
 نگاہ ہے۔ جب طرفین کے شبہات کا علاج ہو جائے گا تو ہم ان شاء اللہ اپنے نزدیک
 جو معنی تفصیل ہیں ان کے چہرہ تحقیق سے نقاب اٹھائیں گے کہ مقصود اعظم ان مباحث
 سے وہی ہے وہاں اللہ العلیق۔

اب ذرا تہرہ اولیٰ کی تقریر پر دوبارہ نظر ڈالیں کہ جس طرح اس سے یہ امر
 مصرح و ضوح پر جلوہ گر ہو چکا کہ مجرد کسی فضیلت سے اختصاص منافی فضیلت و اکرمیت
 نہیں ورنہ ناقض یقین لازم آئے کہ صحابہ میں اکثر حضرات فضائل خاصہ سے ممتاز تھے جو
 ان کے غیر میں نہ پائے جاتے اور ہمیں وہ بعض اصحاب خلفاء اربعہ سے افضل قرار
 پائیں اور وہ خلاف اجماع ہے اسی طرح یہ مقدمہ بھی اٹھائے نام پا چکا کہ ان حضرات
 میں ایک کو دوسرے سے ہجمہ وجوہ افضل اور تمام افراد عبادہ میں اعلیٰ و اکمل نہیں کہہ
 سکتے ورنہ خصائص خاصہ نہ رہیں کمالا مطلق۔ فقیر حیران ہے یہ حضرات مفضولیت
 مطلقہ و اختصاص بخصائص میں مناقات نہ مانیں گے یا مولے علی ؑ کے مناقب
 خاصہ ہی سے انکار کر جائیں گے۔ خدا را ذرا آنکھ کھول کر کتب حدیث دیکھیں۔ جس
 قدر خصائص وافرہ حضرت مولے ؑ (علی ؑ) کے مالک و مولے نے انہیں عطا فرمائے
 ہیں دوسرے کو تو ملے ہی نہیں پھر صریح آفتاب کا انکار کیونکر بن پڑے گا۔ بخدا اللہ

ہمارے آقائے نامدار پر ”وہضنا لك ذکرت“ کا ایسا پرتو جلنے ہے کہ ان کے فضائل
 ہماری شر و تذکیر کے محتاج نہیں نہ ہماری قدرت اس کی وسعت رکھے مگر حبیب کا ذکر
 حبیب اور رحمت الہی کا نزول قریب لہذا شوق دل جوش دن ہے کہ شیخین ؑ کی
 تفصیل من جمیع الوجوہ ماننے والے ذرا تسخیل کر ہمیں بتائیں کہ وہ کون تھا جسے
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ مختلف چیزوں سے ہیں اور میں اور وہ ایک و رحمت
 سے، ہاں وہ علی مرتضیٰ ؑ (علیہ السلام) ہے مصطفیٰ کی شاخ اور آل مصطفیٰ کی جڑ صلہ اللہ تعالیٰ
 علیہ و علیہم و سلم۔ ہاں وہ کون تھا جسے نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر میں بھیجا جب
 وہ پیارا محبوب روانہ ہوا تو محبت مصطفیٰ ﷺ نے جوش مارا اور حضور ﷺ نے دونوں
 ہاتھ بلند فرما کر دعا کی ”اللہم لا تمنی حقی تمنی علیا“ الہی مجھے دنیا سے نہ اٹھانا
 جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں، ہاں وہ علی ہے محبوب خدا و مطلوب مصطفیٰ ﷺ۔ ہاں وہ
 کون ہے جس کی نسبت مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہے۔ اللہ نے ہر نبی کی ذریت اس کی
 ملب میں رکھی اور میری ذریت اس کی پشت میں، ہاں وہ علی ہے ابوالباقیہ الطاہر
 کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ ہاں وہ کون ہے جسے بشارت ہوئی ہے کہ تو رسول قیامت حیم نار
 و جان ہے ہاں وہ علی ہے سید الانبیاء و قاتل الکفار ؑ۔ ہاں وہ کون ہے جسے اس
 معراج کے جانے والے عرش پر قدم رکھنے والے نے حکم دیا میرے کندھوں پر چڑھ کر
 سق کعبہ سے بت گرا دے اور جب وہ بلند اختر چڑھا اپنے کو ایسے مقام رفیع پر پایا
 کہ فرماتا ہے ”انہ لم یصل الی انی لو شئت لقلت أفق السماء“ مجھے خیال آتا تھا اگر
 چاہوں تو آسمان کا کنارہ چھو لوں، ہاں وہ علی ہے ہالامزول والا مرتبت کرم اللہ تعالیٰ
 وجہہ الکریم۔ ہاں وہ کون ہے جسے رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں ساتھ نہ لے گئے
 عرض کیا حضور ﷺ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں ارشاد ہوا کیا تو
 راضی نہیں کہ تو مجھے بخولہ ہارون ؑ کے ہو مولا ؑ (علیہ السلام) سے مگر میرے بعد نبی
 نہیں، ہاں وہ علی ہے برادر احمد خلیفہ احمد ؑ۔ ہاں وہ کون ہے جو تمام مسلمانوں کا
 مولے بنا اور بتا کہ ایک ارشاد ہوا جس کا میں مولا اس کا یہ مولا الہی دوست رکھ اسے جو

اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اس سے دشمنی کرے، ہاں وہ علی ہے امیر المؤمنین مولا المسلمین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔ ہاں وہ کون ہے کہ روزِ خیر مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کل یہ نشان اسے دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی خدا اور رسول اسے پیارے اور وہ خدا اور رسول کا پیارا، درات بھر لوگوں میں چرچا رہا کہ دیکھئے کسے خطا ہو سچ۔ حضور ﷺ نے اس فتح نصیب کو بلا کر نشان عطا کیا، ہاں وہ علی ہے حز اسلام و شیرِ مرقم ﷺ۔ ہاں وہ کون ہے کہ مصطفیٰ ﷺ نے اپنی مسجد اقدس میں بحالت جنابت گذرنا اپنے لیے جائز کہا یا اس کے لیے، ہاں وہ علی ہے طاہر الطہر طیب احمر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔ ہاں وہ کون ہے کہ جب مصطفیٰ ﷺ نے اپنے اصحاب کرام میں مواخات کی وہ مصطفیٰ ﷺ کا پیارا روتا آیا کہ مجھے کسی کا بھائی نہ بتایا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "آنت اعنی فی الدنيا والاخرۃ" تو تو میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں، ہاں وہ علی ہے آفتابِ مکارم و ماہتابِ نبی ہاشم ﷺ۔ ہاں وہ کون ہے جسے فصلِ قضا و رفعِ خصومات میں تمام صحابہ پر ترجیح دینے سے حتیٰ کہ عمر (رضی اللہ عنہ) جیسا خلیفہ بلندِ رجب پناہ مانگے اس قضیہء دشوار سے جس میں وہ حاضر نہ ہو اور عمر (رضی اللہ عنہ) بار ہا کہے اگر وہ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا، ہاں وہ علی ہے صاحبِ رائے قاطب و فکر صائب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔ ہاں آج کس شیرِ شہزادہ نے خضہناک ہو کر سپر ہا تم سے گری ہے تو خیر جیسے قلعہ کا دروازہ اکیڑ کر سپر بتایا ہے جس کے زور بازو کا مٹا اعلیٰ میں شور مچ گیا ہے۔

ہاں وہ علی ہے (رضی اللہ عنہ) اسدِ حیدرِ حنیف حضرت ﷺ۔ ہاں آج میدانِ احد میں کس صفِ حسنِ شمشیر زن شیرِ آفتاب نے تیغِ شہرہار کی وہ بجلیاں چمکائی ہیں کہ لشکرِ ظفر و کبر مصطفیٰ ﷺ میں منادی نکار رہا ہے لا سیف الا للفقار۔ ولا فی الا علی المکوار۔ ہاں وہ علی ہے شیرِ خدا ہارو مصطفیٰ۔ ہاں وہ کون ہے جسے روزِ قیامت ساقی کوثر بتائیں گے اور اس کے ہاتھ سے تشنگانِ امت کو سیراب فرمائیں گے، ہاں وہ علی ہے امہِ سخاوت بحرِ کرامت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔ ہاں وہ کون ہے کہ معرکہء صراخ کا بندوبست اس

کے ہاتھ ہوگا جب تک وہ پروانہ اجازت نہ لکھ دے گزرنہ ملے گا، ہاں وہ علی ہے ہادی کریم و صراطِ مستقیم ﷺ۔

اے رضائے دل افکارِ ہماری تو جان زار اس ماہِ روئے گلزارِ گلِ روئے ماہِ رخسار کی ہر ادائے شیریں پر غار جو قلمۃ الزہرا (رضی اللہ عنہا) جیسی دولہن کا دولہا بنا اور انت معی و انا معک کا سہرا بندہ حامدِ حق و قاروق (رضی اللہ عنہ) نے درخواست کی مغربی کے مذر سے قبول نہ ہوئی اور جب علی نے عرض کیا مر حبا و اھلاً جواب ملا "فلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم" ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "کانت لعلی ثمانية عشر منقبۃ ما کانت لاحد من هذا الامة" یعنی علی کے لیے شاندار مقصص ایسی ہیں کہ جو امت میں دوسرے کسی کیلئے نہیں، امیر المؤمنین قاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں "کانت لعلی ثلث عصا لآن تكون فی عصلة منها احب الی من حمز النعم" یعنی علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) تین نعلتیں ایسی دے گئے کہ اگر میرے لیے ان میں سے ایک ہوتی تو وہ سرخ انگڑوں سے بھی زیادہ مجھے پیاری ہوتی، یہ ایک شل ہے عرب میں نہایت محبوب چیز کے لیے مسلسل دعا ہی، دریافت کیا گیا کہ وہ نعلتیں کیا ہیں؟ "قال تو وجہہ البقیۃ" فرمایا حضور ﷺ کا اپنی بیٹی انہیں دنیا، "وسکنا فی المسجد لایحل لی فیہ ما یحل لہ" اور ان کا مسجد میں رہنا کہ میرے لیے اس میں حلال نہیں جو انہیں حلال ہے "والرأیۃ یومہ عید" اور روزِ خیر کا نشان۔

اے عزیزِ اصوفیاء کے دل سے پوچھ جو احسانات ان پر اس جنابِ آسمانِ قباب کے ہیں خدا تک وصول ہے ان کا دامن پکڑے محال اور راہِ سلوک میں قدم رکھتا ہے ان کی حمایت اور اعانت کے خام خیالی۔ تجلیل و ارشادِ باطنی کا سہرا اسی گوشہ بزمِ عرفان کے سرِ شہرا۔ غوثِ قلب ابدال اوتاد اسی سرکار کے محتاج اور طالبانِ وصل الٰہی کو اسی ہارِ گاہ کی جبینِ سائی معراج۔ سلامی جس کے در کا ہر ولی ہے، علی ہے، ہاں علی ہے، ہاں علی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی نیابت عامہ و خلافت تامہ حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ
وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کو حاصل عالم علوی وقلی میں ان کا حکم جاری۔ فرمان
روائے گمن کو ان کی زبان کی پاسداری۔ تدبیر و تصرف کی ہاگیں ان کے ہاتھ میں دی
گئیں اور کاروبار عالم کی سنجیاں ان کے قبضہ اقتدار میں رکھی گئیں۔ مشور خلافت مطلقہ
و تفویض تامہ کا ان کے نام نامی پر پڑا گیا اور سکھ اور خطبہ ان کا ملا ادنیٰ سے عالم بالا
تک جاری ہوا۔ دنیا و دین میں جو جسے ملتا ہے ان کی ہارگاہ عرش اسماء سے ملتا ہے۔
حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ”اعطیت مفاتیح الدنیا“ (مجھے زمین کی سنجیاں دی
گئیں اور فرماتے ہیں) ”اوتمت مفاتیح کل شئی“ (مجھے ہر چیز کی سنجیاں عطا ہوئیں)
علماء فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ خزانہ راز ہیں اور انہی کے توسط سے عالم کے سب کام
نفاذ پاتے ہیں ان کے غیر سے نہ کوئی حکم نافذ ہوتا ہے نہ ان کے سوا دوسرے سرکار سے کوئی
نعمت خلق پر فائض ہو جو چاہے ہیں وہی ہوتا ہیں، عالم میں کوئی ان کے ارادہ و مشیت
کا پھیرنے والا نہیں۔ امام ربانی احمد بن محمد خلیف قسطنطنی شارح صحیح بخاری شریف
مواعظ المحدثین و مع محمدیہ میں فرماتے ہیں:

لہو ﷺ و ان تا عرت طہنتہ قد عرت قیمتہ لہو عزاتہ السرو موضع
لفوذا الامر فلا یفلح امر الامتہ ولا یفلح غیر الامتہ

(الیٰ ان قال) اذ الامر امرا لایکون علائہ و لیس لذلک الامر فی الکیون

صاف

پھر حضور ﷺ کی ہارگاہ میں یہ کار خلیفہ و منصب جلیل حضرت مولائے کائنات
کریم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مرحمت ہوا۔ تمام اقطاب عالم اس جناب کے زیر حکم،
سرودوں پر سرودی، افسروں پر افسری، جملہ احکام عزل و نصب و عطا و منہ و کن و کن انہی کی
سرکار والا اقتدار سے شرف امضا پاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حاجت امتان عالم اپنے
مطالب و مقاصد میں ان سے استمداد کرتے اور آستان فیض نشان پر سراپاوت دھرتے
ہیں یہاں تک کہ عرف مسلمانان میں مولائے مشکل کشا اس جناب کا نام ٹھہرا اور ”ناو علیا

مظہر الجماعہ“ کا غلطہ سک سے ساک تک پہنچا۔

(مظہر القمین فی اہانتہ سبقتہ العمدین، قلمی نسخہ، صفحہ ۲۹، ۳۵)
آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص مرتضوی کا انکار کرنے
والوں اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو من جمیع الوجوہ افضل ماننے والوں کی کس طرح
خبر لی ہے انہوں نے حاشیے میں لکھا ہے: ”اصول میں مبرہن ہو چکا کہ حد کیلئے
معلوم نہیں اور ایک حد کا ذکر زیادت کا مٹانی یا زائد کا مٹانی نہیں، سرور عالم ﷺ
فرماتے ہیں ”فضلت علی الانبیاء ہست“ یعنی میں انبیاء پر چھ ہاتوں پر تفصیل دیا گیا
حالانکہ حضور ﷺ کی وجہ تفصیل حد احصا سے خارج ہیں ہم نے یہاں یہ جمعیت ابن
مہاسن رضی اللہ عنہما ائمہ خصائص پر اختصار کیا اور جو چھوڑ دیا اس سے بدرجہا زیادہ ہے جو قید
تحریر میں آیا اللہ اعلم۔“

(حاشیہ، مظہر القمین فی اہانتہ سبقتہ العمدین، قلمی نسخہ، صفحہ ۳۸)
دوسری طرف صاحب ضرب حیدری کا حال دیکھئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سیدنا
ابن مہاسن رضی اللہ عنہ نے آپ کے خصائص حیرا (۱۳) بتائے ہیں اور ان کے اپنے قلم کو
صرف سات خصائص کے تذکرہ کے بعد بل پڑ گئے، جبکہ امام اہل سنت یہ فرما رہے ہیں
کہ انہوں نے یہ جمعیت ابن مہاسن رضی اللہ عنہما ائمہ خصائص مرتضوی پر اختصار کیا ہے اور
مولائے کائنات ﷺ کے خصائص ان سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ صاحب ضرب
حیدری اس مقام پر ضرور غور فرمائیں امام اہل سنت نے تو در قلم خصائص مرتضوی
کے بیان پر صرف کیا جبکہ وہ ان کے برعکس مولائے کائنات کے مسلمہ خصائص کے
انکار پر ساری توانائیاں صرف کر رہے ہیں بھلا ان کو فکر رضا کے ساتھ کیا لبت ہو
سکتی ہے؟ اور وہ کیسے دعوئی کر سکتے ہیں کہ وہ اسی مسلک شرف و احدال پر گامزن
ہیں جسے مسلک اہل سنت اور مسلک رضا کہا جاتا ہے؟ ہر مسئلہ قاریہ نگاروں کا تو یہ
علم اہل سنت ہمارا سرمایہ ہیں انہوں نے یہ قاریہ کیونکر تحریر فرمائیں اس کی کئی وجوہ
ہو سکتی ہیں:

اولاً

ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ضرب حیدری کا بالاسمعیاب مطالعہ نہ فرمایا ہو اور چند مقامات پڑھنے پر ہی اکتفا فرمایا ہو اور یوں یہ زہر ناک عبارات ان کے مطالعہ میں ہی نہ آئی ہوں۔

ثانیاً

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صاحب ضرب حیدری نے ان بزرگوں کو تقارید کے حصول کیلئے جو مسودہ بھیجا ہو وہ ان زہر ناک عبارات سے پاک ہو اور تقارید کے حصول کے بعد انہوں نے یہ عبارات موقع پا کر اپنی تالیف میں شامل کر دی ہوں۔ لیکن اب ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری یہ گزارشات سامنے آنے پر ضرب حیدری پر تقارید لکھنے والے علمائے کرام اپنی تقارید پر ضرور نظر ثانی فرمائیں گے اور کم از کم اس کتاب میں موجود قابل اعتراض مواد سے برأت کا اظہار بھی فرمائیں گے۔

صدیقِ نکسِ حسنِ کمال محمد ﷺ است
فاروقِ ظلِ جاہ و جلال محمد ﷺ است
عثمانِ ضیائے شمعِ جمال محمد ﷺ است
حیدرِ بہارِ باغِ خصال محمد ﷺ است
اسلامِ با اطاعتِ خلفائے راشدین ☆
ایمانِ با محبتِ آلِ محمد ﷺ است

☆ مراد پانچوں خلفائے راشدین ہیں (شمولِ خلیفہ راشد سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ)

محمد اور علی ، لعینک لعین
طسم اس راز کا مجھ سے ڈرا من
محمد سے جو حرف ”م“ لے لے

طی کی ”ع“ کو بھی تو الگ ٹھن

ہے ان کا حاصلِ نعم ایک سو دس
”علی“ ظاہر ہوئے سر کو ڈرا دھن

جو باقی ”محمد“ اور ”علی“ نہ گئے ہیں

وہ اعداد محمد (ﷺ) ، ظہر کن

(علیہ: سلطان اشہاء حضرت طارق سلطانچہری)

مولود کعبہ

- ☆ ”تذکرہ ولادت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ“..... علامہ سید حکمت علی شاہ گیلانی
- ☆ علامہ محمد طویل الرحمن قادری
- ☆ ”مولود کعبہ کون“ کا ملکی خاکہ..... علامہ قاری تمہور احمد فیضی
- ☆ ”مولود کعبہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ“..... مفتی محمد عارف حسین گولڑوی مماتوی

مولود کعبہ نمبر
سرای الوارہ رضا جوہر آباد

وطن عزیز کے صحت افزا مقام وادی سون سیکس کے سنگم

نوشہرہ میں علم و عرفان، دین و دانش اور تعلیم و تربیت کا معیاری ادارہ

جامعہ مدینۃ النبی

جو دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے نصاب کے مطابق

نسل نو کی علمی و فکری تربیت کا فریضہ بھارہا ہے

بانی

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد مسعود نظامی

پرستش

پروفیسر علامہ جاوید اقبال کھارا

ایسٹ

قوم کے نو نیاہوں کو اس مادر علمی کے ساتھ وابستہ کریں
اور اپنے ہر طرح کے تعاون کے ذریعے اس کار خیر میں
اپنے حصے کا کردار ادا کریں

وما توفیقی الا باللہ

جامعہ مدینۃ النبی

نوشہرہ وادی سون ضلع خوشاب

0334-6773392, 0301-6773392

وجہ اللہ در بیت اللہ

تذکرہ ولادت علی المرتضیٰ علیہ السلام

کعبہ اللہ میں ولادت علی علیہ السلام کے موضوع پر بے مثل تحقیق

علامہ سید عسکرت علی شاہ گیلانی ☆

ابن مولدہ عن طہب عنصرہ یا طہب معتدو منہ و معتدو

○

اکرم بہ نسباً طہب عنصرہ اصلاً و فرعاً وقد سادت بہ الہبش

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ امام الاولیاء مولائے کائنات سیدنا حیدر کرار علی

المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت غاتہ کعبہ میں ہوئی اور آدم علیہ السلام سے لے

کر آج تک تاریخ انسانیت میں یہ سعادت و شرافت کسی اور کے حصے میں نہیں آئی ہے۔ دنیا

کے ہر خطے کے مسلمان جانتے ہیں کہ مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کعبہ شریف میں

پیدا ہوئے اور یہ آپ کی خصوصیت و امتیازی شان ہے۔ اس واقعے کو رب کریم نے اتنی

شہرت دی ہے کہ اہلسنت و اہل تشیع کے علاوہ غیر مقلدین (المجسوس) نے بھی اپنی معتبر

کتابوں میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اگر کسی عالم دین نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر نہیں تو

انکار بھی نہیں کیا۔ چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد ملحق اقتدار صاحب نے اس واقعے کا

انکار کیا۔ اپنی طرف سے تو انہوں نے اس کو تحقیق کا نام دیا اور ہندو دلائل سے اس کا انکار

کیا مگر یہ تحریر پڑھنے کے بعد قارئین پر واضح ہو جائے گا کہ ملحق موصوف فلانہی کا انکار ہو

گئے ہیں یا ضد اور تعصب کی وجہ سے انہوں نے یہ سچی نام لکھ کر فرمائی ہے۔

ان کے دلائل تاریکوت سے زیادہ کمزور ہیں بلکہ کچھ پوچھتے تو یہ کہنا سو فیصد درست ہے کہ مفتی صاحب نے تحقیق سے کہیں زیادہ جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ ان کی تحریر کے ایک ایک لفظ سے غیظ و غضب نمایاں ہے انہوں نے تحقیق کی راہ احتیال سے ہٹ کر تشدد کا راستہ اپنایا ہے جو اس پڑھے لکھے دور میں خصوصاً علمائے کرام کیلئے بالکل مناسب نہیں ہے۔ مفتی صاحب کے فتویٰ ”مولودِ کعبہ نہیں ہیں“ سے اہلسنت میں کافی اضطراب اور بے چینی کی کیفیت پیدا ہوئی ہے موصوف کے معتقدین اور مریدین سمجھتے ہیں کہ دلائل کا بہت بڑا سرمایہ ان کے ہاتھ آ گیا ہے مگر ہمیں یہ احساس ہے کہ اس قسم کے مسائل میں رسالہ ہاڑی اچھی عادت نہیں ہے اور اس نازک دور میں امت کے افراد کو اس قسم کے غیر ضروری مسائل میں الجھانا اچھی کوشش نہیں ہے اس مسئلہ کو زیادہ اچھالنے والے محمد سجاد نعیمی صاحب ہیں جنہوں نے یہ فتویٰ ایسٹ آباد شہر میں مختلف لوگوں تک پہنچایا اور اس سے ان کو بڑی خوشی و مسرت حاصل ہوئی۔ ان کی لہانی مظلوم ہوا کہ فون پر مفتی صاحب سے لندن میں گفتگو ہوئی، جو فرماتے ہیں کہ اگر میرے فتویٰ کا کوئی جواب الجواب کیسے تو فوراً مجھے ارسال کر دو پھر میں جواب لکھوں گا اس قسم کی باتیں سن کر ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ مفتی صاحب اصلاح و درستی کی منزل سے آگے گزر چکے ہیں لہذا بارگاہ رسالت و ولایت سے لگاؤ و لطف و حمایت کی درخواست کرتے ہوئے یہ چند سطور لکھنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ متعجب صرف یہ ہے کہ عوام الناس میں سے جن کے ذہنوں میں خلفشار پیدا ہو چکا ہے وہ دور ہو جائے۔ مولودِ کعبہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ذات گرامی سے محبت اور ولی و ابلیغی کا تقاضا بھی ہے کہ آپ کی ذات مقدسہ اور شرفِ عظیم کے بارے میں جو چوٹی الجھاؤ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔ یقیناً کال ہے کہ اہل ایمان ہماری اس کاوش کو تحسین کی نظر سے دیکھیں گے۔ اگر یہ تحریر پڑھتے ہوئے آپ کو کسی مقام پر لہجے کی بخٹی محسوس ہو تو اس کو نہ موم نہ جائے گا کیونکہ اگر کسی کے ماں باپ کے بارے میں ایسا گستاخانہ اعزاز اختیار کیا جائے تو وہ ناقابلِ برداشت ہوتا ہے۔ مفتی

صاحب نے اس فتویٰ میں مولودِ کعبہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی والدہ محترمہ کیلئے جو جملے استعمال کیے ہیں انہیں پڑھتے ہوئے دل خون کے آنسو روتا ہے۔ صرف آپ حضرات کی اطلاع کیلئے لڑتے قلم اور تڑپتے ہوئے دل کے ساتھ یہ جملے نقل کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیے مفتی صاحب لکھتے ہیں ”قائلہ بنت اسد ایسی نازک حالت میں گھر سے نکل ہی کیوں؟ بااخلاق عورتیں تو احتیاطاً پانچ چھ دن پہلے گھر سے نکلتا بند کر دیتی ہیں اور اگر ولادت میں وقفہ و درہی تھی تو اس وقفے میں گھر کیوں نہ چلی گئیں؟ وہیں اکیلی لوگوں کے سامنے کیوں دروازہ سے کراہتی رہیں؟ محترمہ کو کیسے پتہ چلا کہ کعبہ کی دیوار کہاں سے پٹی ہے اور کتنی پٹی؟ بوقت ولادت کراہنے اور شور مچانے کے علاوہ رحم سے کافی گندی اشیاء بھی نکلتی ہیں اور اس سے فرش کعبہ خراب ہوا ہو گا وہ کس نے صاف کیا؟ ولادت کے فوراً بعد کئی کھٹے زچہ عورت چلنے کے قابل نہیں ہوتی تو کون ان محترمہ کو اٹھا کر گھر لایا؟ اگر کہیے میں ولادت اشریت یا اغیبت ہوتی تو یہ کفار کو نہ ملتی بلکہ انبیاء کرام علیہ السلام کی ولادت کعبہ میں ہوتی۔ معاذ اللہ نہ معاذ اللہ۔

(فتاویٰ نعیمیہ جلد ۵ صفحہ ۱۸۴)

جب کسی عام خاتون کے بارے میں ایسی باتیں کرنا ناقابلِ معافی جرم ہے تو مولودِ کعبہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ اور نبی کریم ﷺ کی پرورش کرنے والی پاک ہاڑ خاتون کے بارے میں یہ جملے سن کر کوئی مسلمان کیسے برداشت کر سکتا ہے؟

مولودِ کعبہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ذات گرامی وہ ہے کہ آپ پوری امت کیلئے روحانی باپ کا مقام رکھتے ہیں امامِ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ ”مفردات القرآن“ کے شروع میں نقل کرتے ہیں کہ تاجدار کائنات رحمت عالمیاں حضرت محمد ﷺ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مولودِ کعبہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا:

یا علی انا و انت ابواہلہ الامۃ
”اے علی میں اور تو دونوں اس امت کے باپ ہیں۔“

(یہاں ایات معنوی و روحانی مراد ہے نہ کہ نسبی) لہذا مفتی مذکور کا فتویٰ پڑھنے کے بعد ہر صاحبِ دل مسلمان کو دکھ پہنچا ہے لہذا آئیے سب سے پہلے مولاعلیٰ کی خانہ کعبہ میں ولادت کے بارے میں اکابرینِ اہلسنت کا موقف معلوم کرتے ہیں جس سے واضح ہو جائے گا کہ مفتی صاحب کا یہ کہنا غلط ہے کہ یہ شیعوں کا عقیدہ اور من گھڑت روایت ہے۔

مولاعلیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خدا میں

جس گمڑی اللہ کے گھر میں ہوئے پیدا علیؑ ذرہ ذرہ ہا ادب ہو کر نکارا یا علیؑ ۱۳ رجب جمعہ المبارک عام الفیل کا تیسواں سال تاریخ انسانیت کا یادگار دن تھا اس دن اس ہستی نے دنیا پر جلوہ گر ہونا تھا جو عالم ارواح میں ام ساجدہ کے اولیاء میں روحانیت کا یقینان تقسیم کر چکی تھی اور جس نے وجہ وجود کائنات محبوب خدا ﷺ کا محبوب بن کر اور آپ کی صحبت ہائے کت سے فیض یاب ہو کر مدینہ العلم اور مرکز دائرہ ولایت کے منصب رفیع پر فائز ہونا تھا کہ معظمہ میں اللہ ربّ کریم کے معزز گھر مسلسل انوار و برکات کی بارشیں برس رہی تھیں۔ فرشتے جوش و خروش کے ساتھ اظہار مسرت کر رہے تھے خانہ کعبہ بڑبان حال رحمت خداوندی کا شکر یہ ادا کر رہا تھا کیونکہ آج اللہ کے اس محبوب کی آمد کا وقت تھا جس نے جوں کو پاش پاش کر کے خانہ خدا سے باہر نکالنا تھا۔ حضرت فاطمہ بنت اسد رفیقہ حیات حضرت ابو طالب طواف کعبہ میں معروف تھیں کہ آپ نے محسوس فرمایا میرے پاس جو امانت ہے اس کے ظہور کی مبارک گمڑیاں آن پہنچی ہیں۔ طواف کے چوتھے پلکے میں ربّ کعبہ کے حضور الحجا کرتے ہوئے دست طلب پھیلا دیئے عرض کیا اے اس گھر کے مالک میرے لیے یہ معاملہ آسان فرما، تاجدار ولایت کی پیاری امی جان اور نبی رحمت ﷺ کی عسہ خاتون کے ہاتھ اٹھنے کی دہم کی کہ قدرت خداوندی کا کرشمہ ظاہر ہوا کعبہ شریف کی دیوار پھٹ گئی۔ قدرت کی طرف سے دل میں خیال پیدا ہوا کہ دیوار پھٹ گئی ہے آپ کعبہ کے اندر

تشریف لے گئیں مگر قدرت خداوندی کا اعجاز تھا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی تین دن کے بعد سے باہر تشریف لائیں تو گود میں ایک شہزادہ لئے ہوئے! جس کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ آپ اس شہزادے کو گود میں لئے خوشی خوشی گھر تشریف لے آئیں حضرت ابو طالب نے شہزادے کو گود میں لیا۔ پدرانہ شفقتوں سے نوازا اور رحمت دو عالم ﷺ کو اطلاع دی۔ سرکار تشریف لائے شہزادے کو اپنی گود میں لیا، پیار کیا اور کعبہ معظمہ میں پیدا ہونے والے اس شہزادے کا نام ”علیؑ“ رکھا۔

مولاعلیٰ کرم اللہ وجہہ کی خانہ کعبہ میں ولادت کا

ذکر کرنے والے چند علمائے کرام و صوفیائے عظام

امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خانہ کعبہ میں ولادت کے واقعے کو غیر معمولی شہرت ہوئی ہے مستند مؤرخین، محدثین اور سیرت نگاروں نے اس کرامت کو اپنی تصانیف میں اہمیت دی ہے۔ تثر نگاروں نے نثر اور شعراء اسلام نے نظم میں مولائے کائنات کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ ان مشاہیر اسلام میں محدثین کرام بھی ہیں، نامور مؤرخین بھی ہیں اور جلیل القدر اولیاء اللہ بھی، ہم ان میں سے چند ہستیوں کے اسمائے گرامی درج کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو مولائے کائنات کے مولود کعبہ ہونے کا ذکر کر چکے ہیں۔

- ☆ امام المحدثین حضرت ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ امام المورخین حضرت ابو الحسن علی بن حسین المسعودی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مروج الذهب۔
- ☆ عثمان بن عمرو الجاحظ مصری رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی صاحب میزان الاعتدال و تہفہ فیہ وغیرہ۔
- ☆ علامہ کمال الدین ابو سالم محمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ
- ☆ حضرت سلیمان بن ابی ایہم القندوزی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مناقب المودۃ۔

- ☆ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ صاحب الصواعق المحرقة۔
- ☆ امام نور الدین علی السروجی محدث ابن صباغ مالکی کی رحمہ اللہ۔
- ☆ رئیس المومنین سید ابن جوزی حنفی ۶۵۳ھ۔
- ☆ محقق احناف استاد الکھ شین ملا علی قاری رحمہ اللہ۔
- ☆ صوفی اکمل ولی کامل حضرت عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ۔
- ☆ عظیم سیرت نگار جلیل القدر مورخ امام نور الدین علی شافعی صاحب رحمہ اللہ۔
- ☆ امام الکھ شین محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ۔
- ☆ حمزہ العلماء مفسر قرآن حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ۔
- ☆ صوفی ہاشم خان رئیس المومنین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ۔
- ☆ معروف سیرت نگار حضرت علامہ حسن بن مومن ہمدانی مصری۔
- ☆ علامہ حسین بن علی الواحظہ الکافقی رحمہ اللہ۔
- ☆ زبدۃ الاصفیاء حضرت شیخ عبدالرحمن مغوری شافعی رحمہ اللہ۔
- ☆ خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی امیری غریب نواز رحمہ اللہ۔
- ☆ حضرت خواجہ غلام الدین اولیاء محبوب الہی رحمہ اللہ۔
- ☆ سند الواصلین عارف باللہ مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ۔
- ☆ عظیم محقق علامہ نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب المشائخ المعمریہ۔
- ☆ مفسر قرآن استاد العلماء علامہ سید ابوالحسنات قادری رحمہ اللہ صاحب فقیر الحسنان۔
- ☆ شارح بخاری سرمایہ اہلسنت حضرت علامہ غلام رسول رحمہ اللہ صاحب تفہیم البخاری وشیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

- ☆ حکیم الامت مفسر قرآن علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ (مفتی اقتدار کے والد)
- ☆ فخر العلماء فقیر ملت علامہ سید محمود رضوی رحمہ اللہ صاحب فیوض الباری شرح بخاری۔
- ☆ مناظر اسلام محسن اہلسنت علامہ ابوالمجد فیاض اللہ قادری رحمہ اللہ۔
- ☆ محقق اہلسنت حضرت علامہ محبت اللہ لوری بصیر پوری مدظلہ العالی۔
- ☆ فقیر ملت، حمزہ المومنین علامہ مفتی غلام رسول جماعتی نقشبندی مدظلہ العالی۔
- ☆ علامے دیوبند کے مستند مؤرخ علامہ مرزا حیرت دہلوی۔
- ☆ دانائے رموز خفی وعلی حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ۔

یہ ایسی شخصیات ہیں جنہوں نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کی خانہ کعبہ میں عیدائش کو تسلیم کیا ہے آج ہزاروں علماء کی تحقیق ان کے سامنے سندھ کی مقابلے میں قطرے کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان میں عظیم محدثین اور صاحب مشاہدہ اولیاء کرام بھی ہیں یہ سب مولا علی کو مولود کعبہ مان رہے ہیں۔ لیکن مفتی صاحب نے نہ صرف انکار کر دیا بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ یہ چند نومردوں کی جذباتی بناوٹ ہے اور نادان و احمقین نے قبول کر لی ہے۔ یہ بھی نہ سوچا کہ جن کو میں نو عمر یعنی کسب نامالغ اور نادان کہہ رہا ہوں ان میں کیسی کیسی ہستیاں ہیں بلکہ اپنے والد گرامی بھی شامل ہیں۔

(لاڈلی نصیب جلد ۵ ص ۱۸۲)

اب ہم حقیقت حال جاننے کے لئے سب سے پہلے اہلسنت و جماعت کے مستند و مستحل طائے کرام کی کتابوں سے چند حوالے پیش کر رہے ہیں جس سے یہ بات روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آ جائے گی کہ مولا علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت باسعادت خانہ کعبہ میں ہوئی اور یہ کہتا سو فیصد الزام و اتہام ہے کہ یہ عقیدہ و نظریہ اہل تشیع کا ہے۔ مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ صرف تین کتابوں میں اس

کا ذکر ہے مگر یہ سراسر کذب بیانی ہے۔ اب ترتیب کے ساتھ حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

پہلا ثبوت

امام الحکیم شین ابو حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ ہجری حدیث پاک کی شہرہ آفاق تصنیف مستدرک میں قول مصعب بن عبد اللہ "ولم یولد قبلہ ولا بعدہ فی الکعبہ احد" کے بارے میں لکھتے ہیں "وہ مصعب فی الحرف الاخير فقد تواترت الاعمال ان فاطمة بنت اسد ولدت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فی جوف الکعبہ" (المستدرک جلد ۴ ص ۱۹۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان) آخری بات میں مصعب نے وہم کیا ہے حالانکہ متواتر اخبار سے ثابت ہے کہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کو عین کعبہ کے اندر جنم دیا ہے۔ مصعب نے کہا تھا کہ حکیم بن حزام کے علاوہ کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا۔ امام حاکم مصعب کے اس قول کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس بات میں مصعب سے غلطی ہوئی ہے کہ وہ حکیم بن حزام کے علاوہ کسی کی ولادت خانہ کعبہ میں نہیں مانتے حالانکہ متواتر روایات سے خانہ کعبہ میں مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت ثابت ہوئی ہے۔ امام حاکم نے چونکہ مصعب کے قول کا رد کرنا تھا اس لئے مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت کا یہاں ذکر کیا اور فضائل والے باب میں ذکر نہیں کیا۔ قول مصعب کا رد کرنے کیلئے اصل موقف یہی تھا کہ مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت کا ذکر کر دیا جائے۔

دوسرا ثبوت

مورخ جلیل علامہ مسعودی اپنی جلیل القدر، شہرہ آفاق تصنیف مروج الذهب میں تحریر فرماتے ہیں "کان مولدہ فی الکعبہ" مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ (مروج الذهب جلد ۲ مطبوعہ بیروت ص ۳۶۶)

علامہ مسعودی کوئی معمولی آدمی نہیں ہیں۔ ابن خلکان سے لے کر شبلی نعمانی تک جلیل القدر مورخین نے ان کی علمی عظمتوں کا اعتراف کیا ہے۔ وفات الوفیات میں ابن شاکر نے اور "وفیات الاعیان" میں ابن خلکان نے مسعودی کو عظیم مورخ اور علوم عقلیہ و نقلیہ کا ماہر تسلیم کیا۔ اسلامی انسائیکلو پیڈیا نے اس کو نامور مورخ کو تسلیم کیا حتیٰ کہ شبلی نعمانی جیسے ناقد نے بھی اپنی مشہور کتاب "الفاروق" میں ان الفاظ سے مسعودی کا ذکر کیا۔ "ابو الحسن علی بن حسین المسعودی المتوفی ۳۸۶ھ فن تاریخ کا امام ہے اسلام میں آج تک اس کے برابر کوئی وسیع الطرح مورخ پیدا نہیں ہوا وہ دنیا کی قوموں اور تاریخ کا بہت بڑا ماہر تھا اس کی تمام تاریخی کتابیں ملتیں تو کسی اور تصنیف کی حاجت نہ ہوتی۔"

(الفاروق، شبلی نعمانی ص ۳۷)

اتنا بڑا عالم اور مورخ مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ کی خانہ کعبہ میں ولادت کو تسلیم کر رہا ہے بلکہ جزم و یقین کے ساتھ بغیر کسی اختلاف کے لکھ رہا ہے کہ آپ ﷺ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر مسعودی کے علاوہ کوئی اور مورخ اس کا ذکر نہ بھی کرتا تو بھی مسعودی کی تحریر کافی قوی مگر یہاں تو کئی محدثین، مورخین اور صوفیائے عظام مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت در خانہ کعبہ مان رہے ہیں مسعودی کا وصال ۳۸۶ ہجری میں ہوا اور امام حاکم کا سن وفات ۴۰۵ ہجری ہے اور امام حاکم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں مستدرک تصنیف فرمائی لہذا ملحق صاحب کا یہ کہنا بھی عجیب ہے کہ یہ حاکم کی بناوٹ ہے کیونکہ حاکم سے پہلے مسعودی مولانا علی کرم اللہ وجہہ کو مولود کعبہ مان چکے ہیں۔

تیسرا ثبوت

ملحق صاحب کے اس فتویٰ میں موجود ہے حافظ ذہبی رحمہ اللہ تلخیص میں لکھتے ہیں "قال الحاکم وہ مصعب فی الحرف الاخير فقد تواترت الاعمال ان علیاً ولد فی جوف الکعبہ" امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصعب نے آخری بات میں وہم کیا، پس متواتر روایات سے ثابت ہے مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کعبہ میں پیدا

ہوئے۔ مفتی صاحب نے اس عبارت کا ترجمہ اور مفہوم بیان کرتے ہوئے اعتنائی خیانت کا مظاہرہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں ذہبی کی یہ عبارت اشارۃً حاکم کی تردید کر رہی ہے کہ پوری دنیا میں صرف حاکم یہ کہہ رہا ہے اور اپنی بات کو متواتر کہہ رہا ہے۔ (فتاویٰ فیضیہ جلد ۵ ص ۱۷۹) مفتی صاحب کا یہ جملہ پڑھ کر بے ساختہ زبان سے اللہ و اللہ والہ راجعون لگتا ہے۔ آخر تعصب کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ کہاں سے معلوم ہو گیا کہ ذہبی حاکم کی تردید کر رہے ہیں؟ ذہبی نے اگر حاکم کی تردید کرنی ہوتی تو صاف صاف لکھ دیجئے کہ حاکم کی فطلی ہے کیونکہ ذہبی نے تھمیں میں جہاں بھی موقع ہاتھ آیا امام حاکم کی کھلے لفظوں میں مخالفت کی اور کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا حتیٰ کہ امام حاکم کے بارے میں رافضی غیبت جیسے الفاظ نقل کر دیئے۔ جو شخص اتنی سختی کر سکتا ہے اور کھلے لفظوں میں مخالفت کر سکتا ہے اس کو اشارۃً بات کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہاں ذہبی نے امام حاکم کی مخالفت نہیں کی بلکہ خاموشی سے ان کے قول کو نقل کر دیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ ذہبی بھی حاکم کی اس بات کو درست مان رہے ہیں اگر انہوں نے تردید کرنی ہوتی تو صاف لکھ دیجئے کہ حاکم نے غلط کہا ہے لیکن ہزار ہا مخالفت کے باوجود ذہبی یہ سمجھتے تھے کہ حاکم امام احمدیہ میں ہیں۔ انہوں نے جو تواتر کا قول کیا ہے وہ سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ مفتی صاحب اس مسئلہ میں امام حاکم پر اعتراض کر رہے ہیں حالانکہ ان کی اپنی طبعی حیثیت یہ ہے کہ عربی کی ابتدائی کتب سے نا آشنا ہیں جس کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔

چوتھا ثبوت

محقق احتاف امام احمدیہ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ”شرح الشفاء“ میں لکھتے ہیں ”وفی مسعودک الحاكم ابن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ولد ابیضا فی داخل الکعبہ“ (شرح الشفاء ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جلد اول ص ۱۵۱ مطبوعہ بیروت لبنان) ”مستدرک حاکم میں ہے کہ نیز ملا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خاند کعبہ میں پیدا ہوئے۔“ ملا علی قاری جیسے محقق و محدث نے امام حاکم کے قول پر اعتراض نہیں

کیا۔ آج تک ہزاروں علمائے کرام اور محدثین عظام مستدرک کا مطالعہ کرتے آ رہے ہیں کسی نے امام حاکم کے اس قول کو غلط نہیں کہا۔ مفتی صاحب پہلے آدمی ہیں جنہوں نے ۹ صدیاں گزر جانے کے بعد امام حاکم کو غلط کہا اور ان پر اعتراضات کیے ہم پوچھتے ہیں کیا اتنے بڑے علماء محدثین نے حاکم کی اس عبارت کو نہیں دیکھا تھا؟

پانچواں ثبوت

امت مسلمہ کے مشہور مورخ، عظیم محدث علامہ نور الدین علی بن برہان الدین طبری شافعی التوفی ۱۰۴۳ ہجری اپنی سیرت کی مشہور ترین کتاب سیرت حلبیہ میں تحریر فرماتے ہیں ”لان علما کان صغیراً لم یملکہ سہم سین لائہ ولد فی الکعبہ و حمورہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثلاثون سہ فاكثر“ (سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۱۳۹ مطبوعہ بیروت) یعنی جب حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۳۰ سال یا کچھ زیادہ تھی۔ ہم یہاں یہ وضاحت بھی کیے دیجئے ہیں کہ بعض علماء نے ولادت در خانہ کعبہ کی روایت کا ضعف بھی ذکر کیا ہے اہل علم جانتے ہیں کہ کسی روایت کا ضعیف ہونا الگ بات ہے اور اُس کا موضوع یعنی بناوٹی ہونا الگ بات ہے نیز فضائل کے باب میں ضعیف روایت بھی معتبر ہوتی ہے جبکہ امام حاکم، ملا علی قاری اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جیسی اہل حق نے بیان فرمایا ہے کہ آپ کا مولود کعبہ ہونا تواتر سے ثابت ہے۔

چھٹا ثبوت

تاریخ اسلام کے عظیم محقق، بالغ نظر مورخ شیخ حسین بن محمد دیار بکری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”کتاب الخیص“ میں مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت کا ذکر کرتے ہیں۔ ”ولد علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فی الکعبہ“ امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کعبہ میں پیدا ہوئے۔ (جز اول کتاب الخیص ص ۳۱۵) اس کتاب کے حوالے سے مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ”رسالہ نور“

صفحہ ۵۴ پر لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کا جسم مبارک بے سایہ تھا۔

ساتواں ثبوت

مفتی اعظمِ تھانویہ علامہ شیخ سلیمان بن ابراہیم التودزی رحمہ اللہ نے بیاض المودۃ میں عثمان بن عمر الجاحظ مصری رسالہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے فضائل بے حد و بیشمار ہیں "و السبب صریح و المولد مکان معظّم المشاء مبارک مکرم و الشان عظیم" (بیاض المودۃ ص ۳۲۶)

آپ کا نسب مبارک واضح ہے ولادت کی جگہ معظم یعنی خانہ کعبہ ہے ان کی پرورش بزرگ و مبارک ہے۔ شیخ رحمہ اللہ نے ولادت خانہ کعبہ کو آپ کے فضائل میں شمار کیا ہے اور حسب قاعدہ بلاغت مزاح ذکر کرنے کی بجائے مکان معظم کہتے ہوئے خانہ کعبہ مراد لیا ہے تاکہ اس فضیلت کی اہمیت کو آجا کر کیا جاسکے۔ مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ اگر کعبے میں پیدائش فضیلت ہوتی تو انبیاء کرام کو ملتی۔ یہ غلط فہمی ہے اس سے انبیاء کرام کی فضیلت میں کوئی فرق نہیں پڑتا جس طرح حمید کو غسل نہیں دیا جاتا انبیاء کرام کو غسل دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ حمید کا مقام نبی سے افضل ہے۔ حمید کو غسل نہیں دیا جاتا۔ نبیوں اور صدیقوں کو دیا جاتا ہے۔ اس کا جواب علماء کرام بھی دیتے ہیں کہ جزوی فضیلت کلی فضیلت کے مانع نہیں ہے۔ نیز مفتی صاحب نے اپنے فتاویٰ کی دوسری جلد میں سیدہ خاتونِ جنت کے فضائل میں لکھا ہے کہ آپ کی خصوصی فضیلت یہ ہے کہ ساری جانوں کی رو میں حضرت عزرائیل علیہ السلام نکالتے ہیں مگر سیدہ خاتونِ جنت کی روح کو خود اللہ تعالیٰ نے قبض فرمایا۔ کیا کوئی یہاں کہہ سکتا ہے کہ سیدہ خاتونِ جنت کی شان انبیاء سے افضل ہوگئی یا یہ کہ اگر فضیلت ہوتی تو انبیاء کو ملتی اس کا بھی بھی جواب ہے کہ یہ سیدہ کی جزوی فضیلت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ علامہ الجاحظ التودزی ۳۵۵ ہجری تیسری صدی کے مؤرخ ہیں امام حاکم چوتھی صدی کے محدث و محقق ہیں امام حاکم سے ایک صدی پہلے الجاحظ نے مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خانہ کعبہ میں ولادت کا ذکر کیا لہذا مفتی

کی کذب بیانی ظاہر ہوگئی۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ حاکم کی بناوٹ ہے۔ ثابت ہو گیا کہ حاکم سے پہلے مؤرخین بھی اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ الجاحظ مصری معتزلہ عقیدے سے تعلق رکھتا ہے وہ بدعتیہ ہونے کے باوجود مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی اس فضیلت کو مانتا ہے مگر مفتی صاحب سنی عالم اور مفتی اسلام کھوانے کے باوجود منکر ہو گئے ہیں۔

آٹھواں ثبوت

حکیم محدث "سبل السلام شرح بلوغ المرام" کے مصنف امام محمد بن اسماعیل الکھلانی المصنّف التوئی ۱۱۸۲ ہجری اپنی تصنیف لیلیف "الروضۃ الندیۃ" میں لکھتے ہیں "اما مولدہ کرم اللہ وجہہ فولد بمکۃ المشرقۃ فی البیت الحرام سنة ثلاثین من عام الفیل فی یوم الجمعة الثالث عشر من رجب و امہ فاطمة بنت اسد بن ہاشم" (الروضۃ الندیۃ ص ۵ مطبع انصاری دہلی) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی پیدائش مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ شریف کے اندر ۱۳ رجب کو عام الفیل کے تیسویں سال ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہیں۔ ہم یہاں قارئین پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ امام محمد بن اسماعیل الکھلانی مفتی اقدار صاحب کے نزدیک بھی قابلِ اعتماد اور محترم شخصیت ہیں کیونکہ فتاویٰ نعیمیہ میں کئی مقامات پر آپ کی کتاب سبل السلام شرح بلوغ المرام کے حوالہ جات کو ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً ابوداؤد و شریف کی ایک روایت کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں "دوسری وجہ یہ ہے کہ سبل السلام شرح بلوغ المرام جلد اول صفحہ ۱۳۶ پر اس روایت کو سندا ضعیف کہتے ہیں۔" آگے لکھتے ہیں "سبل السلام والے تو صفحہ ۱۳۷ پر اس طرح کی تمام روایتوں کی سندوں کو ضعیف کہتے ہیں۔"

(فتاویٰ نعیمیہ جلد اول ص ۱۱۸)

یاد رہے کہ علامہ الکھلانی نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے

فضائل بیان کرتے ہوئے آپ کی خانہ کعبہ میں ولادت کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ آپ اپنی ایک اور تحقیقی تصنیف ”توضیح الافکار شرح تنقیح الاظہار“ ص ۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں ”قد بینا بعض ما یجب فی بیان فضائلہ فی الروضة البدریة“۔

نواں ثبوت

مشہور سیرت نگار مصنف استاد عباس محمود عتاد نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی پیدائش کو خانہ کعبہ کی عظمت و شوکت کی تجدید اور خدائے واحد کی پرستش کے دورِ جدید سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں ”ولد علی رضی اللہ عنہ فی داخل الکعبۃ و کرم اللہ وجہہ عن السجود لاصنامہا فلکما کان میلادہ ثمة ایذاناً ببعث جدید للکعبۃ وللعبادۃ لہما“ علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے چہرے کو بتاں کعبہ کے آگے جھکنے سے بلند تر رکھا گویا اس مقام پر ان کی پیدائش کعبہ کے سے دور کا آغاز اور خدائے واحد کی عبادت کا اعلان عام تھا۔“

(المبعثۃ الاسلامیہ ص ۸۶۳ طبع دار الفکر القاہرہ)

دسواں ثبوت

برصغیر کی عظیم ملی شخصیت اہلسنت و جماعت کے مستند مفسر و محقق استاد المحمد ثین حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیعہ کے رد میں عظیم کتاب ”تقدائے عشریہ“ لکھی ہے۔ بعض شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ کو بیت المقدس سے دور بچے کا حکم ہوا۔ جبکہ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ کی طرف وحی آئی اور آپ کی ولادت کعبہ میں ہوئی۔ جس سے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے وحی والی بات کا رد کیا پھر آپ نے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت کا واقعہ بیان فرمایا۔

اگرچہ آپ نے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خانہ کعبہ میں ولادت کو ایک اتفاقی واقعہ قرار دیا ہے تاہم لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالم و فاضل نے اس نے اس کا انکار کیا۔ ورنہ جس طرح وحی والے نظریہ کا انکار کیا ولادت خانہ کعبہ کا بھی انکار کر سکتے تھے۔ پھر آپ نے لکھا کہ اس سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ تاریخوں میں تو حکیم بن حزام کی ولادت کا ذکر بھی ہے۔ (تقدائے عشریہ ص ۱۳۳)

گیارہواں ثبوت

علامہ کمال الدین محمد بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ نے مطالب السؤل میں رقم فرمایا ”ولد بالکعبۃ البیت الحرام و کان مولدہ بعد ان تووہ رسول اللہ بغدیجۃ بظلت سمن“ (مطالب السؤل صفحہ ۳۷) یعنی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے آپ کی ولادت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے تین سال بعد ہوئی۔ محمد بن طلحہ اپنے زمانے کے عظیم فقیہ و مناظر تھے۔ آپ بھی مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مولودِ کعبہ مان رہے ہیں۔

بارہواں ثبوت

محدث ابن مبارک مالکی رحمۃ اللہ علیہ ”المصنوع المہمہ“ میں لکھتے ہیں ”مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ماہ رجب ۱۳ تاریخ کو مکہ شریف میں خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے آپ کے علاوہ کوئی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا۔ یہ آپ کی فضیلت ہے۔“

تیرہواں ثبوت

شیخ محمد اکرام سامری اپنی مشہور کتاب اقتباس الانوار میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی پیدائش جمعہ کے روز ۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل میں ہوئی اور پیدائش اس فرزندِ ارجمند کی خانہ کعبہ میں ہوئی۔

چودھواں ثبوت

علامہ تہستانی اپنی مشہور کتاب ذہب الصوفیہ میں لکھتے ہیں: "ابن امیر المومنین علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم ولد ہشک فی جوف بیت الحرام یوم الجمعة ثالث عشر من رجب" اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی پیدائش ۱۳ رجب کو جمعہ کے دن کعبہ شریف کے اندر ہوئی۔

پندرھواں ثبوت

علامہ شیخ حسن بن مومن رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تالیف "نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار" میں لکھتے ہیں: "ابن عمر الرسول و سیف اللہ المسلول ولد رضی اللہ عنہ بمکة داخل البیت الحرام علی قول یوم الجمعة ثالث عشر المحرم رجب سنة ثلاثین عام الفیل ولم یولد فی البیت الحرام قبلہ احد سوا قالہ ابن الصبغ" (نور الابصار فی مناقب آل بیت المختار ص ۱۸۳ مطبوعہ دارالمعرفة بیروت) یعنی حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور نکواری بے نیام ہیں آپ عام الفیل کے تیسویں سال جمعہ المبارک کے دن ۱۳ رجب کو خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے اور اس سے پہلے آپ کے علاوہ کعبہ میں کسی کی ولادت نہیں ہوئی۔ واضح ہو کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ اہلسنت و جماعت کے عظیم محقق بلند پایہ منیر بالغ نظر فقیہ اور نامور مؤرخ ہیں۔ آپ کی اس عظیم تصنیف نور الابصار کا ترجمہ شارح بخاری شیخ الحدیث حضرت علامہ قلام رسول رضوی نے فرمایا جو تصویب القدر کے نام سے شائع ہوا ہے اس کی ابتداء میں قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی بھی تحریر فرمائے ہیں جن کے مطالعہ سے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی عظمتوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے مزید یہ کہ نور الابصار کا ترجمہ کرتے وقت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت والی اس روایت پر کسی قسم کا تبصرہ

نہیں فرمایا اور نہ اس کی تردید کی ہے۔ جس کا مطلب واضح ہے کہ قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ جیسی علمی شخصیت بھی قائل ہے کہ مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی۔

سولہواں ثبوت

عاشق خیر الانام عارف باللہ علامہ عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ "شواہد النبوت" میں فرماتے ہیں: "آپ کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی اور بقول بعض آپ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔" (شواہد النبوت ذکر علی بن ابی طالب)

سترہواں ثبوت

برصغیر پاک و ہند کے عظیم محدث و فقیہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظیم کتاب "ازالہ الخفاء" میں لکھتے ہیں: "از مناقب و بیہ رضی اللہ عنہ کرد حین ولادت اور ظاہر شدہ کی آن است کہ در جوف کعبہ معظمہ تولد یافت قال الحاكم قد تواترت الاخبار ان فاطمہ بنت اسد ولدت امیر المومنین علیا فی جوف الکعبہ" (ازالہ الخفاء جلد ۲ ص ۲۵۱) آپ کی ولادت کے وقت آپ کے جو مناقب ظاہر ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ کعبہ معظمہ کے اندر آپ کی ولادت ہوئی۔ امام حاکم نے فرمایا متواتر اخبار سے ثابت ہے کہ بے شک امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے خانہ کعبہ کے اندر جنم دیا۔

محترم قارئین! شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت آپ کے سامنے ہے، پہلے آپ نے اپنا کلمہ نظر لکھا کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ اس کے بعد امام حاکم کا قول لکھا ہے۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ نے ولادت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مسئلے کو ثابت نہیں فرمایا بلکہ مستدرک حاکم کی طرف پھیر دیا (فتاویٰ نصیبہ جلد ۵ ص ۱۷۸) یہ کتنا بڑا جھوٹ

ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ازلفۃ الخفاء کا مطالعہ ہی نہیں کیا بلکہ سائل کی بھیجی ہوئی عبارت دیکھ کر شاہ ولی اللہ پر بغیر سوچے سمجھے فتویٰ لگا دیا کہ اُن پر شیعیت کا غلبہ رہا ہے حالانکہ چند سطریں پہلے لکھا ہے کہ سنیوں کی تین کتابوں میں ولادت در خانہ کعبہ کا ذکر ہے جن میں تیسری کتاب ازلفۃ الخفاء ہے۔ کتاب کو سنیوں کی کتاب مان کر اس کے مصنف کو شیعہ کہنا عجیب تر اُشیا ہے یعنی شاہ ولی اللہ تو شیعہ ہیں مگر اُن کی کتاب سنیوں کی ہے۔

”جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی“

واہ اچھاں شانناں والیو تے ہاتھیاں سوچاں والیو

اٹھارہواں ثبوت

حضرت امام احمد ثین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ”قرۃ العینین“ میں بھی مولا کائنات سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت در خانہ کعبہ کا ذکر فرمایا لکھتے ہیں ”فضائل او بسیار است و مناقب او بے شمار اَوَّل ہاشمی است کہ او را ہاشمیہ یزاد و تولد او در خانہ کعبہ بود و ایسی فضیلتی است کہ پیش الذوے ہاں متصف نہ بود“ آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں آپ پہلے ہاشمی ہیں جن کی والدہ ماجدہ بھی ہاشمیہ ہیں آپ کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی اور یہ ایک ایسی فضیلت ہے جو آپ سے پہلے کسی کے حصے میں نہیں آئی۔

(قرۃ العینین ج ۱ صفحہ ۱۳۸)

انیسواں ثبوت

علامہ عبد الحکیم شرف قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور معروف کتاب ”بدائع معکوم“ کی شرح میں شہر

بعد ازاں حاملِ نوائے نبی شہو مردان حق علی ولی کے تحت لکھتے ہیں ”چوتھے خلیفہ منج ولایت حضرت علی بن ابی طالب کی کنیت

ابو الحسن اور ”ابو تراب“ ہے عام القبل کے تیس سال بعد بیت اللہ شریف میں پیدا ہوئے۔ (بدائع معکوم ص ۵ مکتبہ قادریہ جامع نظامیہ رضویہ لاہور)

بیسواں ثبوت

اشیخ علی محمد بصلانی لکھتے ہیں ”ذکر الغامیہ بان علیاً اول من ولد من بنی ہاشم فی جوف الکعبۃ“ مولف اخبار مکہ امام قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے جوف کعبہ میں مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت کا ذکر فرمایا ہے ساتھ ہی امام قاضی نے امام حاکم علیہ الرحمۃ کا قول نقل فرمایا۔ (اسمی المطالب فی سیرۃ امیر المومنین علی ابن ابی طالب للعلامہ علی محمد الصلاسی ص ۱۹)

اکیسواں ثبوت

سابق امیر جمعیت اہلحدیث ثوبہ لک سکھ علامہ محمد ادریس بھوجپانی اپنی تصنیف ”خامعان نبوت“ میں لکھتے ہیں ”آپ کی ولادت باسعادت قبل نبوت آٹھ سال بیت اللہ میں ہوئی۔ (خامعان نبوت صفحہ ۳۳۷)

بائیسواں ثبوت

شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و کرامات و ملفوظات پر مشتمل تاریخی تذکرہ ”نظامی ہنری“ المعروف تاریخ اولیاء میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے بلیل القدر شیخ خواجہ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ مبارک ہوا کہ اس بات کا اظہار کر رہا ہے کہ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا مولود کعبہ ہوتا ایسی تاریخی حقیقت ہے کہ مشائخ بھی اس کو جان فرماتے رہے ہیں۔ ذہن نشین رہے کہ یہ ملفوظات آٹھویں صدی کے شروع میں جمع کیے گئے تھے۔ ملاحظہ ہو ”چوتھے خلیفہ حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔“ (تاریخ اولیاء از خواجہ حسن نظامی ص ۵۵) خواجہ حسن نظامی مفتی صاحب کے نزدیک بھی بزرگان اسلام اور اکابر دین میں شامل ہیں۔ (فتاویٰ نعیمیہ جلد ۳ ص ۲۱۳)

تجسواں ثبوت

علامہ معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ "روحۃ الشہداء" میں لکھتے ہیں "و کتاب ہشتر المصطفیٰ از علی بن محمد بن قعب نقل می کند" کہ مہاس بن عبد المطلب وحشی از بنی عبد العزی بہ ازائے بیت الحرام نشست یودیم کہ فاطمہ علیہا السلام بخت اسد مسجد در آمد و حال آنکہ یو ہا علی علیہ السلام و از جمل دے مدت نہ ما گذشتہ یو بطواف اہتعال نمود و ناگاہ اثرے طلق و طامت زادن بروے ظاہر شدہ مجال یودن در فتن از مسجد نماز گفت اے خداوند خانہ محرمت ایں خانہ ایں ولادت مایمن آسان کن راوی گوید کہ دیدم فی الحال دیوار خانہ کشادہ شدالی آخرہ۔ (روحۃ الشہداء صفحہ ۸۹)

چوتھوں ثبوت

مفسر قرآن صاحب تفسیر الحسانات علامہ ابو الحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ روحۃ الشہداء کی اسی عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے مولا علی کو مہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت کا تذکرہ یوں لکھتے ہیں "فاطمہ بخت اسد مسجد میں آئیں اور ان کو لوں مہینہ تھا آپ مشغول طواف ہوئیں چوتھے چکر میں چلنے کی قوت نہ رہی۔ آپ نے دعا فرمائی یک لخت دیوار کعبہ شق ہوئی آپ اندرون کعبہ تشریف لے گئیں اور نظروں سے غائب ہو گئیں چوتھے روز آپ حضرت علی کو مہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو گود میں لئے باہر تشریف لائیں۔" صاحب روحۃ الشہداء نقل فرماتے ہیں:

ولدت فی الحرم المحکم أمہ طابت و طاب و لیدھا و المولد (اوراق رقم صفحہ ۱۰۱)

کسی نے شعر میں یوں کہا ہے

کوہِ چوں پاک و یزد صدفِ نیر پاک یزد آمد مہاتہ حرم کعبہ در وجود
نیز علامہ صاحب نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی حضرت فاطمہ علیہا السلام سے فرما دیا تھا اگر دوران طواف درود بخد جائے تو کعبہ کے اندر تشریف لے

جائے اس میں کوئی حکمت الہی ہے۔

پچیسواں ثبوت

گیارہویں صدی ہجری کے عظیم مؤرخ اور تذکرہ نگار شیخ عبد الرحمن چشتی قدس سرہ تصوف کی ہزار سالہ تاریخ پر مشتمل عظیم تحقیقی تصنیف "مراۃ الاسرار" میں مولا کائنات کو مہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ذکر مہارک یوں کرتے ہیں "اس عاقبت محمود کی جائے ولادت خانہ کعبہ ہے یہ سعادت ازل سے ابد تک کسی فرد بشر کو نصیب نہیں ہوئی۔ (مراۃ الاسرار مترجم ص ۱۷۸ مطبوعہ لاہور)

یاد رہے کہ یہ کتاب مراۃ الاسرار آپ نے آج سے تقریباً ۳۸۲ سال پہلے ۱۰۳۵ ہجری میں خولجہ چکان سیدنا معین الدین چشتی اجپیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھی اشارے سے شروع کی تھی اور ۲۷ شوال ۱۰۶۵ ہجری میں تقریباً ۲۰ سال کے عرصے میں مکمل ہوئی۔ اس کتاب میں اولیاء کرام کی ۴۷ تصنیفات سے استفادہ کیا گیا ہے اور یہ کتاب اسلامی تاریخ کے پہلے ایک ہزار سال کی مکمل تاریخ تصوف ہے۔

چھبیسواں ثبوت

برصغیر کے مشہور مؤرخ شہزادہ دارا شکوہ رحمۃ اللہ علیہ "سفیرۃ الاولیاء" میں لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت مکہ معظمہ میں بیت اللہ کے اندر ہوئی جمعہ کے دن ۱۳ رجب۔

(سفیرۃ الاولیاء)

ستائیسواں ثبوت

غیر مقلد (المجدید) عالم دین علامہ نواب صدیق حسن صاحب بھوپالی نے خلفائے راشدین کے مناقب میں ایک قابل قدر کتاب لکھی ہے جس کا نام متکبرہ المومنین بتعویذ مناقب الخلفاء الراشدین ہے اس میں لکھتے ہیں "ابن عمر رسول صوف اللہ المملول مظهر العجائب و الغرائب لیس اللہ الغالب" ولادت ان کی مکہ مکرمہ میں اندر بیت اللہ کے ہوئی ان سے پہلے کوئی بیت الحرام کے اندر مولود نہیں ہوا تھا۔

(تکریم المومنین ص ۹۹ مطبع مفید عام آگرہ) نیز علامہ بیوپالی نے اپنی دوسری تصنیف کھسار جنود الاحرار ص ۹ مطبع شاہ جہانی بیوپال میں بھی مولاعلیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خانہ کعبہ میں ولادت کو بیان کیا۔

اثبات ثبوت

سیرت اسد اللہ الغالب صفحہ ۱۰ پر علامہ فضل اللہ بہاری تحریر فرماتے ہیں ”کہ مولاعلیٰ ص ۱۰ جوف کعبہ میں پیدا ہوئے۔“

اثبات ثبوت

وذلك المآ رب لمي منقلب اسد اللہ الغالب میں الشیخ محمد عبد الرب رحمہ اللہ لکھتے ہیں مولاعلیٰ کرم اللہ وجہہ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔

تیسواں ثبوت

نزعہ الجالس میں شیخ عبد الرحمن مغوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ مولاعلیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی۔

اکیسواں ثبوت

شارح بخاری استاذ العلماء فخر الملت طامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ اپنی تصنیف ”شان صحابہ“ صفحہ ۱۱۶ میں لکھتے ہیں حضرت علی شیر خدا کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی نیز آپ اپنی دوسری کتاب ”بصیرت“ صفحہ ۲۳۳ میں لکھتے ہیں ”آپ کہ معظمہ میں جمعہ کے دن کعبہ میں پیدا ہوئے۔ اتنا بڑا سنی عالم بخاری شریف کی حنیف شرح کا مصنف، ہزاروں علماء کا استاذ کامل مولاعلیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مولود کعبہ مان رہا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک ایسا شخص انکار کر رہا ہے جو فقہ کی ابتدائی کتابوں کی مہارتوں سے بھی نا آشنا ہے۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ آگے آنے والی ہے جس سے ان کی عربی دانی کا بھاطڑا چرما ہے پر پھوٹ جائے گا۔“

انہوں کہ اس ہستی کی فضیلت پر اعتراض کیے گئے جس کے بارے میں خدا کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”اے علی تیرا خون میرا خون، تیرا جسم میرا جسم، تیرا گوشت میرا گوشت ہے۔“ لہذا مقلی کے عقیدت مند اپنے دلوں پر ہاتھ رکھ کر اس تحریر کو پڑھیں اور پھر سوچ کر فیصلہ کریں حق پر کون ہے؟ زیادتی کس نے کی ہے؟ گستاخی کون کر بیٹھا ہے؟ بزرگان دین اولیاء کرام اور اپنے والد گرامی کی روش اور مذہب سے بغاوت کس نے کی ہے؟

جو لوگ مولاعلیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مولود کعبہ نہیں مانتے ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ جھگڑا تو یہ ہے کہ گستاخانہ اعزاز میں ذکر کیوں کیا گیا ہے؟ آداب کو ملحوظ کیوں نہیں رکھا گیا؟ مولاعلیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی امی جان کا ذکر کرتے ہوئے بے ادبی اور گستاخی پر مشتمل سوالات کیوں اٹھائے گئے؟

تیسواں ثبوت

جامع المسحولات و المسحولات غیبہ و مقلی طامہ قلام رسول جماعتی اپنے فتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں ”حضرت مولاعلیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی پیدائش کعبہ کے اندر ہوئی ہے مورخین لکھتے ہیں آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں کعبہ کا طواف کر رہی تھی کہ اچانک رسول خدا ﷺ تشریف لائے اور مجھے دیکھا اور فرمایا ”فاطمہ اللہ تعالیٰ تجھے مولود مسعود عطا فرمانے والا ہے لہذا تم کعبہ کے اندر چلی جاؤ میں کعبہ کے اندر چلی گئی اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ عطا فرمائے۔“ (شمس النوار ص ۵) الملت و جماعت کا یہی مستند علیہ قول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔

(فتاویٰ جماعیہ صفحہ ۳۸۲)

تینتیسواں ثبوت

ڈاکٹر سکیل بخاری نے اپنی کتاب ”اقبال اور اہل صفا“ میں بہت سے اولیاء

کرام کے کلام کو جمع کیا ہے۔ اسی کتاب میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مولاعلیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شان میں ایک منقبت بخش کی ہے جس میں عالم امرار غنی و جلی اللہ کے کمال ولی امت مسلمہ کے مقتدر مذہبی پیشوا حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے شہنہ دشت نجف از تو نجف دیدہ شرف تو سے دیکھہ صدف مرہاں سلامت می کنہ
اے دشت نجف کے حافظ! آپ کے وسیلے سے نجف نے قدر و منزلت پائی
ہے۔ آپ موتی ہیں اور کعبہ بچی ہے۔ جیسے موتی بچی کے پیٹ سے نکلتا ہے آپ کعبہ
سے نمودار ہوئے مردان خدا آپ کی عظمت کو سلام بخش کرتے ہیں۔

(اقبال اور اہل مفاصلہ ۱۳۳)

چوتھیا سوال ثبوت

اسی کتاب میں حضرت خواجہ خواجگان نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت بھی موجود ہے۔ آپ شان علی جان کرتے ہیں:

امام دین کسے باشند کہ در وقت ولادت او بود در کعبہ و کعبہ رکعش در صفا باشد
علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم دین کے وہ امام ہیں کہ آپ کی ولادت
خانہ کعبہ میں ہوئی اور آپ کی وجہ سے ہی خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا گیا ہے۔

(کتاب تذکرہ منقبت از خواجہ محبوب الہی)

محترم قارئین! آپ دیکھ رہے ہیں حضرت رومی، ہامی، سہری، خواجہ
محبوب الہی، شاہ عبدالحزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اولیاء و صوفیاء مولاعلیٰ کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ الکریم کی خانہ کعبہ میں ولادت کو مان رہے ہیں۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جو
آسمان علم و عمل کے آفتاب درخشاں ہیں اور اولیاء کرام کو تائید قدسی حاصل ہوتی ہے
جس کی وجہ سے ان کے نظریات بدیہی ہوتے ہیں انہیں فکر و فکر کی حاجت نہیں ہوتی۔
ان ہستیوں میں کیسے کیسے عرقاء ہیں۔ عارف وہ ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی

صفات و افعال و اسما کا مشاہدہ کرایا ہو جو دل کے کان سے حقیقت کو پاتا ہے اور دل
کی سمجھ سے حقیقت کو سمجھتا ہے۔ مخلوق کے درمیان موجودگی میں حق کے اشاروں سے
واقف ہوتا ہے۔ کیا اسے عظیم صوفیاء علماء معاذ اللہ خانہ کعبہ کی عظمتوں کو نہیں مانتے
تھے ولادت کا ذکر کرتے ہوئے ان کو کیوں نہیں یہ خیال آیا کہ اس سے خانہ کعبہ کی
توہین ہو جائے گی؟ کیا یہ سب خانہ کعبہ کے بے ادب و گستاخ تھے؟ نہیں نہیں یہ
سب جانتے تھے کہ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم محبوب خدا ہیں۔ یہ بیت اللہ
ہے علی اسد اللہ ہیں جس طرح خانہ کعبہ کو دیکنا عبادت ہے علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
الکریم کی زیارت بھی عبادت ہے۔ خانہ کعبہ کا طواف کرنے والا حاجی بننا ہے تو
علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے قدم چومنے والا فرحت و نقشب بن جاتا ہے۔
مگر انہوں نے عظیم محدثین و علماء اور اولیاء کرام نے تو کوئی اعتراض نہیں کیا ایک
مولوی صاحب اپنی تحقیق کے زور پر سب کی مخالفت کرتے ہوئے اٹار پر ڈٹے
ہوئے ہیں۔ جن کو یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ میری تحریر میں اپنی تردید موجود ہے۔
مطلق صاحب نے سارے فتویٰ میں اس بات پر زور دیا ہے کہ خانہ کعبہ ایک پاک
مقام ہے اگر اس میں عیدائش ہو تو گستاخی ہے اس سے فرش کعبہ خراب ہوا ہوگا، کعبہ
زچہ چہ کا مقام نہیں ہے۔ مگر آخر میں جا کر خود ہی کہے کی توہین کرتے ہوئے لکھتے
ہیں کہ ظاہری باطنی طور پر اس چار دیواری میں کوئی فضیلت والی بات نہیں تھی وہ بت
خانہ تھا اس سے تو ذاتی گھر بہتر تھے۔ (آذانی نصیبہ جلد ۵ ص ۱۸۳) گویا زچہ خانہ تو
نہیں مگر بت خانہ ہے اس سے آپ اعزازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت کی دماغی کیفیت کیا
ہے۔ ہم پوچھتے ہیں جب کعبہ میں فضیلت والی بات نہیں تھی اور اس سے ذاتی گھر
بہتر تھے تو پھر اس میں عیدائش سے اس کی توہین کیسے ہو گئی؟ نیز جب مشرکین عرب
شراب کے نشے میں دھت ہو کر اپنے ناپاک جسموں کے ساتھ نقلی حالت میں خانہ
کعبہ کا طواف کرتے تھے اور نشے کی حالت میں نہ جانے کیا کیا بے ہودہ حرکتیں کرتے
تھے کیا اس وقت خانہ کعبہ کی توہین نہیں ہوتی تھی؟ جس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے حکم سے فتح مکہ کے موقع پر ایک کافر مرتد کو خانہ کعبہ میں قتل کیا گیا جبکہ وہ خلاف کعبہ سے لپٹا ہوا تھا۔ مرتد کے خون سے خانہ کعبہ کی بے ادبی نہیں ہوئی ہوگی؟ اور کیا معاذ اللہ تم معاذ اللہ۔

خدا کے رسول ﷺ نے خانہ کعبہ کی جنگ اور توہین کا حکم دیا تھا؟ نیز مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ بتوں کی وجہ سے خانہ کعبہ کی طرف مجدد حرام تھا اس وجہ سے پہلے بیت المقدس کو قبلہ بنایا گیا۔ حالانکہ تاریخ کا ایک ادنیٰ طالب علم جانتا ہے ۲ ہجری میں کعبہ قبلہ بنا اور ۸ ہجری میں فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ سے بت نکالے گئے۔ ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں اگر بتوں کی وجہ سے خانہ کعبہ کی طرف مجدد کرنا حرام تھا تو اللہ کے رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام سمیت ۶ سال تک اس کی طرف رخ کر کے کیوں سجدے کرتے رہے؟ معاذ اللہ معاذ اللہ بندے کو کچھ عقل سے کام لینا چاہیے آپ نے تو اللہ کی ذات پر الزام لگا دیا کہ بت خانے کو خدا نے قبلہ بنا دیا۔

چہیتیسواں ثبوت

دائرہ محارف اسلامیہ میں مولانا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت خانہ کعبہ شریف کے اندر ہوئی۔

چہتیسواں ثبوت

حضرت الشیخ صدر الدین خلی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور تصنیف ”روایع المصطفیٰ“ مطبع احمدی کانپور ص ۱۰ پر فرماتے ہیں امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔

سینتیسواں ثبوت

مفتی ابلسنت فاضل اکل علامہ عبد السلام رضوی نے اپنی قابل قدر تصنیف

”شہادت نواسۃ سید الامراء“ میں تفصیل سے لکھا ہے کہ مولانا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔

اڑھتیسواں ثبوت

مشہور دیوبندی مورخ مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں کہ آپ حضور ﷺ کی شادی کے تین سال بعد خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ (کتاب شہادت ص ۱۵۸)

اونالیسواں ثبوت

مناظر الہنت صاحب تصانیف کثیرہ علامہ ابو الحامد ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ مولانا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خانہ کعبہ میں پیدائش کے بارے میں الہنت کا جو نظریہ ہے فیروں کی کتابوں سے ثابت ہے۔ آپ نے نواب صدیق حسن بھوپالی کی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے ماننے والوں کو سوچنا چاہیے الہنت مولانا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مولود کعبہ مانتے ہیں یہ اتنا سکا نظریہ ہے جو تہاری کتابوں سے بھی ثابت ہے۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ دانائے رموز حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کے را میسر نہ شد این سعادت بکعبہ ولادت بمسجد شہادت
(ماہ طیبہ شعبان ۱۴۲۲ھ نومبر ۲۰۰۱ء)

شیخ سعدی کی شخصیت سے کون واقف نہیں ہے۔ مفتی صاحب نے خود بھی اپنے فتاویٰ میں آپ کے اشعار کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے مثلاً لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں یحییٰ سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے جیسا کہ شیخ سعدی شیرازی بوستان میں فرماتے ہیں:

ترمز لولاک حکیم بس است ثنائے تو ط و یلین بس است
(فتاویٰ فیہ جلد ۲ ص ۹۵)

فضائل و خصال مرتضوی علیہ السلام کے

منکرین کی تازہ وارادت

علامہ محمد ظیل الرحمن قادری ☆

مرکبہا کے ایک عالم دین میر غلام رسول قاسمی کی تالیف ”ضرب حیدری“ کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے والا ہر منصف حراجِ فحش یہ نتیجہ اخذ کر لیتا ہے کہ انہوں نے اپنی اس تالیف میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے دفاع کی آڑ میں فضائل و خصائص مرتضوی پر ہاتھ صاف کرنے کی نا منگور سعی کی ہے چنانچہ ہم نے بساطِ بحرِ کوشش کی کہ ان کی اس سازش کو بے نقاب کیا جائے۔ انہوں نے نہ صرف خصائص مرتضوی کا انکار کر ڈالا بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل و مناقب کو بھی ماسیاناہ انداز میں پیش کرنے کی جسارت کی۔

ملاحظہ فرمائیں کہ وہ ایک مقام پر آپ کے مولود کعبہ ہونے کی فضیلت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں:

”لیکن آپ (حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام) کے بے شمار فضائل ایسے بھی ہیں جنہیں ردِ افش نے آپ کے خصائص بنا کر مشہور کر دیا ہے اور ہمارے کلی سنی بھی تحقیق کے بغیر سر مارتے چلے جاتے ہیں مثلاً مشہور ہے کہ آپ علیہ السلام ہی مولود کعبہ ہیں حالانکہ حکیم بن حزام بھی کعبہ میں پیدا ہوئے تھے۔“ (ضرب حیدری، پار اول: ص ۸۳)

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بعض محدثین و مورخین نے حضرت حکیم بن حزام علیہ السلام کے مولود کعبہ ہونے کا ذکر کیا ہے لیکن مولود کعبہ ہونے کی فضیلت میں مولائے کائنات کے ساتھ حضرت حکیم بن حزام علیہ السلام کا یہ اشتراک کیا استقدر عام ہے کہ اسے بطور

منقبت بھی بیان نہ کیا جائے اور اگر کوئی بطور منقبت بھی اس کا تذکرہ کر دے تو قاضی مصنف اس پر رخصیت یا بھولے سنی ہونے کا الزام عائد کر دیں۔

مولود کعبہ ہونا حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کا خاصہ

ضرب حیدری کے مؤلف ان اکابرِ اہلسنت کے بارے میں کیا کہیں گے جنہوں نے مولود کعبہ ہونے کو مولائے کائنات علیہ السلام کا خاصہ قرار دیا ہے اور حضرت حکیم بن حزام علیہ السلام کے مولود کعبہ ہونے والی روایت کو تسلیم نہیں کیا۔ ذیل میں ہم ان اہل علم کی تصریحات پیش کر رہے ہیں:

۱۔ سہل ابن محمد رضی اللہ عنہ حنفی ۶۵۳ فرماتے ہیں:

وروی ان لاطمة بنت اسد كانت تطوف بالبيت و هي حامل بعلی عليه السلام فضرها طعم لها باب الكعبة فدخلت فوضعت فيها و كذا حكمه بن حزام و لدته امه فی الكعبة فقلت و قد اعرج لنا ابو نعیم العاصم حديقاً طويلاً فی فضلها الا انهم قالوا فی اسفادہ رسول بن صلاح ضعه ابن عدی فلذلك لم تذكره۔

(تذکرۃ العواص، بیروت لبنان،

باب اول، ص ۱۳)

۲۔ طامہ شیخ حسن بن مؤمن رحمۃ اللہ علیہ مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تالیف ”نور الابصار فی

مناقب آل بیت النبی المصطفیٰ“ میں لکھتے ہیں:

ابن عمر الرسول و سيف الله المسلول و
للدروسي الله عنه بمكة داخل البيت
الحرام على قول يوم الجمعة ثالث عشر
المحرم رجب سنة ثلاثين عام الفيل
..... ولما يولد في البيت الحرام قبله
احد سواك قاله ابن صباغ
(نور الابصار ص ۱۸۳، مطبوعہ بیروت)

۳۔ محدث ابن صباغ باکی فرماتے ہیں:

ولد علي عليه السلام بمكة المشرفة داخل
البيت الحرام في يوم الجمعة الثالث عشر
من شهر الله الاخير رجب الفرد سنة ثلاثين
من عام الفيل قبل الهجرة بثلاث وعشرين
سنة و قبل بمس وعشرين قبل البعثة
بألفي عشرة سنة و قبل بعشر سنين و لم
يولد في البيت الحرام قبله احد سواك و هي
فضيلة عصبه الله تعالى بها
(الفصول المهمة، مطبوعہ تہران،
باب اول ص ۳۰)

۴۔ صاحب مجمع البحرين نے خلیفہ خوارزمی موفق بن احمد (ت ۵۶۵) کے حوالے سے لکھا ہے:

ولد علي بمكة المشرفة داخل البيت
الحرام في يوم الجمعة الثالث عشر من
شهر الله الاخير سنة ثلثين من عام

الفيل قبل الهجرة بثلاث وعشرين و
قبل المبعث بألفي عشر سنة و قبل
بعشر سنين و لم يولد قبله احد و هي
فضيلة عصبه الله بها انجلا له و اعلاء
لمرتبة

(مناقب بحوالہ مجمع البحرين:
ص ۲۲۷ مطبوعہ عظیم آباد)

رحمت الہی کی بارش ہوتی ہے اس وقت عام
انجیل کا تیسویں سال تھا اور ہجرت سے تیس
سال پہلے یہ ولادت ہوئی اور بعض نے کہا
کہ حضرت علی بخت سے بارہ سال پہلے پیدا
ہوئے اور بعض نے دس سال کہا ہے اور یہ
بات طے ہے کہ آپ کے سوا خانہ کعبہ میں
کوئی پیدا نہیں ہوا ہے یہ وہ فضیلت ہے
جس سے خدائے آپ کو بخش کیا ہے عظمت
وراحت اور مرجے کی بلندی کے لئے۔

۵۔ معروف شافعی عالم حضرت علامہ عبدالرحمن الصفوری فرماتے ہیں:

ورایت فی الفصول المهمة فی معرفة
الائمة بمكة شرعها الله تعالى لابي
الحسن الماكلي رحمه الله ان علياً رضي
الله عنه ولدته امه بيجوف الكعبة شرعها
الله و هي فضيلة عصبه الله تعالى بها
(نزهة المجالس جلد دوم ص ۲۹۴)

۶۔ حضرت علامہ محمد بن علی التتال الشافعی فرماتے ہیں:

روى انه لما حضر بها (اي فاطمة بنت
اسد) المصالح اشعد و جمها فادخلها
ابوطالب الكعبة بعد العتمة فولدت فيها
علياً و قبل له يولد في الكعبة الاعلى
(فضائل امير المؤمنين ص ۴۰)

مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد کو
وقت ولادت حضرت علی رضی اللہ عنہ جب احساس
ورد ہوا تو حضرت ابو طالب نے انہیں
کعبہ میں بھیج دیا پس آپ نے علی رضی اللہ عنہ
کو کعبہ میں جتا اور کہا گیا ہے کہ حضرت علی
رضی اللہ عنہ کے علاوہ کعبہ میں کوئی پیدا نہیں ہوا۔

۷۔ معروف مورخ ابو الحسن علی بن حسین المسعودی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولد فی الکعبة قبلہ ولا بعدہ غیرہ
(ان (حضرت علی رحمہ اللہ) سے پہلے اور بعد
(الکعبة الوصیہ، ص ۱۲۹، مطبوعہ نجف ۱۹۵۵) میں کعبہ میں کسی کی بھی پیدائش نہیں ہوئی۔

۸۔ حضرت علامہ عبد الکبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تلك ولادة لم تكن قبل طفلها هذا
الوليد..... وتقبل الثور حين
انتهبوا يستبقون الى السيدة يعانقونها و
ياخذون بيد ها و يملان الاضمار
بطلة ذاك الذي كان بيت الله مولده
وسر الکعبة ثوبه

(الاعمار علی بن ابی طالب، جلد ۱، ص ۳۲)
حضرت حسین بن علی رحمہ اللہ اپنی تالیف روضة الشهداء میں امام

۹۔ ابو داؤد ہاکمی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اعلم ابو داؤد ہاکمی "آؤدہ کہ پیش از علی
و بعد از علی ہوا کس را این شرف نبود
کہ ویہ در خانه کعبہ مولود شدہ باشد
(روضة الشهداء: ص ۱۳۲، مطبوعہ لاہور)
امام ابو داؤد ہاکمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ
حضرت علی رحمہ اللہ سے پہلے یا ان کے بعد
کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ وہ کعبہ
میں پیدا ہوا ہو۔

۱۰۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فضائل او بسیار راست و مناقب او بہ
شمار اول ہاشمی است کہ ابو را ہاشمیہ
بزد و تولد او در خانه کعبہ بود و این
آپ کرم اللہ وجہہ کے فضائل و مناقب
بے شمار ہیں آپ پہلے ہاشمی ہیں جن کی
والدہ ماجدہ بھی ہاشمیہ ہیں آپ کی پیدائش

فضیلے است کہ پیش از ویہ ہاں
خاتہ کعبہ میں ہوئی اور یہ ایک ایسی فضیلت
مستصفیہ بود ہے جو آپ سے پہلے کسی کے حصے میں

(قرة العینین بتفضیل الشیعین مطبوعہ

دہلی سنہ ۱۲۸)

۱۱۔ معروف غیر مقلد عالم دین علامہ نواب صدیق حسن صاحب بھوپالی لکھتے ہیں:

ابن عمر رسول صہف اللہ المسلول مظهر
العجاب و الغرائب اسد اللہ الغالب
ہوئی ان سے پہلے کوئی بیت الحرام کے
(تکریمہ قومینین بقویہ مناقب الغلطاء
الواقعیین، ص ۹۹، مطبوعہ مفید عام آگرہ)

مولود کعبہ مولا علی رحمہ اللہ کی فضیلت

راقم نے درج بالا سطور میں صرف ان اہل علم کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے مولود
کعبہ ہونے کو مولائے کائنات سیدنا علی رحمہ اللہ کا خاصہ قرار دیا ہے اور جن صاحبان
علم نے مولود کعبہ ہونے کو حضرت مولائے کائنات رحمہ اللہ کی منقبت اور فضیلت قرار دیا ہے
ان کی تعداد تو درجنوں میں ہے برادر کرم حضرت علامہ سید عسکرت حسین شاہ گیلانی مدظلہ
العلی نے اپنی تالیف "تذکرہ ولادت سیدنا علی رحمہ اللہ کرم اللہ وجہہ" میں مستند حوالہ
جات کے ساتھ ان صاحبان علم کا ذکر کر دیا ہے جو قارئین دلچسپی رکھتے ہوں وہ اس کتاب
کا ضرور مطالعہ کریں۔

کیا یہ سب صاحبان علم رافضی ہیں؟

چنانچہ درج بالا سطور میں جن صاحبان علم و حشم نے مولود کعبہ ہونے کو حضرت
مولائے کائنات کا خاصہ قرار دیا ہے ان کے بارے میں ضرب حیدری کے مولف کیا
فرماتے ہیں؟ کیا یہ سب صاحبان علم رافضی ہیں معاذ اللہ؟ ویسے اس میں کچھ تعجب بھی نہیں
کہ وہ ایسا فرمادیں کیونکہ انہی کے فکری اور اعتقادی قبیلے کے بعض حضرات ان صاحبان علم

میں سے بعض پر یہ الزام لگا بھی چکے ہیں جن کا قصور صرف یہ ہے کہ انہوں نے مولود کعبہ ہونے کو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت یا خاصہ قرار دیا ہے لیکن وہ اس تاریخی حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتے کہ ان میں سے کسی ایک پر بھی رافضی ہونے کا الزام پندرہ صدیوں میں کسی معقول صاحب علم نے نہیں لگایا اور ان کے رافضی ہونے کی خبر پندرہویں صدی کے ان نام نہاد محققین ہی کو ہوئی ہے ان کو بھلا کون سمجھائے کہ آپ کی تحقیق کی امام ذہبی، امام ابن حجر عسقلانی، امام جلال الدین سیوطی، امام قسطلانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کی تحقیقات کے سامنے بھلا کیا حیثیت ہے اگر یہ سب حضرات امام حاکم رحمہ اللہ کو امام قرار دیتے ہیں تو پندرہویں صدی کے نام نہاد محقق کی بات پر بھلا کون کان دھرے گا جو انہیں نہ صرف شیعہ بلکہ رافضی بھی قرار دیتا ہے۔

غیر محتاط فتویٰ بازی

ان حضرات نے وطیرہ بنا لیا ہے کہ محدثین و متاخرین یا معاصرین میں جو صاحب علم بھی اہل بیت اطہار علیہم السلام کے ساتھ محبت کا دم بھرتا ہے اور ان کے فضائل و مناقب اور خصائص کو بیان کرتا ہے اس پر جھٹ سے شیعہ یا رافضی ہونے کا الزام لگا دیتے ہیں اور اگر کوئی ان کی حرکتوں کے باعث ان کے بارے میں یہ بھی کہہ دے کہ ان کے نامی اور خارجی ہونے کا خطرہ ہے تو یہ غیض و غضب سے بھڑک اٹھتے ہیں حالانکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ رفض اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت کا نام نہیں ہے کیونکہ ان نفوس قدسہ کی محبت تو امت پر واجب ہے اگر کوئی نام نہاد محقق کسی بھی صحیح العقیدہ مسلمان کو جب اہل بیت کی وجہ سے رافضی کہتا ہے تو وہ صاحب علم نہیں بلکہ بہت بڑا جاہل ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ ایسے ہی شخص کے بارے میں فرماتے ہیں:

لَا نَحْنُ فَطْلَانَا عَلِيًّا فَاتَّخَذْنَا رَوَافِضَ بِالْمُتَضَمِّلِ عَدُوًّا نَوِيًّا لِّلْجَهْلِ
یعنی مولیٰ علی کی فضیلت بیان کرتے ہیں تو ہم جہلا کے نزدیک متضلیل روافض

قرار پاتے ہیں۔ (مہدوان الامامہ الشافعی رحمہ اللہ: ۳۲۶، ۳۲۵)

شافعی ابو یعلیٰ حنبل رحمہ اللہ نے رفض کی تعریف یوں کی ہے:

حدثنا عبد الله بن احمد بن حنبل قال ہمیں امام عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ
منلت ابی عن الرافضی ؟ قال الذی نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں نے اہل
بسم ابابکر و عمر رضی اللہ عنہما حضور سے رافضی کے حلق در یافت کیا تو
(طبقات الحنابلة للرافضی ابی یعلیٰ انہوں نے فرمایا رافضی وہ ہے جو حضرات
الحنبلی ۱۰/۳) ابو بکر و عمر رحمہ اللہ کو برا کہے۔

امام المسند امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ غلبہ محبت اہل بیت شیعیت نہیں بلکہ سنیعت ہے ملاحظہ فرمائیں، ملاوی رضویہ ج ۵، ص ۱۸۳۔

کیا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ بھی رافضی ہیں؟

ضرب حیدری کے مولف نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بارے میں عجیب طریقہ اپنا رکھا ہے ہمیں خدشہ ہے کہ وہ کہیں یہ نہ فرمادیں کہ ان کا بھی شیعیت کی طرف میلان رہا ہے اس لیے اگر انہوں نے مولود کعبہ ہونے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاصہ قرار دیا ہے تو یہ اسی دور میں دیا ہوگا جب وہ مائل بہ تشیع تھے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنی تالیف ضرب حیدری میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ شروع شروع میں تفضیلی تھے اور بعد میں انہوں نے اس عقیدے سے توبہ کر لی تھی انہوں نے محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کتاب فیوض الحرمین سے ایک اقتباس پیش کر کے اپنے دعویٰ پر دلیل بھی فراہم کی ہے چنانچہ قاضی معتمد کے بقول محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بالذات اشارے پر عقیدہ تفضیل سے رجوع کر لیا تھا اور اس کے بعد انہوں نے اغفلیت شیخین پر ایک مستقل رسالہ بھی تحریر فرمایا جس کا نام قراء العینین فی تفضیل الشیعین ہے اسی لیے ہم نے بھی مولائے کائنات کے مولود کعبہ ہونے کو ان کا خاصہ قرار دینے کی بات حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے اسی رسالہ سے لی ہے۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے جب یہ رسالہ تحریر فرمایا اس وقت ان کا میلان تفضیل علی رضی اللہ عنہ کی طرف نہیں تھا۔ بالفاظ دیگر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ

ہونے کو ان کا خاصہ اس وقت قرار دیا جب ان پر تفصیل ہونے کا شک ختم ہو گیا تھا اب یہ بات الگ ہے کہ فاضل مصنف یہ نہ فرمادیں کہ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین کتبے کے بعد بھی حضرت شاہ صاحب پوری طرح سنی نہیں ہوئے تھے اور ان میں راضییت کے کچھ جراثیم ابھی باقی تھے۔ قارئین تعجب نہ فرمائیں کیونکہ فاضل مصنف کی پوچھیاں کچھ ایسی ہی ہیں ان کے نزدیک تفصیلی جلد ہی راضی ہو جاتا ہے اور یہ کہ تفصیلیوں کے دلائل سے راضییت لازم آتی ہے لہذا ہمارا یہ بیان کردہ احتمال بعید از قیاس نہیں کہ فاضل مصنف یہ گوہر الثانی کر سکتے ہیں کہ رسالہ قرۃ العینین بتفضیل الشیخین کتبے کے بعد بھی حضرت شاہ صاحب سے راضییت کے اثرات دور نہیں ہوئے تھے اس لیے انہوں نے مولائے کائنات ﷺ کے مولود کعبہ ہونے کو ان کا خاصہ قرار دیا ہے۔

موصوف کا دوسرا معیار

فاضل مصنف اپنے کسی بھی موقف کی تائید میں کسی بزرگ کے روحانی یا لسانی ارشادات کو ایک برہان قاطع کے طور پر پیش کر دیتے ہیں لیکن جب کوئی اور صاحب علم کسی دوسرے بزرگ کے مکلفہ کی بات کرے تو موصوف پھر جاتے ہیں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مسئلہ تفصیل پر انہوں نے حضرت شاہ صاحب کے روحانی ارشاد کو کس طرح بطور دلیل پیش فرمایا ہے لیکن اپنی اسی تالیف میں ایک دوسرے مقام پر کسی دوسرے مسئلہ کے بارے میں فرماتے ہیں: ”یہ مسئلہ خالص کشفی اور روحانی ہے جس پر قرآن و سنت سے واضح نص موجود نہیں ہے اور حقائق کی بنیاد کشف پر نہیں رکھی جاسکتی اور نہ ہی پوری امت کو کشفی معاملات کا مکلف ٹھہرایا جاسکتا ہے۔“ (ضرب حیدری: ص ۹۱)

فاضل مصنف کی ایک اور ایوانی ملاحظہ فرمائیں وہ اپنی تالیف میں جا بجا حضرت شاہ ولی محمد دہلوی رحمہ اللہ کے حوالے پیش کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کے روحانی اور کشفی معاملات سے استدلال کرنے سے بھی باز نہیں آتے جیسا کہ آپ نے درج بالا طور میں ملاحظہ فرمایا۔ مزید حوالہ جات کیلئے ضرب حیدری کے صفحات ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۱۰۳، ۱۰۴ اور غیرہ ملاحظہ فرمائیں۔ لیکن جب کوئی اور ان کے سامنے ان کے موقف کے برعکس انہی حضرت

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا حوالہ پیش کرتا ہے تو موصوف کا مزاج بگڑ جاتا ہے اور آپ سے باہر ہو جاتے ہیں ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ ”حضرت شاہ صاحب کی عمارت نہ قرآن ہے نہ حدیث اور نہ اعجاز جب تک شاہ صاحب نے یہ عمارت نہ کھسی تھی اس وقت تک ۱۲ سال تک امت کے عقائد کا دار و مدار کس پر تھا؟“ (ضرب حیدری: ص ۱۰۲)

کوئی ان سے یہ پوچھے کہ اگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ بھی معجز ملی شخصیت کا قول لائق استدلال نہیں ہے تو موصوف نے خود جا بجا ان کی کتابوں سے اقتباسات کیوں پیش کیے؟

ایک وضاحت

یہاں یہ وضاحت ہے ضروری ہے کہ ہم نے شروع میں صاحبان علم کے حوالہ جات اس لیے پیش نہیں کیے کہ ہمیں حضرت حکیم بن حزام کے مولود کعبہ ہونے کا انکار ہے کیونکہ ان کے مولود کعبہ ہونے پر جو روایت پیش کی جاتی ہیں اگرچہ وہ اصولاً ایک معضل روایت ہے اور بائیں طور ضعیف ہے لیکن محدثین نے فضائل و مناقب میں ضعیف احادیث کو بھی مستحکم مانا ہے اور انہیں قبول کیا ہے اس لیے ہم حضرت حکیم بن حزام رحمہ اللہ کے مولود کعبہ ہونے کی روایت کو ماننے میں جہور اہلسنت نے ہمیشہ سیدنا علی المرتضیٰ رحمہ اللہ کے دو فضائل کو جمع کر کے ان کا ایک خاصہ قرار دیا ہے۔ جس کی وضاحت کسی نے کیا خوب کی ہے۔

کے ما میسر نہ شد ایہا سعادت یہ کعبہ ولادت بمسجد شہادت دراصل ہمارا قصود یہ تھا کہ ہم ضرب حیدری کے مؤلف پر یہ بات آشکار کر سکیں کہ وہ غیر حقا فتویٰ بازی سے باز آجائیں کیونکہ اس کی رد میں کئی اکابرین اہلسنت بھی آجاتے ہیں۔

پیر سائیں کا نیا پیٹرا

حال ہی میں ”مولود کعبہ کون؟“ کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع ہوا ہے جس

میں یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ صرف حضرت حکیم بن حزام رحمۃ اللہ علیہ ہی مولود کعبہ ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مولود کعبہ ہونے کی نفی کی گئی ہے اس کتاب کا جواب بعض اہل علم لکھ رہے ہیں اس لیے راقم اس پر کوئی تبصرہ کیے بغیر صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ ضرب حیدری کے مولف نے اس کتابچے پر تقرید بھی لکھی ہے ان کی تقرید سے ایک اقتباس یہاں نقل کر رہا ہوں۔

”تقریر نے اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اور مضبوط دلائل سے حرین پایا ہے آپ اس کتاب میں دلائل سے پڑھیں گے کہ: کعبہ شریف میں پیدا ہونا سیدنا حکیم بن حزام رحمۃ اللہ علیہ کا خاصہ ہے، سیدنا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔ آپ کی جائے ولادت کو وہابیوں نے شہید کر دیا ہے ان میں سے ایک ایک جملہ بولتی ہوئی حقیقت ہے اگر کسی ایک آئمہ عالم نے سیدنا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو مولود کعبہ لکھ ہی دیا ہو تو اسے ان کے تسامح اور عدم توجہ پر محمول کرنا چاہیے۔“ (مولود کعبہ کون؟ صفحہ ۶۷، ۶۸)

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں

اس اقتباس نے ضرب حیدری کے مولف کے اصل چہرے کو بے غائب کر دیا ہے ضرب حیدری میں تو انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ صرف حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ ہی مولود کعبہ نہیں بلکہ حکیم بن حزام رحمۃ اللہ علیہ بھی مولود کعبہ ہیں اور اب یہ فرما رہے ہیں کہ کعبہ شریف میں پیدا ہونا سیدنا حکیم بن حزام رحمۃ اللہ علیہ کا خاصہ ہے اور سیدنا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ تو شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔ ضرب حیدری میں تو موصوف نے یہ فرمایا کہ مولود کعبہ ہونے کو سیدنا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا خاصہ ماننے والے رافضی ہیں اور یہاں فرما رہے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو مولود کعبہ سمجھنا شیعہ کا عقیدہ ہے۔ قرہان جاکیں اس ترقی مشکوک پر حضرت نے یہ بھی خیال نہیں فرمایا کہ ضرب حیدری میں تو وہ خود بھی سیدنا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو مولود کعبہ مان چکے ہیں ”لو آپ اپنے دام میں میاد آگیا“ کے مصداق ضرب حیدری کے مولف اپنے ہی فتوے کی زد میں آگئے۔

ہمارا ان کو ہمدانہ مشورہ ہے کہ وہ چاند کی طرف متحرک کے تھوکنے کی روش سے

ہاڑا جاکیں وگرنہ کسی کا کچھ نہیں بگڑے گا ان کا اپنا ہی چہرہ داغدار ہوتا چلا جائے گا۔ جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ حضرت علامہ سید عسکرت حسین شاہ گیلانی مدظلہ العالی نے اپنی تالیف ”تذکرہ ولادت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ“ میں حضرت علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مولود کعبہ ہونے پر مختلف ادوار کے تقریباً اسیالیس جید علمائے کرام کے اقوال جمع کیے ہیں اور اس ہر قسم پا کے تازہ فتوے کے مطابق یہ سارے کے سارے شیعہ ہو گئے بلکہ یہ تمام حضرات ان کی نظر میں ایک آدمہ ہیں۔

چراں کرے کہ در بگے نہاں است زمین آسمان او ہاں است
در اصل وہ رفتہ رفتہ بغض سیدنا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ میں گہری کھائی میں کرتے جا رہے ہیں اور وہ بھی پتھر میں نہاں اس کیزے کی طرح اپنا زمین و آسمان اس گہری کھائی کو کچھ بٹھتے ہیں۔ خدا اس کھائی سے نکلنے کی کوشش کریں تاکہ آپ کو پتہ چل سکے کہ امت نے جس کفرت کے ساتھ مولا علی رحمۃ اللہ علیہ کے مولود کعبہ ہونے کو مانا ہے اتنا حضرت حکیم بن حزام رحمۃ اللہ علیہ کے مولود کعبہ ہونے کو نہیں مانا۔ آج امت مسلمہ کا بچہ بچہ یہ جانتا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ مولود کعبہ ہیں لیکن حضرت حکیم بن حزام رحمۃ اللہ علیہ کا مولود کعبہ ہونا صرف اہل علم حضرات ہی کو معلوم ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مولود کعبہ ہونے کا تذکرہ جس روایت میں ہے اس کی سند متصل ہے جبکہ حدیث میں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جب کسی حدیث کو لوگ قبول کر لیں تو اس کی صحت کا حکم لگایا جائے گا خواہ اس کی کوئی صحیح سند نہ ہو امام بیہقی فرماتے ہیں:

يحكم للحديث بالنسبة لنا قلنا قلنا الناس
بالقبول وان لم يكن له اسناد صحيح
(تذريب الراوي، ج ۱، ص ۶۶)

راقم نے چند طور ضرب حیدری کے مولف کی تازہ ترین واردات کے حوالے سے اس امید پر پردہ گم کی ہیں کہ شاید ان کے دل میں ہماری یہ بات اتر جائے کہ متواتر تاریخی حقائق کی نفی کرنے کا جنون ان کو زیب نہیں دیتا۔

”مولودِ کعبہ کون“ کا علمی محاکمہ

علامہ قاری غیور احمد فیضی *

ماہِ رداں یعنی رجب المرجب ۱۴۳۲ھ میں ”مولودِ کعبہ کون“ کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع ہوا ہے، جس میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مولودِ کعبہ ہونے کی لٹی کی سچی ہے اور اس لٹی کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے:

اس کتابچے کی تالیف کا فرضی سبب

اس کتابچے کے مؤلف کے نزدیک اس کی تالیف کا سبب ظاہری یہ واقعہ ہے، وہ لکھتے ہیں:

”کچھ عرصہ پہلے اس طبقہ کے ایک صاحبِ ہمارے قصبہ میں تقریر کرتے آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہنے لگے: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا وقت آیا تو آپ کی والدہ کو حکم ہوا اے مریم! میرے گھر (بیت المقدس) سے نکل جا۔ لیکن جب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کا وقت آیا تو آپ کی والدہ کو حکم ہوا اے فاطمہ! اعدا جا! میری لختِ دیوار کعبہ شرف ہوئی اور جنابِ فاطمہ اعدا رہی گئیں۔“

(مولودِ کعبہ کون ص ۹)

مقررین کی غلطیوں پر کتاب لکھنے کی اچھی سنت

ہم عرض کرتے ہیں کہ اسی وقت مقرر صاحب سے اس واقعہ کی سند معلوم کی جاتی تو ان ہی سامعین کے سامنے اصل حقیقت آجاتی اور آپ کو اتنی دھت نہ اٹھانا پڑتی۔ غیر مقررین تو موضوع روایات اور من گھڑت واقعات اکثر بیان کرتے ہیں مثلاً:

کبھی وہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے بچوں کے ذمہ ہونے کی روایت

بیان کرتے ہیں۔

کبھی وہ حضور ﷺ کے ہر اسٹی کے قبر سے اٹھتے وقت براق کے آنے کا ذکر کرتے ہیں۔

کبھی وہ حضرت خضر علیہ السلام کے اب تک ذمہ ہونے اور ان کے محافل میں آنے کا ذکر کرتے ہیں۔

کبھی کہتے ہیں کہ فاروق میں صدیوں سے ایک عاشق سانپ خضر بیٹھا ہوا تھا، حالانکہ سانپ تو تھا مگر صدیوں سے بیٹھا ہوا تھا اور عاشق تھا، یہ کہاں سے لاتے ہیں؟

کبھی کہتے ہیں کہ گلاب کا پھول حضور ﷺ کے مبارک پسینہ سے پیدا ہوا، اور پھر پھول کو روکتے بھی ہیں۔

ایسے ہی اولیاء کرام کے حلق موضوع واقعات بیان کرتے ہیں، مثلاً: کبھی کہتے ہیں کہ ایک بدمعاش یا جہید یا جہید کہنے کی برکت سے پانی پر چل رہا تھا اور یا اللہ یا اللہ کہنے لگا تو ڈوبنے لگا۔

کبھی بڑھیا کے بیڑے اور پارہی برات کے ذمہ ہونے کی بات کرتے ہیں، اگرچہ قدرت و کرامت کی نگاہ سے یہ بعید نہیں مگر آپ کی ایسی تحقیق نگاہ سے اس پر کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

کبھی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کے سبب کا واقعہ بیان کرتے ہیں، کبھی سیدنا حضرت بابا فرید الدین گنج شمس رضی اللہ عنہ کے بھتیجی دروازہ کی بات کرتے ہیں، حالانکہ یہ بات کتابِ وصیت کے متانی ہے اگرچہ رحمتِ ایزدی کے متانی نہیں۔

اسی طرح اعمالِ صالحہ کے معاملہ میں موضوع روایات بیان کرتے ہیں، مثلاً:

کبھی کہتے ہیں کہ دورِ رکعت فضائے عمری پڑھنے سے ساری عمر کی

قضا نمازیں معاف ہو جاتی ہیں۔

کبھی کہتے اور لکھتے ہیں کہ جس نے شبِ برأت بچھب قدر شبِ معراج اور یومِ عاشورہ وغیرہ میں اتنی رکعات نماز اس طریقہ سے پڑھی تو اسے اتنا اور اتنا ثواب ملے گا، حالانکہ کسی بھی مخصوص شب اور مخصوص دن کے لیے مقررہ معین ثواب پر مشتمل نماز کی غیر موضوع حدیث میں مذکور نہیں۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ ان ایام و ایامی میں بلا تعین اور کسی مخصوص ہیئت و کیفیت کے بغیر کوئی نماز و عبادت کی جائے تو اس کا ثواب زیادہ بلکہ بے حساب عطا ہوتا ہے۔

کبھی کہتے اور لکھتے ہیں کہ جو فلاں مکہ پڑھے تو اس کے منہ سے ایک بزرگ عہد نکلا ہے جس کے ستر حوزہ سر ہوتے ہیں.....

ایسی کئی موضوع روایات اور کئی موضوع و بے سند مکر مشہور واقعات ہیں مگر خدا جانے کہ ہمارے نام نہاد محققین کی توجہ فقط سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ ہونے کی نفی کی طرف کیوں پٹی جاتی ہے اور مذکورہ بالا موضوع روایات و من گھڑت واقعات کی طرف کیوں نہیں جاتی؟ ممکن ہے اب مقررین کی غلطیوں پر مسائل لکھنے کی رسم کا آقا زہو چکا ہے تو شاید ہمارے محققین ان روایات و واقعات کی تحقیق بھی فرمائیں گے۔

بہر کیف اگر کسی مقرر نے واقعہ ایسا بیان کیا ہے تو یہ اس کی سنگین غلطی ہے لیکن کیا اس کے ازالہ کا طریقہ یہی ہے کہ ایک حقیقت کا انکار کر دیا جائے اور اس کے لیے امر الی سنت کو شیعہ کی فہرست میں شامل کر دیا جائے، اور مہمایہ فرق بتانے کی دھت بھی گوارا نہ کی جائے کہ اسلاف کرام کی اصطلاح میں شیعی کسے کہا جاتا تھا اور انہی کسے؟ رافضی اور شیعی کا فرق عرض کرنے سے پہلے مذکورہ کتابچے کا ایک اور سبب تالیف بھی سننے چاہئے۔

اس کتابچے کی تالیف کا حقیقی سبب

اس کتابچے کی تالیف کا ایک سبب تو مذکورہ بالا واقعہ ہے جو ”مولود کعبہ

کون“ کے مؤلف نے بیان کیا اور دوسرا سبب وہ ہے جو مؤلف کے بعض بزرگوں نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

”دو تین سال سے سنی علماء و افاض نے بعض مقامات پر ”جشن مولود کعبہ“ کا اہتمام کیا جو پہلے کبھی نہیں ہوتا تھا، ہوا حالہ اہل سنت کو اس چھیڑ خانی اور ردائش پروری کا لوٹ لینا پڑا۔ جو ان فاضل حضرت علامہ محمد لقمان صاحب دامت برکاتہم نے تحریری طور پر اس موضوع پر بھارت مجددہ قدم اٹھایا ہے۔“ (مولود کعبہ کون صفحہ ۶۷)

کیا ذکر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چھیڑ خانی اور ردائش پروری ہے؟

یہ اقتباس ایک شخص غلام رسول قاسمی کی تقریر سے لیا گیا ہے۔ اس نے ذکر المرتضیٰ کو چھیڑ خانی اور ردائش پروری کہا ہے اس پر عرض کرتے ہیں کہ ”جشن مولود کعبہ“ کا عنوان ہوا کوئی اور عنوان، اس میں ہوتا تو ذکر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہے تو وہ چھیڑ خانی اور ردائش پروری کیسے ہو گیا؟ ہاں اگر اس میں شیخین کریمین رضی اللہ عنہما سے برأت کا اظہار کیا جائے یا ان پر سب و شتم کیا جائے تو ایسی کارروائی یقیناً چھیڑ خانی اور رافضیہ پروری ہے۔ کیونکہ ذکر علی و اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کا نام رافضیہ نہیں بلکہ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما سے بیزاری کا نام رافضیہ ہے۔ چنانچہ علامہ محمد بن یعقوب فیروز آبادی لکھتے ہیں:

والواقض کل جند ترکوا قلادہم،
والرافضۃ الفرقتہم وفرقة من الشعة
بایعوا لہد بن علی، ثم قالوا: لہد تہراً
من الشیعین فأبى وقال: کنا ولہدی
جندی فہرکوا، ورافضوہ ورافضوا عنہ
والنسبة رافضیہ

(القاموس المحیط ص ۸۴)

”ردائش: ہر ایسا لنگر جو اپنے قائد کو چھوڑ دے ردائش ہے، اور رافضہ ان میں سے ایک فرقہ ہے، اور شیعہ میں سے ایک فرقہ ہے جنہوں نے امام زید بن علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، پھر وہ ان سے کہنے لگے: آپ شیخین سے برأت کا اظہار کیجئے۔ امام نے انکار کر دیا اور فرمایا: وہ میرے جدِ کریم رضی اللہ عنہ کے وزیر تھے اس

پرانہوں نے امام کو چھوڑ دیا اور ان سے الگ ہو گئے، اور رضی سے منسوب کو رافضی کہتے ہیں۔

بعض ائمہ کے نزدیک شیخین کریمین رحمۃ اللہ علیہما کسب وشم کرنے والا رافضی ہے، چنانچہ قاضی ابوبکر نے لکھے ہیں:

حدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل "ہمیں امام عبد اللہ بن احمد بن حنبل قال سألت أبي عن الرافضي؟ قال: الذي يسبُّ أبناكم و عمر رضي الله عنهما۔ میں نے ابا حضور سے رافضی کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: رافضی وہ ہے جو حضرات ابوبکر و عمر رحمۃ اللہ علیہما کو برا کہے۔"

(طبقات الحنفیہ لعلی بن علی الحنبلی ج ۲ ص ۱۰)

لہذا کوئی بھی ایسی محفل جس میں خلفاء راشدین رحمۃ اللہ علیہم پرست وشم اور طعن و تنقیج نہ کی جاتی ہو، اور اگرچہ اُس میں صحابہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی بہ نسبت اہل بیت کرام علیہم السلام سے زیادہ محبت کا اظہار کیا جاتا ہو تو اُس محفل کو بھیڑ خوانی اور روافض پروری نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اہل بیت کرام علیہم السلام سے زیادہ محبت شرعاً مطلوب ہے، اور یہ رافضیت نہیں بلکہ سنیعت ہے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"مسئلہ میں جو تمام خلفائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ حسنِ حدیث و کثرت اور حضرت امیر المومنین مولیٰ علی رحمۃ اللہ علیہ و وجہ النکوحہ کو ان میں افضل جانتا فحشی کہا جاتا بلکہ جو صرف امیر المومنین عثمان غنی رحمۃ اللہ علیہ پر تفضیل دیتا اُسے بھی فحشی کہتے، حالانکہ یہ مسلک بعض علمائے اہلسنت کا تھا اسی بناء پر متحدہ ائمہ کو مذکورہ شیعہ کہا گیا بلکہ کبھی محض ظنیہ محبت اہل بیت کرام رحمۃ اللہ علیہم کو شیعیت سے تعبیر کرتے، حالانکہ یہ محض سنیعت ہے۔" (لآوی رضویہ ج ۵ ص ۱۷۴)

سنی عجائب مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو راقم کی نصیحت

بہر کیف میں اپنے سنی عجائب اہل بیت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص "جشن مولود کعبہ" کے عنوان سے چھوٹا ہے اور اسے بھیڑ خوانی سمجھتا ہے تو کسی کو چھوٹا نا اچھی بات نہیں، لہذا سنیوں کو چاہیے کہ وہ یہ عنوان بدل دیں اور "جشن ولادت علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ" کے عنوان سے محافل سہالیا کریں۔ اس سے جہاں وہ بھیڑ خوانی کے گناہ سے بچیں گے وہیں روافض پروری کے فتویٰ سے بھی بچ جائیں گے۔

ہر چند کہ گذشتہ ادوار میں بعض لوگ کسی بھی عنوان سے ذکر علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے جڑے تھے اور جوڑ کر کرتا تھا اسے رافضی و غیرہ کے طعنے دیتے تھے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حوالی ۲۰۴ھ فرماتے ہیں:

لَا تَنْسُوْا قَوْلَنَا عَلَيْنَا قَوْلَنَا رَوَاكِبُ بِالْقَوْلِ بِعَدُوِّ النَّبِيِّ "جب ہم مولیٰ علی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت بیان کرتے ہیں تو جہلاء کے نزدیک

تفضیل روافض قرار پاتے ہیں۔" (عنوان الإمام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۲۵، ۳۲۶)

لیکن وہ تنگ نظر لوگ تھے جبکہ الحمد للہ یہ پندرہویں صدی ہے اور اب لوگ وسیع اطراف ہیں، لہذا جہاں وقات یافتہ و نبوی لیڈروں کے ہر مذہب ۱۷ے منائے جاتے ہیں وہاں سیدالاولیاء علی الاطلاق سیدنا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے یوم ولادت منانے پر کوئی کیوں چڑے گا؟ ہاں مگر "جشن مولود کعبہ" کے عنوان سے اجتناب لازم ہے تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے شیعہ ہونے کی ایک دلیل کا جائزہ

اتنا تو مؤلف مذکور کو بھی اعتراف ہے کہ امام حاکم رافضی نہیں تھے۔ اگرچہ مؤلف نے محمد اشعریہ کی قدیم اصطلاح کی وضاحت نہیں کی۔ مؤلف مذکور نے امام حاکم کے شیعہ ہونے پر جو دلائل پیش کیے ہیں ان میں یہ بات حوام الناس کے لیے باصفا تشویش ہو سکتی ہے کہ شیعہ علماء نے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی کتب میں شیعہ علماء سے لکھا

ہے۔ اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ اگر شیعہ مصنفین نے امام حاکم کو اپنا امام لکھ دیا ہے تو وہ تو مولیٰ علیؑ سے لیکر تمام ائمہ اہل بیتؑ کو اپنے ائمہ گمان کرتے ہیں حتیٰ کہ امام زید بن علیؑ علیہ السلام جنہوں نے شیخین کریمین کے بدخواہوں کے مطالبہ کو مسترد کر دیا تھا انہیں بھی اپنا امام لکھتے ہیں تو کیا ہمیں ان تمام ائمہ کرامؑ سے ہاتھ دھو لینا چاہیے؟

اور تو اور یہ عالم لوگ تو حضرت خواجہ عثمان المروندی المعروف شہباز فکندہ سہروردیؒ کے حزار پر بھی قبضہ کر چکے ہیں اور عملاً انہیں اپنا پیشوا قرار دے چکے ہیں، اور ہمارے شہزاد شریفؒ میں تو حضرت سید جلال الدین سرخ پوش بخاری سہروردیؒ، حضرت محمد دوم جہانیاں جہاں گشتؒ (جو کہ سہروردیؒ ہیں اور حضرت خواجہ بہاء الحقؒ ذکر کیا ملتانىؒ کے مریدین میں سے ہیں، شیخ سعدیؒ کے بھائی ہیں) کے حزارات پر بھی قبضہ کر چکے ہیں اور وہاں اپنے علم لگا دیئے ہیں تو کیا ہم ان سنی، حنفی اور سہروردی بزرگوں کو شیعہ تسلیم کر لیں؟

بہر حال اگر شیعہ مصنفین نے امام حاکمؒ کو اپنے ائمہ میں لکھ دیا اور پندرہویں صدی میں "مولود کعبہ کون" کے مؤلف پر یہ راز کھل ہی گیا تو اب ہمیں بتایا جائے کہ ہم اس مسئلہ میں امام ذہبی، امام ابن حجر عسقلانی، امام سیوطی، امام سقاوی، امام قسطلانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور امام احمد رضاؒ کی فیصلہ کن تحقیق پر عمل کریں یا مؤلف مذکور کی یکطرفہ تحقیق پر؟ کیونکہ یہ اور ان کے علاوہ تمام معتدل محدثین و مصنفین نے امام حاکمؒ کو اہل سنت کے ائمہ محدثین میں ذکر کیا ہے۔

امام حاکمؒ سے معلوم کیجئے کہ کیا وہ شیعہ ہیں؟

روافض و شیعہ چٹک کسی کو شیعہ کہتے رہیں مگر انصاف و دیانت کا تقاضا تو یہ ہے کہ جس شخص پر الزام ہو خود اُسی سے پوچھا جائے کہ وہ کون ہے، رافضی اور شیعہ ہے یا اہل سنت؟ ہر چہ کہ امام حاکمؒ اب بظاہر حیات نہیں مگر:

"عظم انسان کی ہمیشہ رہنے والی اولاد ہے۔"

عِلْمُ الرَّجُلِ وَكُلُّهُ عَقْلِي

اور ان کے قلم کا یقین اب تک موجود ہے، اور محاورہ ہے کہ:

"قلم ایک زبان ہے۔"

عِلْمُ أَحَدُ قَلَمَيْنِ

آئیے اُن کے قلم سے پوچھتے ہیں۔ اُن کا قلم یہ ہے کہ امام حاکمؒ نے "المستدرک علی الصحیحین" میں ایک کتاب "معرفة الصحابة" کے نام سے قائم فرمائی ہے اور اس میں وہ سب سے پہلے برعایتِ ترتیب خلافت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے فضائل کو لائے ہیں، حالانکہ قبولِ اسلام کی ترتیب کو ملحوظ رکھا جاتا تو سب سے پہلے سیدنا خدیجہ الکبریٰ، پھر سیدنا علی المرتضیٰؓ اور پھر سیدنا زید بن حارثہؓ کا ذکر آتا۔ مگر چونکہ امام حاکمؒ سنی امام ہیں اس لیے انہوں نے سنی ترتیب کو ہی قائم رکھا۔ ایمان سے بچائیے آجکل کی اصطلاح کے مطابق کسی شیعہ مصنف کی کتاب میں فضائل صحابہ اور پھر اس ترتیب سے ملنے ہیں؟

امام حاکم کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

امام حاکمؒ شیعہ تھے یا سنی؟ اس سلسلہ میں بھی بہتر ہوگا کہ پندرہویں صدی کے لوگوں کی بجائے امام حاکم کے معاصرین سے معلوم کیا جائے کہ اُن کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟ کیونکہ نماز جنازہ کے وقت ہی راز کھلتا ہے کہ مرنے والے کا تعلق کس مذہب سے تھا۔ اس سلسلہ میں راقمِ قلم نے علماء اہل سنت کی کتب کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ امام حاکم کی نماز جنازہ قاضی ابوبکر بخاریؒ نے پڑھائی۔

(طبقات الشافعية ج ۲ ص ۲۳۷، سمر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۱۰۶)

قاضی ابوبکر بخاریؒ کا نام احمد بن حسن ہے، یہ خطیب بغدادیؒ، امام بخاریؒ،

امام الحرمین ابوہریرہ الجونی، داتا گنج بخش کے عظیم ساتھی امام ابوالقاسم انصاریؒ اور امام

حاکمؒ کے اُستاد تھے۔ (سمر اعلام النبلاء ملخصاً ج ۱۳ ص ۲۲۸)

بعد از وصال امام حاکمؒ کا مقام

امام تاج الدین اسکیؒ اور امام ذہبیؒ لکھتے ہیں:

”حسن بن احمد القرشی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام حاکم رحمہ اللہ کی خواب میں زیارت کی وہ بہترین حالت میں ایک گھوڑے پر سوار تھے اور فرما رہے تھے: نجات ہوگئی۔ میں نے عرض کیا: اے حاکم! کس سبب سے؟ فرمایا: حدیث لکھنے کی وجہ سے۔ امام سبکی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں: اسی طرح صحیح ہے، رحمہ اللہ (اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت فرمائے)۔

(طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۴۳۷، سیر أعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۱۰۴)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ”رحمہ اللہ تعالیٰ“ کے الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۶۶)

یہ ہیں وہ امام حاکم رحمہ اللہ جنہیں ”مولود کعبہ کون“ کے مؤلف نے شیعہ لکھ دیا اور صحابہ وضاحت نہ کی کہ اسلاف کرام کی اصطلاح میں شیعیت اور تشیع کس معنی میں استعمال ہوتے تھے تاکہ عصر حاضر کے لوگ انہیں آج کل کا شیعہ تصور کر کے اُن سے نفرت کریں اور اُن کی بیان کردہ احادیث کو قبول کرنے سے اجتناب کریں۔

نہ جانے ہمیں کیا ہو گیا کہ ہم اپنے معاصرین علماء ربانی کو بھی اپنی صفوں سے خارج کرنے کی کوشش میں سرگرداں ہیں اور اسلاف کرام پر بھی ہاتھ صاف کرنے پر تے ہوئے ہیں؟ شاید ہم نظربد کا شکار ہیں۔ یا اللہ! ہمیں غور و فکر کی سعادت عطا فرما، ہمیں دینی وسعت عطا فرما، ہماری اصطلاح فرما اور ہم سب کو اکٹھا فرما، آمین!

مستدرک میں موضوع احادیث کا سبب

اس کا صحیح سبب وہی ہے جو مؤلف مذکور نے حافظ ابن جریر عسقلانی کے الفاظ میں یوں لکھا ہے:

قال شیخ الاسلام نوافل ما وقع للحاکم العسقلانی لانه سواد الكتاب لم ينفقه سبب یہ ہے کہ انہوں نے کتاب قاعطلعہ المذمومہ (مستدرک) کا مسودہ تیار کیا، ابھی نظر

(مولود کعبہ کون ص ۳۳) فانی کرنی تھی کہ انتقال کر گئے۔

یہی واحد سبب ہے، اس کے علاوہ باقی تمام اقوال مردود ہی نہیں بلکہ امام حاکم رحمہ اللہ کے معروف لقب کے بھی خلاف ہیں۔ امام حاکم کا نام مبارک محمد بن عبد اللہ ہے اور کنیت ابو عبد اللہ ہے، جبکہ ”الحاکم“ اُن کا لقب ہے۔ اصطلاح محدثین میں ”حاکم“ اُس محدث کو کہا جاتا ہے جسے تمام احادیث مرویہ کا متن یاد ہو اور وہ اُن کی سند سے بھی پوری طرح باخبر ہو، جبکہ حافظ وہ محدث ہوتا ہے جسے ایک لاکھ احادیث سند و متن کے ساتھ یاد ہوں، اور امام اُس محدث کو کہتے ہیں جو حدیث، فقہ اور تمام علوم دینیہ میں ہا کمال ہو۔ جب آپ نے اصطلاح محدثین میں حافظ حاکم اور امام کی تعریف سناحت فرمائی تو آپ نے مثنیٰ محدثین سے سنئے وہ امام حاکم رحمہ اللہ کی شان میں کیا کہتے ہیں۔ امام ذہبی لکھتے ہیں:

الإمام الحافظ العائد العلامة شیعہ ”وہ امام، حافظ، ناقد، علامہ اور شیخ المحدثین۔“

پھر لکھتے ہیں:

صف و عزم و جرم و عدل و صبر و عزج کی، جرح و تعدیل کی، احادیث کی صحت و طاعت بیان کی، وہ علم کے سمندروں میں سے تھے۔

ایک اور مقام میں فرماتے ہیں:

الحافظ الکبیر امام المحدثین۔ ”بڑے حافظ الحدیث اور محدثین کے امام تھے۔“

(تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۶۶)

امام اہل سنت امام سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كان إماماً جليلاً وحافظاً حليلاً أثق على إمامته وجلالته وعظم قدره۔ ”وہ امام جلیل تھے اور بہت بڑے حافظ تھے، اُن کی امامت، جلال و عظمت اور عظمیٰ مرتبہ پر اتفاق کیا گیا ہے۔“

(طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۱۶۰)

لہذا اتنی بات تو کسی حد تک قرین قیاس ہے کہ امام حاکم رحمہ اللہ کو "المستدرک علی الصحیحین" کی تحویض (یعنی نظر ثانی) کا موقع نہ ملا ہو لیکن یہ سمجھنا درست نہیں کہ وہ تشیع یا قصب کی وجہ سے ڈیڑی مارتے تھے۔

آئیے اب اصل مقصود کا رخ کرتے ہیں۔

حکیم بن حزام رحمہ اللہ کے مولود کعبہ ہونے کی روایت کا تحقیقی جائزہ

"مولود کعبہ کون" کے مؤلف نے حضرت حکیم بن حزام کے مولود کعبہ ہونے کے ثبوت میں اپنی توانائی ساری خرچ کر ڈالی اور یہ غور نہیں فرمایا کہ اس تاریخی روایت کے مرکزی راوی مصعب بن عبداللہ اور حضرت حکیم بن حزام کے دور میں کتنا فرق ہے؟ یاد رکھیے! حضرت حکیم بن حزام کی ولادت اور مصعب بن عبداللہ کی ولادت کے مابین دو صدیوں سے بھی زیادہ فرق ہے۔

مصعب بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت القرظی الاسدی، الزہری کی وفات 236ھ میں ہوئی اور انہوں نے (81 برس عمر پائی، اس حساب سے اُن کی ولادت کا سال 156ھ بنتا ہے۔ جبکہ حضرت حکیم بن حزام رحمہ اللہ کی وفات (50ھ) میں ہوئی اور وفات کے وقت ان کی عمر 160 برس کی تھی، انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ ولادتِ مصطفوی ﷺ سے تقریباً تیرہ 13 سال قبل پیدا ہوئے۔ اس حساب سے ان کی وفات اور حضرت مصعب کی پیدائش کے مابین 96 برس کا فاصلہ بنتا ہے اور حضرت حکیم بن حزام کی پیدائش اور مصعب کی پیدائش کے درمیان 216 برس کا فرق بنتا ہے، اور اگر اس میں اُن کے سمجھ و فہم کی عمر کے کم از کم 10 برس حریہ شامل کیے جائیں تو پھر (226) سال کا فاصلہ بنتا ہے۔ اب آپ خود سوچئے کہ جس شخص کی اپنی پیدائش 216 برس بعد ہوئی وہ کیونکر اپنے سے اتنا برس پہلے شخص کی پیدائش کے حلق جان سکتا ہے کہ وہ کہاں پیدا ہوا؟ ہاں اگر کہا جائے کہ اُس نے دوسروں سے سن رکھا ہوگا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کون ہیں؟

مصعب بن عبداللہ کی روایت کا انتظام

یہ مصعب بن عبداللہ طبقہٴ عائشہ (دسویں طبقے) سے ہے، اور وہ یہ طبقہ ہے جسے کسی تابعی سے ملاقات حاصل نہیں، اور چونکہ یہ شخص ولادتِ نبوی ﷺ سے بھی تقریباً تیرہ برس قبل کا واقعہ نقل کر رہا ہے اور اس واقعہ کے اور اس کی ولادت کے درمیان 216 برس کا فرق ہے، لہذا یہ روایت منقطع ہی نہیں بلکہ معطل ہے، کیونکہ اس کی ابتداء سے ہی دو سے زائد راوی ساقط ہیں۔ حافظ ابن حجر مستطانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إن كان يالين فصاعداً مع العوالي
فهو المعطل بولالته والمنتقطع
(شرح توطئة الفکر ص ۶۹) منقطع ہے۔

میر سید شریف البحر جانی اور علامہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

وإن روى التلميذ عن الصحابي لصحة
أدرك وقوعها كان معصداً وإن لم
يدرك وقوعها وأسندها إلى الصحابي
كان معصداً وإن لم يدركها ولا أسند
حكايها إلى الصحابي فهي منقطعة
(ظفر الأمانی بشرح مختصر مسند
الشریف البحر جانی ص ۲۲۳)

خود سوچئے کہ اگر تابعی واقعہ کو نہ پاسے یا اُس کی سند صحابی تک نہ پہنچائے تو اُس کی روایت منقطع ہے تو مصعب بن عبداللہ نے تو تابعین کو بھی نہیں پایا کیونکہ وہ طبقہٴ عائشہ سے ہے، اور یہ وہ طبقہ ہے جس کی کسی تابعی سے ملاقات ثابت نہ ہو۔

(تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۹)

جبکہ اس واقعہ کو صحابی نے پایا ہے اور نہ کسی تابعی نے اور تیج تابعی نے اس کی

عبدالقین تطلہ بن مالک بن عجلان الساعدي۔ اُنہا کائنات ذات پورہ فی نساء من العرب إذ اقبل ابو طالب كتباً حرمہ کلت لہ ما شئت یا اباطالب؟ قالہ ان فاطمہ بنت اسد فی شدۃ المغاضی ثم وضع یدہ علی وجہہ

فہینا ہو کذلک ہذا اقبل محمد ﷺ فقال لہ ما شئت یا عمو فقال ان فاطمہ بنت اسد تشکی المغاضی فاعزمتہ وجاء وہی مہم فہاء یمالی الکعبہ فاجلسہا فی الکعبہ ثم قال: اجلسی علی اسم اللہ لقال تطلعت طلعت ولدت غلاماً مسروراً نظیفاً مفضلہم ار کحسن وجہہ فسماہ ابو طالب علیاً وحملہ النبی ﷺ حتی اداہا الی منزلہا۔ قال علی بن الحسن علیہم السلام: لو اللہ ما سمعت بشئ قط إلا وهذا احسن منه

(مناقب علی بن ابی طالب
للمغازلی ص ۲۷، ۲۸)

خواتین موجود تھیں۔ اُن میں سے ایک خاتون آگے آئیں تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے آپ کون ہیں؟ اس نے کہا: میں بنو ساعدہ کی زیدہ بنت قریبہ بن مغلان ہوں۔ میں نے اس سے کہا: کیا تمہارے پاس کوئی ایسی خبر ہے جو ہمیں بتا دے؟ اس نے کہا یہ خدا ہے، مجھے میری والدہ ام عمارہ بنت عمارہ بن تطلہ بن مالک بن مغلان الساعدی نے بیان کیا کہ وہ ایک روز عرب خواتین میں موجود تھیں کہ اچانک حرث ابوطالب رضی اللہ عنہ پریشان اور گھٹن حالت میں تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: ابوطالب خبر تو ہے؟ فرمانے لگے: فاطمہ بنت اسد درودہ میں چلا ہے، پھر اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ رکھ دیئے۔ ہم ابھی اسی حال میں تھے کہ [سیدنا] محمد ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: بچا جان! خبر تو ہے؟ عرض کیا: فاطمہ بنت اسد کو درودہ کی شکایت ہے۔ حضور ﷺ نے اُن کے ہاتھ سے پکڑا اور [واپس] آئے تو سیدہ فاطمہ بنت اسد بھی ہمراہ تھیں۔ یہی حضور ﷺ انہیں کعبہ معظمہ کی طرف

لے گئے اور کعبہ کے اندر بٹھا دیا، پھر فرمایا: اللہ جل جلالہ کے نام کی برکت سے بیٹھ جاؤ۔ فرمایا: پس وہ اچانک اس تکلیف سے آزاد ہو گئیں اور انہوں نے ایک سرور اور صاف سحرے بچے کو جنم دیا، ایسے حسین چہرے والا نہیں دیکھا گیا۔ پھر ابو طالب نے اس کا نام علی رکھا اور نبی کریم ﷺ نے اسے اٹھایا حتی کہ فاطمہ بنت اسد کے گھر پہنچا دیا۔

امام علی بن حسین [الزین العابدین] رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: خدا کی قسم میں نے جو کچھ سن رکھا ہے یہ واقعہ اس سب سے خوبصورت ہے۔

مناقب المغازلی کے محقق نے لکھا ہے کہ اس خبر کی سند میں زیدہ بنت قریبہ اور اس کی والدہ کو ہم نہیں جانتے اس سے وہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ یہ دوراوی غیر معروف ہیں۔ اگر اُن کی یہ بات ٹھیک بھی ہو تب بھی یہ روایت مقبول ہے، کیونکہ جب غیر معروف راوی سے کوئی ثقہ اور معتبر شخص روایت لے لے تو وہ قائل قبول ہو جاتی ہے، اور سید الساجدین، خیر السالین سیدنا زین العابدین علیہ السلام سے بڑھ کر کون ثقہ اور معتبر ہوگا؟ انہوں نے نہ صرف یہ کہ اس روایت کو قبول کیا ہے بلکہ وہ اس پر خوش بھی ہوئے ہیں۔

”مولود کعبہ کون“ کے مؤلف کی بے احتیاطی

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ ہونے کی روایت معروف اور مشہور تھی، شاید اسی شہرت کے معنی میں امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے

متواتر فرمایا ہے، اور اس کی لفظی کو مصعب بن عبداللہ کا وہم قرار دیا ہے، جس پر ”مولود کعبہ کون“ کے مؤلف نے یوں تبصرہ فرمایا ہے:

”امام حاکم نے جن کی بات کو وہم قرار دیا ہے یہ حضرت ابو عبداللہ مصعب بن عبداللہ قرظی اسدی، ایک صحابی رسول ﷺ کی اولاد سے تھے، اور نسب کے بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے دیگر ملا کے علاوہ سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ محدثین نے انہیں حبشہ، ثقف اور حدود حبشہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ تو امام حاکم کا ایسے جلیل المرتبت امام کی ایسی بات کو جس کے دیگر محدثین بھی مؤید ہیں، بلا دلیل وہم قرار دینا بذات خود وہم اور بہت بڑا تسارع ہے۔“ (مولود کعبہ کون؟ ص 31)

اس اقتباس میں چند باتیں قابل اعتراض ہیں:

۱۔ پہلے خط کشیدہ مقام کو غور سے پڑھئے، اس سے کسی غیر نبی انسان کے بارے میں عصمت کے عقیدہ کا تاثر ملتا ہے، حالانکہ یہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ وہ ائمہ اہل بیت کو محصور مانتے ہیں۔ اگر یہ تیسری یا چوتھی پشت میں صحابی کی اولاد ثابت ہوتے ہیں تو کیا ہوا؟ کیا امام عالی مقام علیہ السلام کے قاتلین کا سرفہرہ بڑے کی فوج کا سپہ سالار عمر بن سعد ایک عظیم صحابی سیدنا سعد بن مالک ابو دقاس رضی اللہ عنہ کا بیٹا نہیں تھا؟

۲۔ مؤلف ”مولود کعبہ کون“ اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لیے مصعب بن عبداللہ کو جلیل المرتبت امام کہہ گیا، اور یہ اُس کا وہم ہے۔ کیونکہ مصعب بن عبداللہ ایسی بدعتیہ کی میں جھلکا تھا جس سے افکار کی پاداش میں امام اہل سنت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو دشمن معاصی و مشکلات سے گزرنا پڑا، اور اس کی یہ بدعتیہ کی قرآن کریم کو مخلوق مانا تھا۔ چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ اور امام عسقلانی رحمہ اللہ اس کے حالات میں حضرت ابو بکر المروزی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

قلت له بعد کان وکیم ونبوکرین ”میں نے اُس (مصعب بن عبداللہ) عیاش یقولان: القرآن غیر مخلوق سے کہا: حضرت وحید اور ابو بکر بن عیاش

قال: اعطأ وکیم ونبوکر۔ قلت له: فصدان مالک انه قال غیر مخلوق، قال انکم سمعتم۔

فرماتے ہیں: قرآن مخلوق نہیں ہے۔ کہنے لگا: وحید اور ابو بکر نے خطا کی ہے۔ میں نے کہا: ہمارے پاس ثبوت ہے کہ

(تاریخ الإسلام للذهبي ج ۶ ص ۳۱۵) التہذیب الصغیر ج ۸ ص ۱۹۳

امام مالک نے فرمایا: قرآن غیر مخلوق ہے۔ کہنے لگا: ہم نے نہیں سنا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قال الحسن بن محمد: کان مصعب یقول: مصعب من لا یفقد۔

”حسین بن فہم نے بیان کیا: مصعب قرآن کریم کو غیر مخلوق ماننے میں توقف

کا قائل تھا اور جو توقف نہیں کرتا تھا وہ اُس پر اعتراض کرتا تھا۔“ (میزان الاعتدال ج ۶ ص ۴۳۷)

جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا کہ اس نے امام وحید اور امام ابو بکر بن عیاش رضی اللہ عنہما کو اسی مسئلہ کی وجہ سے خطا وار ٹھہرا دیا۔

انہوں صد انہوں کہ اپنی بات بنانا مقصود تھا تو ”مولود کعبہ کون“ کے مؤلف نے بدعتیہ معتزلی شخص کو جلیل القدر امام بنا دیا اور امام حاکم جو کہ امام اہل سنت ہے اسے شیعہ کے کھاتے میں ڈال دیا۔ انہیں تم انہیں!

۳۔ ”مولود کعبہ کون“ کے مؤلف کی تیسری جرأت یہ ہے کہ جس بات کو پر امام ذہبی ایسے فساد خاموش رہے اور مصعب سے وہم کی نسبت کی لفظی اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ ہونے کے متواتر لفظی نہ کر سکے اُسے یہ صاحب مسترد کرنے کی ناکام کوشش میں مشغول ہو گئے۔ ارے یہاں اتنا سوچنا چاہیے کہ جس بات کو آپ کے تمام پیش کردہ معضنین ضعیف سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکے اور نہ ہی جناب اسے موضوع و کذب ثابت کر سکے، اس کی تردید میں اس قدر کدو کاوش کی آخر کیا ضرورت ہے؟

دیکھئے امام ذہبی رحمہ اللہ نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

ولہ منقبہ وھوانہ وللدی جوف الکعبہ "اور ان کی منقبت ہے وہ یہ کہ وہ کعبہ (تاریخ الإسلام للذھبی ج ۲ ص ۳۰۴) کے اندر پیدا ہوئے۔"

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ اس منقبت کی سند متصل ہے جو کہ ضعیف کی ایک قسم ہے، اور مناقب میں ضعیف حدیث چلتی ہے۔ جو جس طرح یہ ضعیف ہے اسی طرح زیادہ سے زیادہ موٹی علی کے مولود کعبہ والی روایت بھی ضعیف ہے۔ پھر یہ کتنی بڑی ناانسانی ہے کہ حضرت حکیم بن حزام رحمۃ اللہ علیہ والی روایت کے اثبات پر اور موٹی علی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کی لٹی پر زور لگایا جا رہا ہے۔ آخر کیوں؟ کیا موٹی علی کو مولود کعبہ ماننا معبود ماننے کے مترادف ہے؟

آخری گزارش

آخر میں راقم اہم مرض کرتا ہے کہ اتنی شدت ابھی نہیں ہوتی، جو بات اہل اسلام میں معروف اور مقبول ہو جائے اور اصول شریعت سے کھرائی نہ ہو تو اس کی سند بھی پھر بھی قابل قبول ہوتی ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یحکم للحدیث بالصحة إلتقاء الناس "جب لوگ کسی حدیث کو قبول کر لیں بالقبول وإن لم یکن له إسناده صحیحہ۔ تو اس کی صحت کا حکم لگایا جائے گا، اگرچہ اس کی کوئی صحیح سند نہ ہو۔"

(تدوین الراوی ج ۱ ص ۶۶)

قاضی ابویعلیٰ خلیل لکھتے ہیں:

حدثنا أبو یکر المروزی قال: سألت أحمد بن حنبل عن الأحادیث التي تردھا الجھمة فی الصفات والرفیة والاسرار وخصلة العرش أقصصھا وقال: قد تلحقھا الأمثال بالقبول۔

(طبقات المتأہل ج ۱ ص ۱۳۸)

قرار دیا اور فرمایا انہیں امت قبول کر چکی ہے۔"

اور یہ خدا کی قدرت ہے کہ امت نے جس قدر موٹی علی رحمۃ اللہ علیہ کے مولود کعبہ ہونے کو مانا ہے اتنا کسی دوسرے کو نہیں مانا۔

وضاحت

قارئین کرام! میری یہ معمولی سی کاوش اس لیے نہیں کہ میں موٹی علی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے مولود کعبہ ہونے کی فضیلت کو ثابت کرنا چاہتا ہوں بلکہ میری یہ کوشش فقط اس لیے ہے کہ ایک ثابت و مقبول واقعہ کو جو جھٹلانے کی کوشش کی گئی ہے، اس کا سد باب ہو سکے اور قارئین کرام پر واضح ہو سکے کہ بعض مرتبہ کوئی تحریر بظاہر حوالہ جات سے مزین تو ہوتی ہے مگر اس کی حقیقت نقاش دنگار والے غبارے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ جبکہ اس سلسلے میں میرا عقیدہ یہ ہے کہ موٹی علی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت فی الکعبہ سے موٹی علی رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں بلکہ کعبہ کی عظمت بڑھی ہے۔

فائدہ:

یقین فرمائیے کہ جس طرح "مولود کعبہ کون" کے مؤلف نے حضرت حکیم بن حزام رحمۃ اللہ علیہ کے مولود فی الکعبہ ہونے پر حوالہ جات دیئے ہیں میں اس سے زیادہ موٹی علی رحمۃ اللہ علیہ کے مولود کعبہ ہونے پر پیش کر سکتا ہوں مگر مجھے اس بحث کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس پر موضوع پر حضرت قبلہ سید عظمت حسین شاہ گیلانی مدظلہ العالی کی مدلل و مفصل کتاب موجود ہے۔ میں اس کتاب کے معترف اور پیشراز سے اقبل کرتا ہوں کہ اس کتاب کو سب جامہ میں اور جدید و آگرائی میں چھاپا جائے۔

ہم کمال کیا گئے؟ مرضی کے اے علامہ
اور منزل ہیں جب کہ مرجہ ہوتا علی

مولود کعبہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مفتی محمد عارف گلزادی سیالوی ☆

آپ کی ولادت بروز جمعہ ماہ رجب عام الفیل کے تیسویں سال ہوئی۔ قدیم زمانہ سے سلف صالحین کا غلامہ تحقیق یہ ہے کہ اسد اللہ الغالب خلیفۃ الرسول امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت ہاسعدت کعبۃ اللہ شریف کے اندر ہوئی جمہور المسلمین و جماعت اس پر متفق ہیں جیسا کہ شیخ المحقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں لکھا ہے۔

وہووف الامۃ وگلغفہ اندکہ یود ولادت سیرت لکامان امت نے کہا ہے کہ آپ کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی۔

(مدارج النبوت ج ۲)

اسی طرح امام شیخ عبدالرحمن منوری الشافعی رحمہ اللہ نے "المصول المحمّدی" معرفۃ الاممۃ کے حوالے سے بڑی وضاحت سے لکھا ہے:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ حکم مادر سے جوف کعبہ میں پیدا ہوئے تھے۔ قاطرہ بنت اسد کو شدت سے دروزہ شروع ہوا تو ابو طالب نے ان کو کعبہ کے اندر داخل کر دیا اس کے بعد ایک ہی روز میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔ (نزہت المجالس ج ۲)

اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "کوالۃ الخلفاء عن خلافة الخلفاء" میں امام حاکم کے حوالے سے قوا تر سے ثابت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی۔ غیر مقلدین کے امام نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے "تکریم المؤمنین بتقویہ مناکب خلفاء الراشدین" میں لکھا ہے:

ان تمام دلائل کے پیش نظر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سیدنا اسد اللہ الغالب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت ہاسعدت بیت اللہ شریف کے اندر ہوئی اور یہ بات شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے مطابق قوا تر سے ثابت ہے یہ نصیحت خاص آپ کو ہی حاصل ہوئی یاد رہے کہ عمرو بن حزم کی ولادت کعبہ کے اندر اتفاقاً ہوئی اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ کے اندر مشیت الہی کے تحت قصدا ہوئی ہے۔

کے ما میمر نہ ایما شد سعادت کعبہ ولادت، بمسجد شہادت

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

مِنْ بَكْتٍ مَوْلَاةُ فِعْلٍ مَوْلَاةُ

الْأَوَّلِ مَوْلَاةُ

وَعَلَاةُ مَوْلَاةُ

جس کا میں مولا ہوں اس کا علی رضی اللہ عنہ مولا ہے۔ اے پروردگار تو اس سے محبت رکھ جو علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھ جو علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھے۔ (مسند رک جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

آج کعبہ میں جب عالم رحمانی ہے
توحید کے گھن میں بہار آئی ہے
لم یلد ی مرا ایمان ہے لیکن یارب
حیرے گم سے کسی بچے کی صدا آئی ہے

مولود کعبہ

- ☆ حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ.....
مقرر اسلام حضرت علامہ سید عبدالقادر جیلانی
- ☆ مولائے مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف جمیلہ..... حیدر بہار باغ خصال محمد اسد
..... سید شریف احمد شرافت نوشاہی
- ☆ مولود کعبہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چالیس حکمت آواز اور حکمت
آپ مرزا شاداد..... مرزا عابد احمد
- ☆ مولائے مرتضیٰ مولود کعبہ..... صاحبزادہ سید صفی اللہ شاہ بخاری



مولود کعبہ نمبر
سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

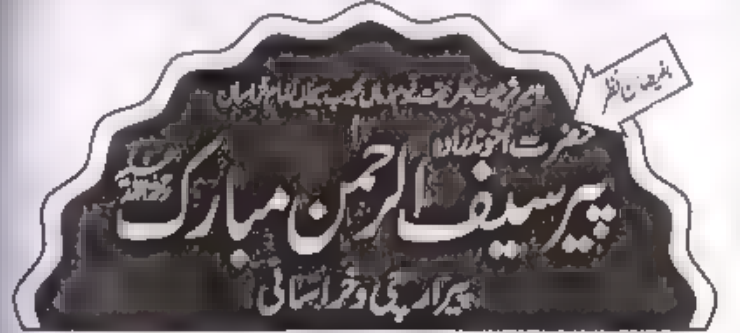


الضیاء فی السیاحۃ الیٰ ربّنا سُبْحٰنَکَ اللّٰہ

ہفتہ وار محفل ذکر اتوار بعد نماز عشاء

ماہانہ محفل ذکر ہر ماہ کا پہلا اتوار

بہر کتب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو امینان نصب ہوتا ہے آپ بھی امینان کتب کے لیے ذکر الہی کی طرف رجوع کریں



بمنظر عنایت

نوٹ جہاں قلب دور اس شیخ العلماء
حضرت میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی
چیر

ذمہ داری

حضرت پیر طریقت
میر (ر) محمد یعقوب محمدی سیفی مدظلہ العالی

خدا کا آستانہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ عمریہ طہال شریف تلہ گنگ (پنجاب)

0300-5394964, 0543-411961

امیر المؤمنین اسد اللہ غالب

عظمت حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مفکر اسلام سید عبدالقادر جیلانی مدظلہ العالی

اکثر روایات کے مطابق ماہ رمضان شریف کی (۲۱) اکیسویں تاریخ جناب مولیٰ مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا یوم شہادت حلیم کیا جاتا ہے اگرچہ ۱۷ رمضان سے لے کر ۲۱ رمضان تک کی روایات بھی ملتی ہیں۔ ان کی تطبیق یوں ہے کہ آپ سبھیں کہ ۱۷ رمضان کو عیالات بڑھ گئی، جس آدمی نے دیکھا کہ آخری لمحوں میں ہیں، اس نے اسی تاریخ کو یوم وصال حلیم کر لیا اور وصال کے بعد پھر بھی کچھ دیر رہے اور ان کو قبر میں لے جانے تک کچھ وقت لگا۔ آپ کے دفن کئے جانے کی جو تاریخ ہے وہ اکیس (۲۱) بنتی ہے، اس وجہ سے عتف اہل علم میں اختلاف چلا آ رہا ہے۔

قرآن اور اہل بیت رسول ﷺ

تاجدار مدینہ علیہ السلام دنیا سے روانگی کے وقت فرماتے ہیں۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ مسلم شریف کے متن کے اندر حدیث موجود ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے ہو کہ حدیث کزور ہے، یہ بھی نہیں کہہ سکتے ہو کہ راوی کزور ہے۔ نہ حدیث کزور ہے نہ راوی کزور ہے نہ کتاب کزور ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لما تارك فكمه فقلن اولهما كتاب الله فيه الهدى والنور فمعاذ كتاب الله واستمسكوا به فمض على كتاب الله و رغب فيه ثم قال واهل

سرکار نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے ”میں تم میں دو بلند پایہ چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس اللہ کی کتاب کو تمام لو، اور



مولود کعبہ نمبر

بشر اللہ الرحمن الرحیم

سلاسل تصوف و روحانیات کا ترجمان

ماہنامہ السیف الصارم

یہ کتب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو ایمان نصیب دیتا ہے آپ کی ایمان تک کے لیے کرائی کی طرف رجوع کریں



چیف ایڈیٹر حضرت پیر طریقت ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی مدظلہ

ہر طرح کی دینی، روحانی راہنمائی کے لیے اس کا مطالعہ کریں

خصوصاً

عقائد اسلامیہ، صوفیائے طریقہ معاشرت، اتحاد اہل سنت روحانی بالیدگی، کے حوالے سے اس رسالہ کا مطالعہ نفع اور خیر کا باعث ہے

خود خریدار بنیں دوستوں کو خریدار بنائیں آپ کا یہ عمل کار خیر میں تعاون کے مترادف ہوگا

آپ کا اپنا..... ماہنامہ السیف الصارم

پوسٹ بکس نمبر 147۔ جی پی اور اولپنڈی

آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ (ترنول) اسلام آباد 4777147-0313

یعنی الاکرکھ اللہ فی اہل بیعتی
لاکرکھ اللہ فی اہل بیعتی الاکرکھ
اللہ فی اہل بیعتی

(مسلم شریف، جلد دوم ص ۲۷۹)

اس سے تمسک رکھو۔ پھر آپ نے
کتاب اللہ پر ابھارا اور اس کی ترغیب
دلائی۔ پھر فرمایا اور دوسری میری اہل
بیت۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے
بارے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں۔
میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے
میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں۔ میں
تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں
اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں۔

دو اونچی شان والی چیزیں میں تمہارے ذمے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ معلن لفظ
معلن سے مشتق ہے، مثل کے معنی ہوتے ہیں بوجھ۔ یعنی بڑی شان والی ہونے کے بھی
ایک معنی ہیں لیکن بظاہر تو قرآن مجید بھی تمہیں ایک بوجھ ہی نظر آئے گا کہ جب ہر حرام
کام سے تمہیں روکے گا۔ تمہارا نفس آوارگی چاہے گا لیکن قرآن پاک اسے Bound
کرے گا۔ وہ کہے گا یا یہ تو مشکل ہی میں نے اپنی زندگی میں اختیار کر لی ہے۔ یہ تو
میں نے عشق کی داغ بیل ڈال کے اپنے لئے دیواریں کھڑی کر دی ہیں۔

نہ لو نام محبت مگر خیال زندگانی ہے محبت جس کو کہتے ہیں مرنے کی نشانی ہے
اور دوسری اہل بیت رسول ﷺ یہ بڑی شان والی چیز ہے، یہ چھوڑ کے جا
رہا ہوں۔ بظاہر یہ بھی دیکھنے میں ایک مشکل ہی نظر آتی ہے۔ جیسا کہ آج کل ایک
عقیدہ بن چکا ہے کہ ماں باپ بھی ایک بوجھ ہیں۔ لیکن یہ بات جاننا چاہئے جب ماں
کے ہاتھ اٹھتے ہیں تو رب رزق نہیں کرتا۔ باپ کے ہاتھ اٹھیں تو رب کبھی رزق نہ کرے۔
اگرچہ بیٹا ولی اور باپ گنہگار ہو مگر ولی بیٹے کی ڈیوٹی ہے کہ باپ کے پاؤں چمے،
ماں کے پاؤں چمے۔

بزرگوں کے پاؤں کو بوسہ دینا

امام بخاری نے "الادب المفرد" باب تقبیل الرجل منہ ۲۶۵ پر جناب حیدر
رحمہ اللہ کے حلق لکھا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب سامنے آئے تو باپ کا بھائی ہونے
کے ناطے ان کے پاؤں چومتے۔ واضح رہے کہ دنیا میں کوئی ایک مسلمان ایسا نہیں گزرا
جس کا یہ عقیدہ ہو کہ جناب حیدر کرار رحمہ اللہ سے وہ افضل تھے۔ تو پاؤں کھڑے کھڑے
تو نہیں چوما جاسکتا جب تک کھینے نہ لگے تو پاؤں نہیں چومے جاسکتے۔ امام بخاری نے
اس کا عقیدہ واضح کر دیا کہ کسی بزرگ کے پاؤں چومنا ثابت ہے۔

علم علی رضی اللہ عنہ

بخاری شریف ص ۲۸ جلد دوم پر حضرت قاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

اعلمنا علی

اسلام کے تمام تفصیلات میں زیادہ
درس اور زیادہ علم جس شخص کا ہے وہ
علی المرتضیٰ ہے۔ (۱)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اہل بیت رسول ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کے تعلقات کتنے خوشگوار تھے۔ اور دوسرے مقام پر حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے حلق
روایت موجود ہے۔

اعلمنا علی

امت مسلمہ میں سب سے بڑا دانشور
حضرت علی المرتضیٰ ہے۔ (۲)

وہ کیا کرتے ہیں؟ وہ اپنے چچا کے پاؤں چومتے ہیں۔

جب میں نے دونوں (قرآن اور اہل بیت) کو چھوڑ کے دیکھا، تو میں حیرت
سے رہ گیا کہ قصہ کیا ہے؟ جب گولی ہاتھ سے ماری جائے تو نتیجہ نہیں لاتی لیکن اگر
بیرل میں ڈال کر ڈک کی جائے تو نتیجہ لاتی ہے۔ سرکار ﷺ نے یہ بتایا کہ قرآن مجید
کے پڑھنے والے بے شمار ہو جائیں گے لیکن ہدایت اسے ملے گی جو اہل بیت کے

دیلے سے قرآن پڑھے گا۔ کیونکہ:

یضل بہ کھمرا ویضدی بہ کھمرا اللہ بہتروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتروں کو اس سے ہدایت دیتا ہے۔

اس سے لوگوں کو ہدایت بھی ملے گی گمراہی بھی۔ لیکن کس طریقہ سے یہ سمجھو گے کہ یہ ہدایت کے واسطے ہے؟ اور قرآن مجید پڑھنے سے مجھے ہدایت مل رہی ہے؟ ہدایت کہاں ہے اور کس کے دیلے سے ملتی ہے؟ اس کا ثبوت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ عمل سے ملتا ہے۔

محبت اہل بیت علیہم السلام اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف وقتوں میں کہا گیا کہ آپ کو قاضی القضاۃ Chief Justice کی Post پیش کرتے ہیں۔ یہاں پر آپ کو یہ بات یاد دلائی جائیے کہ عالم اسلام میں چیف جسٹس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی نہیں تھا۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں کوئی نہیں تھا۔ خلفائے راشدہ کا سلسلہ جب اختتام پذیر ہوتا ہے اس وقت تک کوئی آدمی چیف جسٹس (قاضی القضاۃ) نہیں تھا۔ سب سے پہلی مرتبہ جو قاضی القضاۃ کی پوسٹ بنائی گئی وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بنائی گئی تھی۔ جب ان سے Chief Justice (قاضی القضاۃ) کا عہدہ قبول کرنے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے دشمنوں کے لئے جو قہمان استعمال ہو رہا ہے اور جن کے قلم اولادِ رسول کے خلاف چل رہے ہیں میں ان کے اقتدار میں شریک نہیں ہونا چاہتا، میں پہلے دیکھوں گا کہ کوئی اولادِ رسول کا کتنا وقار ہے، اس کے بعد میں اس کی متابعت کروں گا۔

اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہا گیا کہ آپ نے کہا ہے کہ میں کبھی دشمنانِ اہل بیت کے ساتھ ہم لواری نہیں کر سکتا۔ ان کو عدالت میں کھڑا کیا گیا کہ تم شیعہ ہو۔ آپ نے عدالت میں کھڑے ہو کر فرمایا۔

ان کان رضا حب آل محمد ولیہد العنان اسی رافضی "اگر محبت اہل بیت کی وجہ سے کوئی آدمی رافضی ہوتا ہے تو دونوں جہان گمراہ رہو کہ شافعی رافضی ہے۔" (۳)

محبت اہل بیت اگر کسی کو رافضی بناتی تو پھر صدیق اکبر علیہ السلام کیوں نہ رافضی بنے۔

حضرت صدیق اکبر علیہ السلام اور محبت اہل بیت علیہم السلام

حضرت صدیق اکبر علیہ السلام فرماتے ہیں: توبوا محمد بنی اہل بیت (بخاری شریف ص ۵۲۶ جلد اول)۔ حضرت صدیق اکبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کے ساتھ سلوک کرتے وقت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ رکھ کے کیا کرو یعنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو جگہ میں رکھ کر سلوک کیا کرو۔ جو سمجھتے ہو کہ یہ سلوک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گراں گزرے گا وہ سلوک اہل بیت رسول سے نہ کرو۔ اگر محبت اہل بیت کی وجہ سے کوئی شخص رافضی ہوتا تو صدیق اکبر ہو جاتے۔

حضرت فاروق اعظم علیہ السلام اور محبت اہل بیت علیہم السلام

واضح رہے کہ لافانی مملکت Welfare State کے موجد حضرت فاروق اعظم علیہ السلام ہیں۔ دنیا میں پہلی مرحبہ Social Security اور Pension System بھی انہوں نے شروع کیا تھا۔ اس دور کا پورا ریکارڈ موجود ہے کہ کس کو ماہانہ کمز دیں گئی تھی، زوجین کا خیل کتنا ملتا تھا، جو کتنے ملے تھے۔ کئی کتنا ملتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ جو بے روزگار تھے ان کو ماہانہ وظیفہ باقاعدہ ملتا تھا حتیٰ کہ کفار کے لئے بھی سوشل سیکورٹی کا تحفظ حضرت فاروق اعظم علیہ السلام نے مہیا کیا۔

ابوصبیہ نے "کتاب الاموال" میں ایک روایت نقل کی ہے:-

جس وقت بدر بچوں والا وظیفہ حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کو دیا گیا حالانکہ بدر والی تاریخ حضرت حیدر کرب علیہ السلام کی شادی ہی نہیں ہوئی تھی۔ تو حضرت

قاروق اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے کہ اگرچہ میں بدر کی جنگ میں قانونی طور پر شریک نہیں ہوا لیکن عملاً میں شریک ہوا ہوں۔ میں موقع پر موجود تھا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے شامل ہونے کی اجازت نہیں دی تو حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے والدین کی ابھی شادی بھی نہیں ہوئی تھی، ان کو بدریوں والی پٹن (وعیفہ) دیتے ہیں تو مجھے کیوں نہیں دیتے۔ یہ سن کر جناب قاروق اعظم رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آگئے۔ انہوں نے کہا: ”بیٹے میں تمہیں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرح بدریوں والا وعیفہ نہیں دے سکتا۔ تم چاہے ہو کہ ان کے برابر کا سلوک تمہارے ساتھ کروں اگر ان کے برابر کا سلوک چاہتے ہو تو ان کے نانے جیسا نانا لاؤ۔ ان کا نانا سید الانبیاء ہے۔ ان کی ماں بھی ماں لاؤ، ان کی والدہ سیدۃ النساء ہے۔ ان بھی نانی لاؤ۔ ان کی نانی سیدہ خدیجہ الکبریٰ ہے۔ اگر ان جیسا وعیفہ چاہتے ہو تو ان جیسا چچا لاؤ۔ ان کا چچا حضرت طہار ہے۔ تو جب کوئی بھی چیز تمہاری ان کے برابر کی نہیں ہے تو وعیفہ ان کے برابر کا کیوں مانگتے ہو۔“

اگر محبتِ اہل بیت کی وجہ سے کوئی راضی ہو جاتا تو حضرت قاروق اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہو جاتے تو اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے چاہنے والے تھے وہ سمجھتے تھے کہ اہل بیت اور قرآن کو اکٹھا رکھ کے سلوک کرنا پڑے گا اور جب کوئی سند لانا ہوگی تو سند میں اولیتِ اہل بیت کو ہوگی اس لئے کہ اہل بیت قرآن اور اہل بیت کے ساتھ ہیں۔

عبدالصمد الصارم نے تاریخِ تفسیر و تاریخِ حدیث دونوں کے اندر اس بات کو مانا ہے کہ پوری امتِ مسلمہ میں قرآن اور حدیث کو سب سے بڑھ کر جاننے والے اہل بیت تھے۔ اب وہ کیوں نہ جاننے والے ہوتے، سرکارِ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں اونچی شان والی چیزیں تم میں چھوڑ کے جا رہا ہوں۔

حدیث کے الفاظ میں (نہی الہدی والنہی) اس قرآن میں ہدایت بھی ہے اور نور بھی ہے (کتاب اللہ و الوعظ لہ) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کے بارے

میں ترفیب دلائی۔ پھر فرمایا (لا تکرکھ اللہ فی اہل بیتی) تم مرتبہ فرمایا میں اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں اور دوسرے مقام پر اس حدیث کی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمادی، فرمایا:

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ”تم اللہ سے پیار کرو کیونکہ وہ تمہیں پالنا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احب اللہ لہما ہے اور تم مجھ سے پیار کرو اس لئے کہ ہندو کہہ رہے ہیں من نعمہ واحبونی لہب میں اس کا حبیب ہوں اور میری اہل بیت سے پیار کرو میری محبت کی وجہ اللہ واحبوا اہل بیتی لہم (الصواعق المخرقة ص ۱۸۷، ترمذی جلد دوم باب مناقب اہل بیت)

اس طرح یہ سلسلہ اوپر سے نیچے تک آتا ہے۔ اب ان دونوں کو اکٹھا کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ امر واضح کیا کہ میرے صحابہ کی بڑی سے بڑی شائیں ہیں، بڑے سے بڑے کارنامے ہیں، بڑی سے بڑی کرامات ہیں، بڑی سے بڑی فضیلتیں اور کمالات ہیں، مگر یہ ایک صدی تک جا کر ختم ہو جائیں گے۔

قرآن اور اہل بیت علیہم السلام

کب حدیث کے اندر یہ حدیث موجود ہے کہ اس وقت جتنے مسلمان کل روئے زمین پر موجود ہیں یہ ایک صدی میں ختم ہو جائیں گے، مگر اہل بیت ختم نہیں ہوں گے۔“ نیز فرمایا۔

المہدی معا اہل البیت ”قیامت کے قریب جو امام مہدی ہوگا (صواعق المخرقة ص ۲۳۷) وہ بھی میری اہل بیت میں سے ہوگا۔“

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر دور میں اہل بیت رسول قرآن کا سہارا بنیں گے اور قرآن مجید ان کی رہنمائی کرے گا۔ قرآن مجید کی تعلیمات ان کی طرف جب لوٹ کر جائیں گی تو صحت مند طریقے سے قوم کی طرف آئیں گی۔ آج تک جتنے

جھوٹے فرتے پیدا ہوئے ہیں، اگر قرآن Care of اہل بیت ان کے پاس آتا تو پھر کبھی یہ گمراہ نہ ہوتے چونکہ انہوں نے اہل بیت کو نکال کر قرآن پڑھنا شروع کیا لہذا گمراہی کا شمار ہو گئے۔ بھل ہی بہ کھڑا دیکھ ہی بہ کھڑا۔

مولود کعبہ

اس امت کا پہلا ممبر جس کا نام حضرت حمید کرار علیہ السلام ہے۔ جب آپ کی ولادت کا وقت آیا آپ کی والدہ ماجدہ کعبہ اللہ کا طواف کر رہی ہیں۔ یہ بات کعبہ میں نہیں آتی کہ کعبہ کا طواف کرنے کا وہ کون سا وقت ہے؟ ہمارے ہاں جب بچے پیدا ہوتے ہیں تو کیا عورتیں اس وقت طواف کے لئے نکلی ہوتی ہیں؟ کہا نہیں، دراصل اس میں ایک Custom کا دخل تھا۔ عرب لوگ اسلام سے قبل بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ خاتمہ اچھا ہو جائے تو کبھی کبھار اچھا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

انما الاعمال بالخواص۔ عمل کا دارومدار خاتموں پر ہوتا ہے۔

مسلمانو خاتموں کے بارے میں Vigilant رہو۔ محتجہ رہو۔ کہیں خاتمہ خراب نہ ہو جائے۔ تو ان کا یہ خیال ہوتا ہے کہ بچے کی ولادت کے وقت یہ ہو سکتا ہے کہ موت کا وقت بن جائے تو پھر یہ ہوگا کہ کعبہ اللہ کا طواف کر لیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف ہمارے نئے اعمال میں آخری عمل ہو اگر موت واقع ہو جائے تو ہمارا خاتمہ بالخير ہو۔

اس عقیدے کے تحت حضرت علی کرمہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی والدہ جناب سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کعبہ اللہ کا طواف کرنے لگیں لیکن جس وقت رکن یمانی کے پاس پہنچیں تو آپ کو تکلیف شروع ہو گئی۔ عرض کرتی ہیں: ”اے پروردگار عالم! حیرے گھر میں آئی ہوں، اب پتہ نہیں کیا بنے گا اب وہ انہی سوچوں میں پڑی ہوئی ہیں تو کعبہ اللہ کی دیوار پھٹ گئی۔ ان کو نوٹ چاہئے تھی۔ اے کعبہ تو سوچ کے تلا کہ کیوں پٹھا؟ کعبہ کی دیوار نہان حال سے کتنی ہے ارے دیوانے یہ نہیں سمجھتا کہ

ان کے پیٹ میں ملے ہے۔ میں کہتا ہوں، اے کعبہ! دور حاضر میں تو یہ عقیدہ بن گیا ہے لوگوں کا کہ نبی کو یہ پتہ نہیں کہ پیٹ میں نہ رہے کہ مادہ ہے۔ تو ایک دیوار ہے تجھے کس طرح پتا ہے؟ کہا میں دیوار ہی کبھی لیکن سید الامار علیہ السلام نے مجھے چھو تھا اس لئے میں جانتی ہوں کہ پیٹ میں کون ہے؟ اب اگر اہل بیت کی کوئی عزت کرے تو گمبھراتے کیوں ہو۔ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ ہیں کہ کعبہ جن کو سلام کرتا ہے کعبہ جن کی بارگاہ میں جھکتا ہے۔ کعبہ اللہ کی دیوار پھٹی کیوں؟ جناب یہ بات ثابت ہوئی کہ نہ ہوئی کہ کعبہ کی دیوار کو پتہ چل گیا کہ پیٹ میں کون ہے؟ اگر دیواروں کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ لگنے کی وجہ سے پتہ چل جائے کہ پیٹ میں کیا ہے تو ہاتھ لگانے والی شخصیت کے بارے میں ذرا غور کر کے تلاؤ۔ اب کعبہ اللہ کی دیوار پھٹی، جناب سیدہ امیر داخل ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا۔ (۴)

اللہ تعالیٰ کی کائنات میں ایک کتاب ایسی نہیں ملے گی جو یہ کہے کہ اس وقت کعبہ اللہ کی مٹی اکھاڑ کے باہر پھینکی گئی کیونکہ ناپاک ہو گئی ہوگی۔ بچے کی ولادت کے وقت جو نجاست برآمد ہوتی ہے، یہ واضح بات ہے کہ اس سے جگہ ناپاک ہو سکتی ہے اگر کپڑا ہو تو وہ ناپاک ہو سکتا ہے، کوئی اس گندگی کو برآمد ہونے سے روک نہیں سکتی۔ اب جب بچہ پیدا ہوا تو کعبہ اللہ کی مٹی کو احمہ سے نہ اکھاڑنا یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ پاک ہازوں کا جدِ اعلیٰ ہے۔ کعبہ اللہ کے Compound کو کعبہ اللہ کے درو دیوار کو گواہ بناتے ہیں کہ ان کا جدِ اعلیٰ کعبہ اللہ کے احمہ پیدا ہو کے جس نے کعبہ کو ناپاک نہیں کیا، وہ علی رضی اللہ عنہ ہے۔ کتب صحاح کی حدیث ہے۔

یا علی لا یعمل لاحد ان یحبب هذا ”اس میری مسجد سے کوئی آدمی حالت المسجد خیر و غیرت“ جنابت میں نہیں گزر سکتا سوائے میرے (ترمذی جلد دوم باب مناقب مولا علی رضی اللہ عنہ) اور علی کے۔“

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ہماری بحث سے بالاتر ہیں لیکن علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تلائے کہ علی حالت جنابت میں کیوں گزر سکتا ہے؟ کہا اس بات کو کبھی

پیدائش کے وقت کہے کو گندہ نہ کرے وہ جنابت کی حالت میں مسجد کو گندہ نہیں کرتا۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

الغاس من شجر شعی وانا وعلى من شجرة واحدة
”تمام انسانیت ظلف اسلوں سے ہے اور میں اور علی ایک اصل سے ہیں۔“

(الصواعق المحرقة ص ۴۳ تاریخ)

(الغلاء ص ۱۷۱)

اس لئے حب بنی ہے مہر علی اور مہر علی ہے حب نبی

جناب حیدر کرار رحمہ اللہ کے ساتھ سرکار ﷺ کی جو وحدت بنی ہے وہ کتنی خواہصورت ہے۔ فرمایا میں اور علی گزریں، یہ تم سے سٹکی ہے کیونکہ میں وہ ہوں کہ جس کی شوکر زمین کو گلی تو تمام روئے زمین مسجد بن گئی۔ جعلت لی الارض مسجداً وطهوراً (بخاری شریف، ص ۴۸، جلد ۱)

اور علی وہ ہے جو کہے کے اندر پیدا ہوا اور کہے کو گندہ نہیں کیا اس لئے میری وجہ سے بھی تلخیر ہی تلخیر ہے اور علی کی وجہ سے بھی تلخیر ہی تلخیر ہے۔

حب بنی ہے مہر علی اور مہر علی ہے حب نبی

لحمک لحمی جسمک جسمی کچھ فرق نہیں مابین یا

کہا مولا کریم اقر نے میری محبت کا اعلان کیا ہوا ہے:

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی
”اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار

(آیت ۳۱ سورۃ آل عمران) ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔“

اپنے چاہنے والے کو رب کریم نے حکم دیا کہ نبی پاک ﷺ سے محبت کر

کے دکلاؤ۔

سرکار نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں اب جو میرا چاہنے والا ہے میں اس کے

حلق کہتا ہوں۔

من کنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال
”جس کا میں مولا اس کا علی مولا، مولا کریم تو بھی اس سے پیار کر جو علی کے من والہ و عباد من عبادہ

ساتھ پیار کرے اور اس سے تو بھی عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھے۔“

کیوں کہ میری اور علی کی محبت جدا نہیں ہے۔ (۵)

نیز فرمایا:

من احب علیاً کانت احب الی ومن ابغض علیاً کانت ابغض الی
(خصائص علی بن ابی طالب صفحہ ۲۶)

”جو علی سے پیار کرتا ہے وہ میرے محبت کی وجہ سے پیار کرتا ہے اور جو علی سے بغض رکھے وہ میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔“

(امام نسائی التوفی ۳۰۳ھ)

جب حکم ہوا:

وانتد عشرک الکعبین آلائی
(آیت ۲۱۳ سورۃ الشراء) ڈرا کیوں۔“

تو سرکار ﷺ نے یوم بنو ہاشم منایا۔ دعوت دے کر سب کو اکٹھا کیا، کھانا کھایا، اس دعوت میں بڑے بڑے نامور، بڑے بڑے سارے آدمی تھے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا پتہ ہے میں نے یہ کھانا کیوں کھایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ نبی لوگوں کی اولاد میں ہیں۔ تم ہاشم کی اولاد میں سے ہو۔ نبی ہو جنہوں کے بیٹے ہو اس لئے دعوت دی ہے۔ (۶)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا یہ بات بھی ٹھیک ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ رب نے مجھے فرمایا ہے کہ تو ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرا۔ تم سارے ہاشمی ہو، دلیر ہو جہاں مرد ہو میدانوں کے دہی ہو۔ (۷)

سرکار علیہ السلام نے یہ بات کہی کہ رب نے مجھے حکم کیا ہے کہ ان سب کو ڈراؤ۔ خدا نے مجھے اپنا رسول بنایا ہے۔ دعوت کتنے خوبصورت طریقے سے پیش کی۔ فرمایا کون ہے جو مجھے اپنا بھائی بنالے۔ سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ اس دعوے کی بنیاد پر کون ہے جو مجھے اپنا بھائی بنالے۔ اس وقت ہامیوں نے کہا تمہیں خدا اپنا رسول بنائے اور ہم اتنے سینئر آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کے والد کے چچے ہیں۔ کوئی ظلم ہے، کوئی ظلم ہے۔ یہ سب اسی طرح بیٹھے رہیں اور آپ رسول بن جائیں۔ اپنا یہ دھوکا واپس لیں ورنہ ہماری تلواریں ہوں گی اور آپ کی گردن ہوگی، خاک نہیں سکیں گے اس لئے اس بات کو واپس لیں۔

سرکار علیہ السلام نے فرمایا میں اس کو واپس نہیں لے سکتا اس لئے کہ یہ میرے رب کا حکم ہے، اس کو میں واپس نہیں کر سکتا۔ کہنے لگے اگر اسے واپس نہیں کر سکتے تو پھر یاد رکھو کہ گردن کو تیار رکھو، حیرتی شدہ رنگ کا لہو اس کہ کی گلیوں میں ہے گا دنیا دیکھے گی۔

اس وقت کچلی صفوں سے ایک ۱۲ سال کا نوجوان اٹھا، چاند ہوا آگے آگیا اور کڑک کر یولا کہ کس نے تلوار کا نام لیا ہے۔

انا انھوک یا رسول اللہ
”اے رسول اللہ ﷺ میں ہاگب دہل
(ریاض الصغریٰ جلد الثالث صفحہ ۱۳۵) کہتا ہوں کہ میں آپ کا بھائی ہوں۔“
طبری المتوفی ۶۹۳ھ

کتنا مشکل وقت ہے اور ۱۲ برس کا نوجوان جوش شجاعت سے پھڑک رہا ہے۔ کہا اب مہربانی کرو جس آدمی نے تلوار کا نام لیا تھا صفوں سے باہر آکر بات کرے۔ باہر نکل کر بازو اونچا کر کے بات کرے کہ میں نے تلوار کا نام لیا تھا تو پھر میں تمہیں جانوں۔

اب جتنے بھی حاضرین تھے سارے کے سارے سکتے میں رہ گئے۔ کم مرچ ہے، اس کو جانتا کوئی نہیں۔ دہلی آواز سے ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں یا یہ کون

ہیں؟ اس کی آواز میں کلی کا کڑکا ہے اس کے بازوؤں میں بڑی جرأت نظر آتی ہے گلا ہے جو اس کے سامنے گیا وہ گیا۔ بتاؤ تو کسی یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ نہ پوچھا یہ کون ہے؟

اہل نظر کی آنکھ کا تارا علی علی اہل وفا کے دل کا سہارا علی علی آج علی کے نعرے پر بھڑا ہے۔ اکھاڑے علی کالے اور نعرے تمہارے کس طرح لگائے جائیں؟ پورے ہامیوں کی صفیں الٹ کے سرکار علیہ السلام کے خلاف ہیں۔ ابھی ان کے منہ میں اس کھانے کا ذائقہ موجود ہے وہ لوگ کھانا کھانے کے فوراً بعد سرکار علیہ السلام کو دھمکیاں دے رہے ہیں۔

لیکن پورے ہامیوں کے سیلاب کو مانتے میں جس نے روکا وہ کون ہے؟ وہ اہل نظر کی آنکھ کا تارا علی علی اہل وفا کے دل کا سہارا علی علی خرچہ کرے علی علی اور نعرے تمہارے؟ زیادہ سے زیادہ جو بہادری کی ہے وہ انداز گاندھی کی پوریاں کچھ دیاں کھائی ہیں۔ اس کے علاوہ تمہارا کارنامہ ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ میلاد کا طوطہ حرام ہے اور ہمدرد کی پوری کچھری جو کھپا کے جنم کے موقع پر نکالتے ہیں وہ درست ہے۔ (۸) اب نعرے تمہارے کس طرح لگیں؟ نعرے اس کے لگیں گے جو تلوار کی دھار پر کہہ رہا ہے۔

یہاں جہاں تماشا کن کہ در اندھ جانبازاں بعد سامان رسوائی سر بازار می رقص
آج اے محبوب کبریا ﷺ اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھیں۔ انا انھوک یا رسول اللہ۔ جس جگہ کوئی بھائی بن کے اپنی منزل پر نہیں پہنچا، علی کو آواز دیں گے گولی بعد میں جائے گی علی پہلے جائے گا۔

علی امام من است وحم قلام علی ہزار جان گرامی فدائے نام علی غیر مسلم اور شانِ مرتضیٰ علیہ السلام

پشوپار کے لوگ جانتے ہوں کہ دولہہ کا ایک کھہ تھا وہ پتھر اٹھایا کرتا تھا۔

لیکن پھر اٹھاتے وقت علی کا نام لیتا تھا۔ اس سے پتہ چلا علی کا نعرہ جس سے تو اب بھاگا بھرتا ہے ساری کائنات کا نعرہ ہے۔

ذکر داعی یعنی آنسوؤں کی آمد و رفت کے ساتھ جو ذکر ہے یہ صوفیاء کی تحقیق ہے تو کہتے ہیں کہ جس وقت بدر کے میدان میں علی کی تلوار چل رہی تھی ساتھ ساتھ ذکر داعی بھی چل رہا تھا۔ اس منظر کو بیان کرتے ہوئے دلوام کوثری کہتا ہے:

شیخ بھی ہے ہاتھ میں اور ذوالنہار بھی

یوم مواخات اور شانِ مولیٰ علی مدینے میں

مولیٰ مرتضیٰ علیہ السلام بچپن میں بھائی کہ بیٹھے بن کے دکھایا۔ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں آکے یوم مواخات منایا۔ مواخات کہتے ہیں ایک دوسرے کا بھائی بنانا۔

آج ایک دوسرے سے ایک قسم کی نفرت پیدا ہوگئی کہ یہ چوہدری صاحب ہے یہ راجہ صاحب ہیں۔ یہ شاہ صاحب ہیں۔ یہ سرحدی ہے۔ یہ پنجابی ہے۔ سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کفر کے تراشے ہوئے بت ہیں۔

مدینے والے کا کلمہ پڑھنے والو! تم سارے آپس میں بھائی ہو۔ ایک صف میں کھڑے ہو کے دکلاؤ یہ پیش اتار دو۔

یہ ہندی وہ غراسانی، یہ افغانی وہ تورانی تو اسے شرمندہ سالہ! اچھل کر بے کراں ہو جا ایک صف میں کھڑے ہو کے دکلاؤ، مدینے والے کا فیشن اپناؤ اور وہی صورتیں بنا کر دکلاؤ، مدینے والے کی ادائیں اپناؤ، مدینے والے کے طریقوں پر عمل کرو تا کہ یہ پتا چلے کہ مدینے والے کے چاہنے والے اور پیروکار ہو۔ سرکار علیہ السلام نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان محبت و اخوت پیدا کرنے کے لئے انہیں ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو سرکارِ نبی پاک ﷺ نے دیکھا، ایک کونے میں

انتظار کر رہے ہیں کہ پتا نہیں مجھے کس کا بھائی بنائیں گے؟ سرکار علیہ السلام نے آگے بڑھ کر جناب حیدر کرار علیہ السلام کو سینے سے لگا کے فرمایا:

یا علی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ ”اے علی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تم میرے بھائی ہو۔“

(ترجمہ جلد دوم باب مناقب علی بن ابی طالب، کتاب مناقب اطفالہ راشدین ص ۱۰۶)

یعنی بھائی ہونے کا دعویٰ تو دنیا میں بھی کر سکتا ہے اور قیامت میں بھی۔ اب جناب حیدر کرار علیہ السلام سرکارِ دو عالم ﷺ کے گلے لگ کر محبت کے آئینہ گرا کے بھل گئے ہو رہے ہیں۔ اب کیوں نہ کوئی کہے۔

علی امام من است و علم غلام علی ہزار جان گرامی فدائے نام علی اب ہم آیت مہلبہ پر گنگو کرتے ہیں:

هل تملو ددہ لہنہا نا ولہنہا کہ ”اے محبوب فرما دو: آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جائیں اور تمہاری جائیں، پھر مہلبہ کریں تو سبھوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ڈالیں۔“

قرآن مجید کا فرمان ہے: اے میرے محبوب! ان کو کہو:

”آؤ۔“

تعالوا

ددہ لہنہا نا ولہنہا کہ

”ہم بھی اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں تم

بھی اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔“

”تم اپنی مستورات کو بلاؤ ہم اپنی

مستورات کو بلاتے ہیں۔“

ولہنہا نا ولہنہا کہ

والفسنا والفسکم

”اور اپنی جانوں کو بلاؤ اور ہم اپنی جانوں کو بلا رہے ہیں۔“

ثم نهض فنهض لعنت الله على الكذابين لعنت کرتے ہیں۔“

جس وقت بلایا کس کس کو بلایا۔ لعنہ نا ولعنہ کھ کی تفسیر میں حضرت حسن و حسین علیہ السلام کو بلایا۔ (۹)

قرآن کی نص سے ثابت ہو گیا کہ حضرت حسن و حسین علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے بیٹے ہیں۔ ولسنا ولسنا کھ خواتین کی فہرست میں جناب خاتونِ جنت علیہا السلام کو بلایا، حالانکہ ان دونوں حضور پاک ﷺ کی بیویاں تھیں، کسی بیوی کو نہیں بلایا گیا بلکہ خاتونِ جنت کو بلایا۔ والفسنا والفسکم اور ان دونوں حضور علیہ السلام کے چچا زعمہ تھے، مختلف اقرباء زعمہ تھے، علی کے بھائی بھی زعمہ تھے اور ان کو بھی نہیں بلایا۔

والفسنا والفسکم

”اپنی جانوں کو تم بھی بلاؤ ہم بھی بلائیں۔“

جب جانوں کو بلائے گا وقت آیا تو فرمایا ”علی تم بھی آؤ اور میں بھی۔“ اس پر دلوام کوڑتی کہتا ہے۔

داماد نبی بھی ہے اور فس نبی بھی یہ مسئلہ ہے کل بھی اور بیچ دار بھی وہی داماد ہو اور وہی فس ہو یہ مسئلہ ہے کل بھی اور بیچ دار بھی۔ اب یہ بات کل مکی کہ سرکار جس کے فس کو کہیں یہ میرا فس ہے تو یہ کہنا صحیح ہوا کہ

حب نبی ہے مہر علی اور مہر علی ہے حب نبی لکھ لکھی جھک جسی، کچھ فرق نہیں مابین بیا کسی نے کہا حدیث کزور ہے، لیکن آیت تو کزور نہیں ہے اور یہ تم کو کس نے ملایا کہ حدیث کزور ہو کر حدیث نہیں رہتی۔

مولوی رشید احمد گنگوہی نے قادیانی رشیدیہ میں ایک بحث لکھی ہے کہتے ہیں کہ

حدیث ضعیف ہو کر حدیث ہے، ہر جگہ حدیث ضعیف کزور نہیں مانی جاتی۔ وہ چند مسائل ہیں جن کے اندر حدیث ضعیف مستعمل نہیں ہے۔ توحید باری تعالیٰ ہے، حدود ہیں، سزاؤں کے فیصلے ان میں کزور حدیث قابلِ عمل نہیں ہے لیکن ذکر اذکار میں، فضائل عبادات میں، فضائل شخصہ میں یہ کس نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح کزور ہوتی ہیں وہ قابلِ احتجاج نہیں ہوتی۔ لیکن حدیث کو رہنے دو۔ والفسنا والفسکم۔ اپنی جانوں کو بلائیں تو جان کہتے وقت کس کو بلایا؟ علی کو بلایا۔ تو علی جس مصطفیٰ ﷺ ہوئے۔

حب نبی ہے مہر علی اور مہر علی ہے حب نبی لکھ لکھی جھک جسی، کچھ فرق نہیں مابین بیا سیرت ابنِ ہشام میں لکھا ہے۔ حضرت سید دو عالم ﷺ نے جب حضرت علی علیہ السلام کو بھائی بنانے کا اعلان کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پاس کھڑے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے تو امید تھی کہ آپ مجھے اپنا بھائی بنا لیں گے۔ سرکار ﷺ فرماتے ہیں وہ یومِ بواہم یاد کرو جب پوری دنیا میرے گل کے لئے تیار ہوئی تھی۔ اس وقت کوئی میرا بھائی نہیں بنا۔ علی ہی ایک تھا جو بھائی بنا۔ دکھ کے وقت علی بھائی بنے کھ کے وقت میں جھیں بھائی بناؤں۔ پتا چلا کہ وفا بھی ایک چیز ہے۔ اس بات کا پاس کرنا کہ آدمی نے کس وقت کیا، کیا تھا اور انسانیت کے اصولوں کو زعمہ رکھنا۔

جنگ بدر اور شجاعت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ

بدر کی جنگ چھڑ رہی ہے اور جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی کوار چل رہی ہے، ساتھ ساتھ ذکر الہی بھی جاری ہے۔

شیخ بھی ہے ہاتھ میں اور ذوالفقار بھی

اب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ملانا ہے کہ جس طرح نبوت کے ادارے کے انچارج نبی کریم ﷺ ہیں اسی طرح ولایت کے ادارے کا انچارج میں ہوں۔ اب مجھے واضح کرنا ہے کہ ولایت کی ڈیوٹی کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ملانا تھا کہ قرآن میرے سینے میں ہے ذکر الہی میری زبان پر ہے، اور مدینے والے کو میری لٹا ہیں دیکھ رہی ہیں۔ اب قربانی کا صحیح وقت ہے۔

اب نبی پاک ﷺ کے صحابہ لڑنے جارہے ہیں۔ سرکار ﷺ کو عرض بدر میں بٹھایا۔ (جنگ بدر میں سرکار ﷺ کے لئے ایک چھری بنائی گئی تھی، جسے عرض بدر کہا جاتا ہے) مطلب یہ نکلا کہ اے محبوب کبریا ﷺ ہمیں اپنے بارے میں موت قبول ہے لیکن آپ کے لئے دھوپ بھی قبول نہیں۔ اے صحابی کو برا بھلا کرنے والے تیری بد نصیبی ہے تو اپنی قیامت اور دنیا و دوزخ خراب کر رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے صحابی کو عزت کی نگاہ سے دیکھو اس کو اجتہاد ہے کا فیور انسان مان، سرکار ﷺ کا وقار مان۔ تاریخ بتاتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اس سے چند میل دور پر احر دوسری طرف لڑے تھے۔ انہوں نے کہا۔

لذہب انت و ذلک قالوا لانا هذا صدون "تو آپ جانیے اور آپ کا رب تم (آیت ۲۳ سورہ المائدہ) دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔"

احر سرکار ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا انہوں نے کہا ہم قوم موسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں جو کہیں کہ تم جاؤ تمہارا خدا جائے گا کے لڑو ہم تمہارا دیکھیں گے۔ ہم یہ کہتے ہیں آپ بھی تمہارا دیکھیں آپ کا اللہ تعالیٰ بھی تمہارا دیکھے لڑنے کا کام ہم کر کے دکھائیں گے کہ دیا دیکھے گی۔

نبی پاک ﷺ کے صحابہ کرام کو برا بھلا کہہ کر بھگتے ہو کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ نہیں نہیں، صحابہ جیسا ہونا ضروری ہوگا۔ صحابہ کا غلام ہونا ضروری ہوگا۔ مسلمان ہونے کے لئے صحابہ کی اتباع ضروری ہوگی۔ اگر صحابہ کرام کا راستہ چھوڑے گا تو مسلمان نہیں ہو سکے گا۔

میدان بدر میں جب کفر و اسلام کا پہلا معرکہ ہوا تو مشرکین کی طرف سے سب سے پہلے غنیمت آدمی مقابلے پر آئے، ایک مشرک آدمی کا CNC ہے جس کا نام ہے حبیب۔ ایک مشرک آدمی کا رسم ہے جس کا نام ولید ہے، اور ایک مشرک آدمی کا لڑاکا جس کا نام ہے شبیب۔ یہ سارے بڑے بڑے کے نہالوں کا کتبہ ہے۔ جناب یہ سارے مقابلے کے لئے آئے اور جو رسم حرب ہے لکار لکار کے کہتا ہے آؤ میرے مقابلے میں۔ ولید

کا ابا حبیب ہے وہ کہتا ہے میں نے تمہارے باپوں سے جنگیں لڑی ہیں، میں جانتا ہوں جنگ کیا چیز ہے۔ شبیب کہتا ہے ایسا ناؤ چلاؤں گا کہ جیتے جی مر جاؤ گے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ کے جانثار انصار مدینے کے رہنے والے انہوں نے اپنے آپ کو پیش کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ اگر آپ ﷺ کی جان اور مال پر کوئی حملہ آور ہوا تو ہم اپنے آپ کو پیش کریں گے۔ جب مقابلے کے لئے گئے تو انہوں نے پوچھا کون ہو؟ اب یہ پوچھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ دراصل درہ بکتر بہن رکھی تھی۔ انہوں نے مدینہ طیبہ کا ایڈریس بتایا انہوں نے کہا کہ تم تو صحرا نور ہو، تم جنگوں کے رہنے والے ہو ہم شہری لوگ ہیں۔ وہ جو کے سے آئے ہیں ان کو سمجھو، ہم ان سے لڑنا چاہتے ہیں۔ پہلے ہاتھیوں سے جنگ ہوگی کیونکہ وہ آدمی بڑا سیہ کے تھے۔ چاہتے تھے کہ ہاتھیوں سے ہماری پرانی جنگ چلی آ رہی ہے، ان کا مقابلہ کریں گے۔ اس وقت نبی پاک ﷺ نے صحابہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: انہی علی (علی کہاں ہے) جناب حمزہ کرام رضی اللہ عنہ کھوار کو بے نیام کر کے فضا میں لہرا کے زمین کی طرف ٹوک کر کے عرض کرتے ہیں۔ لیکن یا رسول اللہ ﷺ (یہ رہا علی) صحابہ کہتے ہیں علی جب سینہ تان کے کھڑے ہوئے تو خدا کی قسم حوہ آ گیا۔ دل چاہے کہ جنگیں ہی ہوتی رہیں اور علی لڑتا ہی رہے۔ پوچھا: ابن حذوہ؟ (مزہ کہاں ہے) حرب سوسائٹی میں ان جیسا خوبصورت کوئی نہیں تھا، حضور کے چچا ہیں اور حضور کے جانثار بھی ہیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کے پیار کی وجہ سے دین قبول کیا، دین کو دین سمجھ کر نہیں یہ نہیں پتہ کہ دین کیا ہے؟ پر انہوں نے کہا آپ ﷺ ناراض ہوتے ہیں تو کلمہ پڑھا دیں میں آپ کو ناراض نہیں کر سکتا۔ تیسرے جنہیں طلب فرمایا آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے، حضرت ابو عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ یہ ایک ہی گھر کے افراد یعنی ایک چچا اور دو چچیرے بھائی تینوں ہاشمی میدان میں لڑے۔

جب میدان میں لڑے تو دشمن نے پوچھا کہ کون ہے؟ اب شبیب کے مقابلے میں جناب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں اور حبیب کے مقابلے میں حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ ولید جو رسم حرب تھا اس کے مقابلے میں جاتے ہی حضرت موسیٰ

مرتضیٰ علیؑ نے فرمایا کہ سب سے کم عمر کا آدمی یہ پہلوان ہے اس کے مقابلے میں مجھے ہی جانے دو۔ اب تین ادھر سے تین ادھر سے اب سب سے پہلے رستم عرب پوچھتا ہے کہ تو کون ہے؟ تو جناب حیدر کرارؑ فرماتے ہیں پوچھنا چاہتے ہو کہ میں کون ہوں؟

انا الذی سمعیٰ اسی حیدرا ضرغام آجائے ولكن قصودنا آپ کی ولادت کے وقت یہ بخیر ہوا ابا کہے میں علی نام رکھوں گا۔ اماں کہے کہ میرے ابا کا نام حیدر تھا میں اس لئے حیدر نام رکھوں گی۔ کیونکہ ان کی شہادت ان سے ملتی ہے۔ حیدر کے معنی ہیں بہر شیر۔

وہو العلیٰ العظیم۔
”علی اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے۔“

اور سرکارِ علیؑ یہ تماشا دیکھ رہے ہیں۔ سرکارِ علیؑ نے ایمان لانے کے بعد بھی علی کا نام نہیں بدلا۔

اگر ماں قاطعہ سلام اللہ علیہا نہ ہوتی تو کر بلا کی گرمی کا مقابلہ ہو سکتا تھا؟ اگر ان کا خون نمی پاک علیؑ کے گھر سے نہ چلا ہوتا تو امام زین العابدینؑ جیلوں میں دھمکی گزارتے؟ امام محمد باقرؑ ان مشکلات کا مقابلہ کرتے؟ امام جعفر صادقؑ ساری دھمکی آزاروں میں گزارتے؟ یہ تمام آئمہ اہل بیت اکثرو بیشتر جیلوں میں رہے اور اکثر و بیشتر زہر خورانی کے حادثے سے شہید کیا جاتا رہا۔ اس وجہ سے کہ اولاد رسولؐ ہیں اور کبھی کلمہ باطل کو قبول نہیں کرتے۔ حق پر ڈٹ جاتے۔ کئی کئی دنوں کے قافوں کے ساتھ مکانات میں بند کر کے مکان اوپر سے لیپ دیئے گئے۔ حضرت امام حسنؑ و امام حسینؑ ۱۵ دیگر افراد کے بغداد شریف میں ان کے حرارات ہیں، اندر لے جا کر کے باہر سے انہیں لیپ دیا مگر وہ مردانِ خدا آخری لحوں تک مدینے والے کے مشن کے وفادار رہے۔ اس سے پتہ چلا کہ ماں کی تربیت دھمکی میں کتنا اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس لئے جناب حیدر کرارؑ نے اپنی والدہ کا نام لیا۔

انا الذی سمعیٰ اسی حیدرا
”فرمایا میں وہ ہوں کہ جس کی ماں نے حیدر نام رکھا ہے۔“

باقی بھٹی شیروں کی برادری ہے۔ خطرات کو دیکھتے ہیں تو ٹپک جاتے ہیں، جان بچانے کے عادی ہیں۔ لیکن بہر شیر کی عادت ہے جیسے ہی ڈر کی آواز آئے اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میری ماں نے میرا نام بہر شیر رکھا تھا خطرہ بدر بدر جڑ جائے گا، خطرے کے پیچھے پیچھے جاؤں گا۔ خطرہ کس طرح میرے گلے پڑے گا میں خطرے کا چچا کروں گا۔

اب جب داروں کے Exchange ہونا شروع ہوئے بتکواروں کی چکا چاک نے میدان کو اٹھا لیا۔ جناب حیدر کرارؑ بتکوار تان کے کھڑے ہیں۔ ولید کہتا ہے کہ پہلے دار میں عرب کے ۷۰ رستموں کو گرا چکا ہوں تمہاری ابھی عمر تھوڑی ہے انہوں نے کہا حیدر کا پہلا دار ہو گیا تو دوسرے دار کی گنجائش نہیں رہے گی۔ پہلا دار کر لے کہ بعد میں لوگ یہ نہ کہیں کہ دھوکے سے مار ڈالا۔ موقع نہیں دیا۔ جب اس نے بتکوار اٹھا کے جناب حیدر کرار پر وار کیا۔ اس کا خیال تھا کہ پہلے دار پر نہ سکی تو دوسرے دار پر لے جاؤں گا لیکن پہلا دار جناب حیدر کرارؑ کی ڈھال پر آتا لوگوں نے دیکھا۔ مولیٰ مرتضیٰؑ کی بتکوار کا وار ایسا لگا کہ دس قدم کے فاصلے پر ادھر گر کر پڑ گئی۔ ادھر ہاڈی پڑ گئی۔ مولیٰ مرتضیٰؑ، نبی کریمؐ کی بارگاہ میں دونوں ہاتھ اوٹھے کر کے سرکارِ علیؑ کو باور کراتے ہیں کہ جس مشن پر یا رسول اللہؐ آپ نے بھیجا تھا اس مشن میں کامیاب لوٹا ہوں۔ اب جتنے بھی کفار ہیں پوچھتے ہیں یہ مرنے والا کون ہے؟ کہا یہ رستم عرب ہے اور مارنے والا کون ہے؟ کہا مارنے والا ہے:

ابنِ نظر کی آنکھ کا تارا علیؑ علیؑ وفا کے دل کا سہارا علیؑ علیؑ

غزوہٗ احزاب اور شجاعت علیؑ

آئیے اب جناب حضرت حیدر کرارؑ کا ایک اور اکھاڑہ بیان کرتے

ہیں۔ فردۂ اعزاب ہے خندق کھدی ہوئی ہے۔ مدینہ شریف کی آبادی کے شمال کی طرف خندق کھودی گئی ہے، کیونکہ اس کے مغرب میں جبل سلج ہے ریت کا بچر ہے اور اس کے جنوب کی طرف کجوری تھیں۔ زیادہ تعداد میں گھوڑے آسانی سے وہاں سے نہیں گزر سکتے تھے اور مدینہ طیبہ کے مشرق کے علاقہ میں ایک سخت حم کا بچر تھا تو صرف شمال کی طرف فارغ تھی تو اس وجہ سے یہاں خندق کھودی گئی۔

اب اضر تیس ہزار، اضر دس ہزار، دشمن مقابلے میں آگئے پھر عرب ٹوٹ کے پڑ گیا۔ پورے عرب کی آبادی آج پورے کراچی سے نصف سے بھی کم ہے تو آج سے ۱۳ سو سال پہلے کتنی ہوتی ہوگی؟ اندازہ لگائیں تو اب تیس ہزار فائز مہیا کرنا آسان کام تو نہیں تھا اس میں جو چٹائی کا آدی تھا اس کا نام عمر بن عہد تھا گھوڑے پر سوار ہے جب دیکھا کہ کسی طرف سے گزرنے کا موقع نہیں تو پیچھے سے گھوڑا لے کر آیا اور چلا گیا۔ اب مسلمانوں کو کہتا ہے کہ کوئی ہے تم میں ایسا جو جلدی سے جنت میں جانا چاہتے۔ یعنی طوا کہہ رہا ہے کہ آؤ تمہیں گل کر ڈالوں۔ اس وقت سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ اس کا جواب نہیں دے رہا۔ فرمایا: ابن علی؟ (مٹی کہاں ہے) اس وقت پرانی اداؤں کے ساتھ جپ کر کے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آکر عرض کرنے لگے۔ لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس سے پتہ چلا ہے کہ مشکل وقت میں کیوں دنیا علی رضی اللہ عنہ کو یاد کرتی ہے۔ اس لئے کہ مشکل وقت آیا تو ولیوں کا جو سردار تھا اس نے بتایا کہ ولی کی ڈیوٹی کیا ہے؟ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کے خطرے کا وقت آئے تو وہ اپنی ولایت کی چادر کو اتار کے مدینے والے کی ذرہ بکتر بہن کر میدان میں آتا ہے۔ اس لئے یہ ولی ولیوں کی ولی نہیں ہے کہ نذرانہ ہے تو ہمیں دے دو خطرہ ہے تو مولوی کو دے دو۔

نہیں، بلکہ ولی کی یہ ڈیوٹی ہے کہ جب سارے اہلکار پیچک دیں تو ولی کے سروں یا ماروں پیچھے نہیں ہوں گا۔

میں بے نیاز زیست تھا بوجھتا چلا گیا ہر قدم پہ موت کھڑی دیکھتی رہی یہ ولی کا منصب ہے ولی کا منصب اپنی جان بچانا نہیں ہے مدینے والے کی

آمد خطرے میں پڑے لیکن تیری آمد فک جائے لاکھ لعنت ہے تیری آمد کو نہیں۔ خطرے میں پڑے تو میری آمد پڑے، خطرے میں پڑے تو میرا مال پڑے، لیکن مدینے والے کی عزت پر آج نہ آئے، یہ مرد مومن کی سوچ ہے۔

تمام عالم اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام کائنات میں ولایت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہائی ہے۔ تو کل کائنات میں ولایت باطنی والا آج خطرے کے مقابلے میں فرنٹ پر کھڑا ہے۔ اب دشمن کہتا ہے کہ وار کر۔ فرمایا، موذی تو پہلے وار کر۔ اس نے کہا میں تمہیں گل نہیں کرنا چاہتا۔ مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اوموڑی میں جو تمہیں گل کرنا چاہتا ہوں، کر لے وار کیوں کہ تیری بہن بڑی مرثیہ خواں ہے، مرثیہ پڑھے گی کہ مٹی نے موقع نہیں دیا۔ پہلا وار کر لے۔ اب جب پہلا وار کیا جتا ہے علی رضی اللہ عنہ نے پھر آگ نہ بھیجئے دی۔ بس کہیں وار ہی میں وار چل گیا۔ اور وہ وار پہلے ہیٹ میں لگا، لوہے کی ٹوپی کھل گئی۔ وہی تلووار کھوپڑی پر پڑی، اسی وار سے کھوپڑی کھل گئی۔ وہی وار ہاڈی پر پڑا، ہاڈی کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ وہی تلووار زمین پر گئی۔ زمین دو ٹکڑے ہو گئی۔ وہی تلووار گھوڑے کو لگی گھوڑے کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ وہی جبل سلج پر پھٹی تو اس پر نشان پڑ گیا، جو اب موجودہ حکومت نے مٹایا ہے۔ ورنہ تاریخ بتاتی ہے کہ مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وار کا نشان جبل سلج پر رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! پوری امت مسلمہ کے اعمال ایک ترازو میں اور تیرا یہ ایک وار ایک ترازو پر۔ (۱۰)

علی امام من است و منم غلام علی ہزار جان گرامی فدائے نام علی چونکہ رمضان شریف میں حضرت حیدر کرار رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے ایام ہیں اس لئے خاص طور پر ان کا ذکر کای گیا ہے۔ ورنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہستان کے ہر پھول کی خوشبو ہی جدا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر چھیرو ساری زندگی ختم ہو جائے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت کا ترجمہ نہ ہو سکے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی غیرت، شجاعت، جواہر دی، وفا اور خدا پرستی کا ذکر چھیرو، کتابوں کی کتابیں لکھتے چلے جاؤ مگر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک باب بھی مکمل نہ ہو۔ حضرت عثمان غنی

ﷺ پر گھٹکو کرنا شروع کر دو، بڑے بڑے علماء کے علوم و فنون ڈنگاتے چلے جائیں گے مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صرف حیا ہی کا ترجمہ نہ ہو سکے تو جس جس کا موقع ہوتا ہے اس اس کی بات کرتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں سمجھ لینا کہ اور کسی میں کچھ نہیں تھا۔ نہیں ہی پاک ﷺ کے جس پھول کو بھی سو گھو اس کی خوشبو ہی نہالی ہے۔

سرکار ﷺ نے دنیا سے جاتے وقت قرآن کو اہل بیت کی گود میں چھوڑ کے ایک تو اولادِ قاطبہ رضی اللہ عنہما کو دلا داری سپرد کی، دوسرا ساری امت کو عطا کیا کہ مرجعِ دین اہل بیت رسول ﷺ ہوں گے۔ اس لئے آپ کو جب بھی کبھی قرآن و حدیث کے بارے میں محنت مند سوچ کی ضرورت پڑے تو اہل بیت رسول ﷺ سے رابطہ قائم کرنا پڑے گا اللہ تعالیٰ میرا اور آپ کا خاتمہ بچے دین پر کرے۔ آمین

حوالہ جات

(۱) ریاض البصر ۲: مناقب ائمه ۱، الجزء الثالث من ۶۷ (محبت الدین طبری الترمذی ۳۹۳ھ)، تاریخ الخلفاء ۷: ۱۷۱ (امام جلال الدین سیوطی الترمذی ۹۱۱ھ) (۲) کبر اہمال جلد ۱۱ ص ۳۳ (علی نقی) (۳) صہبائے اکبر ۳ ص ۱۳۳ (۴) مصدک جلد دوم (امام حاکم علیہ بیروتی حوفی ۳۵۹ھ)، کتب المناقب الخلفاء الراشدين - مطبوعہ ۹۹ (کتاب صدیقی الحسن خان قزوینی غیر منقولہ، ان کے علاوہ دیگر کتب نے بھی حضرت مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مولود کتب ہوا ذکر کیا ہے (۵) مسند احمد بن حنبل، جلد ۹۱ (امام احمد بن حنبل الترمذی ۴۲۸ھ)، مصدک امام حاکم مطبوعہ ۳۷۱ جلد ۳ (امام حاکم الترمذی ۴۰۵ھ) (۶) آپ ﷺ کے مانا کا نام ہاشم تھا۔ ہاشم حاصل کتبے ہیں مدنی کو چھڑا کر کے دیکھ کر یہ ماننے والا اور کھانا دینے والا۔ انہوں نے ایک مرتبہ کافی سارے لذت و رخ کر کے تمام عرب کی دعوت کی اور بڑے بڑے بڑے بڑوں میں شہرہ اور بیٹیاں ڈال کر خوش کیا اور کہا کہ جتنا کھا سیکے ہو کھاؤ اور دنیاں اس میں کھوے کھوے کر کے ڈالو اور شہرہ ہائے کھاؤ۔ اسی وجہ سے ان کا نام ہاشم ہے۔ (۷) کافر ہونا ایک انکساریات ہے جو کہ عقیدے سے قطع رکھتی ہے جہاں تک ان کی جماعتی کار سہل ہے۔ لڑائی کے دوران تاریخ بتاتی ہے کہ دو گروہیں ان کے پاس علیحدہ ہوتی تھیں۔ دو گروہیں دیکھنے کا قصد یہ ہے کہ اپنے لئے Square کھولے کہ اگر میری کھولہ لوٹ جائے تو میں یہ استعمال کروں تو دوسری کھولہ علیحدہ ہونے کا قصد یہ ہے کہ اگر دشمن کی کھولہ لوٹ جائے تو دوسری Square کھولہ دشمن کو دے دوں گا کہ بعد میں لوگ یہ نہ کہیں کہ نیچے آئی کو ہار ڈالا۔ آپ کو بتانا چاہئے گا کہ کافر ہونا ایک الگ شے ہے لیکن مجاہد ہونا ایک الگ (۸) ترمذی رشیدیہ مطبوعہ ۵۷۵ (رشید احمد گنگوہی) (۹) ترمذی جلد دوم باب مناقب علی بن ابی طالب، الصہبائے اکبر ۳ ص ۱۳۱، ریاض البصر ۲: الجزء الثالث من ۶۷، تاریخ الخلفاء مطبوعہ ۹۹، تفسیر مائتین شیخ رشیدیہ مطبوعہ ۱۹۸۰ (۱۰) تاریخ الخلفاء ۷: ۱۷۱ (امام جلال الدین سیوطی الترمذی ۹۱۱ھ)

حیدر بہارِ باغِ خصالِ محمد است

سید شریف احمد شرافت نوشاہی

دورِ دیباغے کرامت، گوہرِ یکنائے سلامت، دیباچہ عنوانِ محبت خواجہ دیوان مودت، حیدرِ لب گشتانِ فصاحت، طوطی شکرستانِ ملاحات، چشم و چراغِ عاشقان، طبع جمع عارفان، امام مظفر، شجاع غنفر، والدِ شبیر و شہرہ، قاسم طوبے و سقر، انزع البہین، اشرف البہین، الفحیح البہین، عالم الامین، عارف البہین، ناصر البہین، سید البہین، یسوب البہین، مرکز دائرہ وقا، گوہرِ معدنِ صفاء، سلطان الاولیاء، برہان الاکفیانہ، حضرت علی المرتضیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ جمعۃ ائمة الہدی۔

نام و کنیت

آپ کا نام نامی والدہ ماجدہ نے اسد رکھا، اور والد بزرگوار نے زید، مگر حضرت خاتمِ رسالت مآب ﷺ نے آپ کا نام علی رکھا اور یہی مشہور عالم ہوا، کنیت ابوبہارک البہائم، ابو تراب، لقب شریف مرتضیٰ، حیدر، اسد اللہ رکھا۔

آپ کے القاب حدیثوں میں بکثرت آئے ہیں۔ آپ کے خانوے نام بنرض فاکہ ازہابِ تصوف و سلوک آگے کیسے چائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

نسب نامہ پدری

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بن ابوطالب عمران بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمطلب القرشی یعنی آپ حضرت رسول اکرم ﷺ کے حقیقی چچا کے فرزند تھے۔

نسب نامہ ماوری

آپ کی والدہ شریفہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبداللہ تھا یعنی آپ کے دادا و نانا حقیقی بھائی تھے۔

تاریخ ولادت

آپ کی ولادت باسعادت بروز جمعہ تاریخ سیزدہم ماہ رجب المرجب عام الفیل ہے تیس برس بعد ۵۹۹ء میں امدون بنکہ کرمہ ہوئی۔

پیش ازین بیت المقدس قبلہ بود خلق عالم سے نمود آئینہ سجود
چوں تولد کرد وہ کعبہ علی گشت کعبہ قبلہ از عین جلی
کعبہ راں شد قبلہ خلق ازالہ کاندہ روزانہ شاہ دیں پناہ
جائے مولودش چو شد مسجد ما پس چہ باشد قدر او پیش خدا
ایں اشارت بس بود از حق تو گرنے غمی تو میدانی تو

تربیت

جس وقت آپ پیدا ہوئے حضرت رسول اکرم ﷺ نے آپ کو غسل دیا، اور نام رکھا اور اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور بچپن سے ہی آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا اور تربیت فرمائی۔ یہاں تک کہ جب خلعت نبوت عطا ہوا تو آپ ایمان لائے۔

اسلام میں سبقت:

جس روز آنحضرت ﷺ کو نبوت و رسالت عطا ہوئی اس کے دوسرے روز آپ ایمان لائے، چنانچہ خود فرماتے ہیں: ہمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنين و اسلمت یوم الثلاثاء اور اول من اسلم من الصبیان آپ ہی ہیں۔

مکرم وجہ

آپ نے تمام عمر بچوں کے آگے سر نہیں جھکایا، کیونکہ آپ بچپن میں ہی ایمان لائے تھے، چونکہ آپ کا چہ مبارک کسی بت کے آگے نہیں جھکا، اسی واسطے سب لوگ آپ کو دعائے مکرم سے یاد کرتے، اور آپ کے نام نابی کے ساتھ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پڑھتے ہیں۔

جان فاری

آپ ہر ایک کام میں حضرت خاتم رسالت آپ ﷺ کے مدد و معاون رہے۔ جب آنحضرت ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا اور کفار قریش نے حضور ﷺ کے قتل کا ارادہ پکڑ کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے اپنی چادر آپ کو ہاتھت فرمائی کہ تم یہ اولہ کر میرے بستر پر سو رہو یہ لوگ تم کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکیں گے، صبح سب کی امانتیں مالکوں کو پہنچا کر عین چلے آئے، آپ حسب الارشاد نبوی ﷺ وہاں اطمینان سے سو رہے اور انکی جان فاری کا ثبوت دیا جو تاریخ اسلام میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت شریف اس وقت نازل ہوئی۔

ومن الناس من يشق نفسه ابتغاء مرضات الله والله روف بالعباد

(سورۃ البقرہ)

جہاد فی سبیل اللہ

آپ ﷺ غزوہٴ تبوک کے علاوہ باقی تمام غزوات میں حضرت رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رہے اور انکی انکی بہادریاں کیں کہ جن کے بیان سے زبانِ قلم قاصر ہے اس غزوہ میں حضور ﷺ آپ کو اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے عین طیبہ میں ہی چھوڑ گئے تھے۔

علامہ خاندن شاہ روضہ الصفا میں لکھتے ہیں کہ آپ نے تمام عمر میں دس ہزار ایسے کفار و فساق کو قتل کیا ہے جن کا قتل کرنا اسلام کی رو سے واجب تھا۔

غزوہ بدر

غزوہ بدر میں جو ۲ھ میں واقعہ ہوا آپ نے اکیس مشرکوں کو قتل کیا۔

غزوہ احد

غزوہ احد میں جو ۳ھ میں ہوئی آپ نے کمال جو ہر شجاعت دکھائے ایسی شمشیر دہنی کی کہ دشمنوں کی صفیں درہم درہم ہو گئیں سات مشرکوں کو قتل کیا اور سترہ زخم آپ کو ہوئے۔

صاحب روح الدرد نے لکھا ہے کہ بوقت جنگ غیب سے آواز آتی تھی۔

لَا تَحْزَنُوا الْاَعْلٰی لَا سَهَابٌ الْاَلَا الْفَقَارُ۔

غزوہ خندق

غزوہ خندق ۵ھ میں ہوا۔ عمرو بن عبود کافر جو ہزار بہادروں کے برابر شہر کیا جاتا تھا اور کسی کو اس کے مقابلہ کی جرأت نہ ہو سکتی تھی اس کو آپ نے قتل کیا اور اس کے بعد نوفل بن عبداللہ کو بھی قتل کیا۔ اسلام کو نمایاں فتح حاصل ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تَعْلَلْ عَلٰی لَعْمَرٍ فَاِنَّ عَبْدَ مَنَظِلٍ مِّنْ عِبَادَةِ الْعَقْلٰنِ۔

غزوہ بنی قریظہ

غزوہ بنی قریظہ بھی ۵ھ میں واقعہ ہوا۔ اس غزوہ میں ایک دن کی لڑائی میں آپ نے اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے سات سو یہود کو قتل کیا۔

غزوہ خیبر

غزوہ خیبر ۶ھ میں جب کوشش کر کے اکثر صحابہ عاجز ہوئے اور قلعہ فتح نہ ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کل صبح کو میں علم لنگر ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ و رسول اس کو دوست رکھتے ہیں، اس کے ہاتھ سے قلعہ فتح ہو جائے گا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اس حوالے نبوی کے لئے حشر ہو گئے

لیکن صبح کو علم لنگر آپ کو عطا ہوا آپ کا جاتے ہی مرحب پہلوان حاکم قلعہ سے مقابلہ ہوا آپ نے اس کو قتل کیا اور قلعہ فتح ہو گیا۔

ابودافع سے روایت ہے کہ آپ نے قلعہ خیبر کا ایک کیڑا اکھاڑ کر بجائے احوال کے ہاتھ میں لے لیا تھا اور مقابلہ کے وقت تک ہمارے لئے رہے، پھر پھینک دیا اور میں نے دیکھا کہ اس کیڑا کو آٹھ آدمی پلٹ نہ سکے۔ اور ابن مساکر کی روایت ہے کہ چالیس آدمی اٹھا نہ سکے۔ کتاب جناب الخلود میں ہے کہ زمانہ ہذا کے حساب سے پچیس ہزار من اس کا پوچھا تھا۔

علم بردار ہونا

اکثر غزوات میں حامل لوگ تھے محمدی ﷺ آپ ہی رہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔

يَا عَلِيَّ اَنْتَ صَاحِبُ لَوَاتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

جبیر و عقیقہ نبوی ﷺ

جب حضرت رسول اکرم ﷺ نے دنیا سے انتقال فرمایا تو آپ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب اور فضل و عثم پران حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی معیت سے آنحضرت ﷺ کو غسل دیا اور اپنے ہاتھوں لہ مبارک میں رکھا اور اس غزینہ بركات کو سپرد خاک فرمایا۔

وزارتِ خلفائے ثلاثہ

حضرت رسول اکرم ﷺ کے بعد خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت میں بھی آپ ان کے مشیر و مددگار رہے۔ ان کی خلافت میں سوائے آپ کے حضور کے کوئی کام سرانجام نہیں ہوتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غلیفہ ثانی اکثر فرمایا کرتے لو اعلیٰ لہلک عمرو۔ یعنی بن مکتل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے کچھ پوچھتے اور ان کے جواب ہامواب سے خوش ہوتے تو فرماتے لا اہلانی اللہ بعدک یا علی۔

حزین اور متصف ہوں تو کچھ عجب نہیں۔

آپ کے اقوال کا مطالعہ جہاں ہر شعبے اور ہر سطح کے حضرات کی علمی پیاس بجھانے کی صلاحیت رکھتا ہے وہاں ان کی دنیا و مافیہ میں کامیابی و کامرانی کے لئے بھی مشکل راہ ثابت ہوگا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اقوال و تعلیمات اور فرمودات و لفظیات سے استفادہ کرنے اور انہیں اپنی زندگیوں میں نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین!

☆ جاہل مردہ اور اہل علم زندہ ہیں۔ بھائی ہمیشہ رہتی ہے اور نہ ہی دہشتدہی۔ (۱)

☆ نعمت ہمیشہ رہتی ہے اور نہ ہی محنت۔ (۲)

☆ حرموں کی طرح دنیا کو تلاش نہ کرو۔ (۳)

☆ بحال کا تعلق لباس سے نہیں بلکہ علم و ادب سے ہے۔ (۴)

☆ توبہ کرنا فرض ہے مگر گناہوں کو چھوڑنا اس سے بھی زیادہ ضروری۔ (۵)

☆ صالحین کی دوستی نجات کا سبب ہے۔ (۶)

☆ جب مجھ سے کسی نے کچھ مانگا تو میں نے اسے دیا اور جب نہ مانگا تو میں نے بن مانگے دیا۔ (۷)

☆ جو انسان علم سے ذمہ نہ ہو اس کیلئے قیامت تک زندگی نہیں۔

لوگوں کا سب سے بڑا خیر خواہ اور اللہ کی زیادہ معرفت رکھنے والا وہ شخص ہے جو لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے ان کے ایمان کی وجہ سے محبت رکھتا ہے اور ان کی تقسیم کرتا ہے۔

..... ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔ ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔ (۸)

☆ مالداروں کے نام لینے والے کہیں نظر نہیں آتے جبکہ علمائے دین ہمیشہ لوگوں کے دلوں میں رہتے ہیں۔ (۹)

☆ اگر آزاد ہونا چاہے ہو تو غلاموں کی طرح محنت و مشقت کرو۔ (۱۰)

مولود کعبہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے

چالیس حکمت آمیز اور حکمت آموز جملہ ہر پارے

ترتیب و تحقیق مرزا محمد احمد *

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فرمودات و لفظیات حکمت آمیز بھی ہیں اور حکمت آموز بھی مگر انگیز بھی ہیں اور ایمان افروز بھی، اصلاحی بھی ہیں اور روحانی بھی۔ بے شکل و بے مثال بھی ہیں اور بے نظیر و ہاکمال بھی آپ کے کلام کے بارے میں بادشاہ کی رائے یہ ہے: دون کلامہ العالی فوق کلامہ المخلوق یعنی کلام خالق سے کم مرتبہ مگر مخلوق کے کلام سے افضل و اعلیٰ ہے۔

ایسی شخصیت جس کو کائنات ارضی و سماوی کے سب سے بڑے عالم محمد مصطفیٰ رضی اللہ عنہ نے باب مدینۃ العلوم اور باب دارالحکمت قرار دیا ہو۔

جن کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہو کہ حکمت و دانائی کو 10 حصوں میں تقسیم کیا گیا ان میں سے 9 حصے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور ایک حصہ لوگوں کو عطا کیا گیا۔

جن کو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہو کہ تم نے علم کے سمندر سے پی پی کر خوب پیاس بجھائی۔

جن کے بارے میں امام حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہوں کہ آپ کا علمی مقام و مرتبہ ایسا تھا کہ نہ پہلے لوگ وہاں تک پہنچ سکے اور نہ پچھلے لوگ وہاں تک پہنچیں گے۔

اور جو خود فرماتے ہوں سلوٹی (جو بات بھی پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے پوچھ لو) ایسی شخصیت کے فرمودات اور لفظیات مذکورہ خصوصیات اور اوصاف سے

☆ پی ایچ ڈی سکالر، جناب یونیورسٹی، لاہور۔۔۔۔۔ پیکرار شعبہ عربی، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، لاہور۔

- ☆ علم زینت ہے تا دم مرگ (اپنی موت تک) اسے حاصل کرتے رہو۔ (۱۱)
- ☆ تو نجات کی امید رکھتا ہے مگر نجات پانے والے راستے پر نہیں چلا۔ (۱۲)
- ☆ طامع (لاالچی انسان) فقیر ہے اور قانع (قانع کرنے والا) غنی ہے۔ (۱۳)
- ☆ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہزار برس بھی عذاب کر دے تو پھر بھی میری امید اس کی رحمت سے قطع نہ ہوگی۔ (۱۴)

- ☆ جو دوسروں کے راز چھ پر ظاہر کرے اس پر اپنے راز ظاہر نہ کرو۔ (۱۵)
- ☆ زیادتی کرنے والے کو معاف کر دو زمانہ خود اس سے بدلہ لے گا۔ (۱۶)

- ☆ اپنی ہمت بلند کر لو، اللہ تعالیٰ تمہاری کفایت فرمائے گا۔ (۱۷)
- ☆ اے دنیا! میرے سوا کسی اور کو فریب دے میں تیری عطا، بادشاہت اور عزت سے بے پرواہ ہوں۔ دنیا کی مثال ایسے ہے جیسے رائل ہونے والا سایہ یا وہ مہمان جو رات بھر کہیں ٹھہرے۔ (۱۸)

- ☆ جب اجسام موت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں تو پھر راہ خدا میں قتل ہونا بہتر ہے۔ انسان کی درازی عمر کی خواہش نادانی ہے۔ دنیا سے زاو راہ لے لو؛ اس لئے کہ تم کو قتل کرنے والے ہو۔ لاغری (کمزوری) سے نفرت نہ کرو؛ اس لئے کہ اکثر اوقات فربہ جانور ذبح کر دیا جاتا ہے اور لاغر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جب تجھے کسی قوم کی سرداری اور حکومت سونپی جائے اگر چہ رات بھر ہو تو تجھ سے اس قوم کے بارے سوال پوچھا جائیگا۔ جب تو کسی جنازے کو قبرستان لے کر جائے تو یقین کر لے کہ تو بھی ایک دن اس طرح اٹھایا جائیگا۔ (۱۹)

- ☆ کہاں ہیں وہ چدرے جو پردہ جلالت (بادشاہت) میں رہتے تھے؟ وہ قبر میں چلے گئے اور آج ان پر کیڑے رہتے ہیں۔ بادشاہ سے پوچھو کہ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس کے خدام اور افواج کہاں گئیں؟ کیا حال ہوگا جب تجھے فراموش کر دیا جائیگا اور تیرے اعزاء و اقارب تیرے مال کی تقسیم میں مشغول ہو جائیں گے۔ (۲۰)

- ☆ جب جوانی جاتی ہے تو یوں لگتا ہے کہ کبھی تھی ہی نہیں اور جب بڑھاپا آ جاتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہمیشہ سے ہے۔ جھوٹے وعدے میں کوئی بھلائی نہیں۔ علم ہوا اور حیل نہ ہو تو اس طرح ہے جیسے جوتے ہوں اور پاؤں نہ ہوں۔ حیل ہو اور علم نہ ہو تو اس طرح ہے جیسے پاؤں ہوں اور جوتے نہ ہوں۔ اگر علم آرزو کرنے سے حاصل ہو جاتا تو دنیا میں کوئی جاہل باقی نہ رہتا۔ کوشش کرو اور کافی نہ کرو؛ اس لئے کہ آخرت میں اس شخص کیلئے عداوت ہے جو کامل ہو۔ ہم اللہ کی تقسیم پر راضی ہیں جس نے ہمیں علم عطا کیا اور ہمارے دشمنوں کو مال، مال قافی ہے اور بہت جلد زوال پزیر ہو جاتا ہے اور علم باقی ہے کبھی زائل نہیں ہوتا۔ انسان مال کے سبب غنی نہیں ہوتا بلکہ دل کے سبب غنی ہوتا ہے۔ انسان قدم کی لغزش سے نہیں بلکہ زبان کی لغزش سے مرتا ہے۔ (۲۱)

- ☆ حلقوں حراج انسان کی محبت میں بھلائی نہیں۔ جب تو شمار کرے تو بے شمار بھائی ہیں لیکن مصیبت کے وقت بہت کم رہ جاتے ہیں۔ خدا سے ناامید نہ ہو کہ یہ کفر ہے۔ پیشے میں غار نہیں، عار تو بیک مانگتے ہیں ہے۔ (۲۲)

- ☆ ہر شے نائل بہ زوال ہے۔ (۲۳)
- ☆ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے تو اس کا فضل ہے اور اگر عذاب دے تو میں اسی کے لائق ہوں۔ ایک انسان دوسرے انسان کی کیفیت کا ادراک نہیں کر سکتا تو پھر اللہ تعالیٰ کی حقیقت کا ادراک کیسے کر سکتا ہے؟ (۲۴)

- ☆ کتنے ہی حیل مند مطلق ہیں اور کتنے ہی جاہل مالدار ہیں! (۲۵)
- ☆ جب دنیا کسی کے پاس آتی ہے تو فتنہ بین کر آتی ہے اور جب منہ پھیرتی ہے تو غمگین کر دیتی ہے۔ گناہ سے نصرت زائل ہو جاتی ہے۔ اللہ کا شکر ادا کر کے نصرت کی حفاظت کرو۔ دنیا کی عداوت زہر آلود ہے۔ مظلوم کی بددعا سے بچو۔ کتنی باتیں ہیں جن کے سبب قتل و غارت تک لوبت پہنچ جاتی ہے۔ (۲۶)
- ☆ تو فنا سے غافل ہو گیا ہے حالانکہ تو فنا ہو گا اور دنیا میں کسی چیز کو پھٹکی نہیں۔ (۲۷)

☆ مبر مرغوب جز حاصل کرنے کی کٹھی ہے۔۔۔۔۔ مبر ساری نیکیوں کا سرچشمہ ہے۔۔۔۔۔ جب تو کسی منصب پر فائز ہو تو لوگوں کے ساتھ نیکی کر، معلوم نہیں کہ تو کس وقت اس منصب سے محروم کر دیا جائے۔۔۔۔۔ اگر دولت کا تعلق دانشمندی سے ہوتا تو ہر دانشمند قارون کی طرح ہو جاتا۔۔۔۔۔ رزق کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ دانشمند کو بھی عطا کرتا ہے اور نادان کو بھی۔۔۔۔۔ تو دنیا میں موت کے واسطے آیا ہے اور دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تجھے یہاں سے لٹالا جائے۔ (۲۸)

☆ اے لوگو! دو زبان سفر کسی سے دل نہ لگتا: اس لئے کہ مسافر تو مسافر ہی رہتا ہے جہاں کہیں جاتا ہے۔ (۲۹)

☆ ایسی تو گری سے محتاجی اچھی ہے جو گمراہ کن (گمراہ کرنیوالی) ہو۔ (۳۰)

☆ مال جو ہم جمع کرتے ہیں میراث کیلئے ہیں اور مکانات جو ہم تعمیر کرتے ہیں بربادی کیلئے ہیں۔۔۔۔۔ کاش کہ ہمیں موت کے بعد چھوڑ دیا جاتا تو موت ہر ذمہ کیلئے سامانِ راحت پیدا کر دیتی۔۔۔۔۔ جس شخص کی اصل خلقت پاک نہ ہو وہ پاکیزہ کلام نہیں کرتا۔ (۳۱)

☆ انسان کی اصلیت پوشیدہ ہوتی ہے مگر وہ اپنے کردار سے بھگتا جاتا ہے۔۔۔۔۔ پیدائش کے وقت بچے کی ہتھیلیاں بند ہوتی ہیں اس بات کی دلیل ہے کہ ہر ذمہ میں حرم موجود ہے اور موت کے وقت انسان کی ہتھیلیاں کھلی ہوتی ہیں اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خالی ہاتھ چارہا ہے۔ (۳۲)

☆ کسی مشکل میں گھبرانا نہیں چاہیے: اس لئے کہ اللہ کی رحمتیں بے پایاں ہیں جو ہم سے پوشیدہ ہیں۔۔۔۔۔ نبی کریم ﷺ سے تو سئل کرتا ہر مشکل کو آسان کر دیتا ہے۔۔۔۔۔ مجلسِ علم باغِ جنت ہے۔۔۔۔۔ موت کو بھولنا دل کو زنگ آلود کر دیتا ہے۔۔۔۔۔ قبر کے اندھیروں میں نماز کا نور کام آتا ہے۔۔۔۔۔ چہرے کا نور چہائی میں ہے۔۔۔۔۔ نائل کے ساتھ احسان کرنا ظلم ہے۔۔۔۔۔ اجتناب کی حکومت دیر پا نہیں رہتی۔۔۔۔۔ برے ساتھی کی محبت سے تنہائی بہتر ہے۔۔۔۔۔ انسان کی قیمت اس کی ہمت ہے۔۔۔۔۔ فرقت کی آگ

جہنم کی آگ سے حذر ہے۔۔۔۔۔ بھولنے کیلئے عزت نہیں۔۔۔۔۔ حامد کیلئے راحت نہیں۔۔۔۔۔ قانع (قناعت کرنیوالا) کو غم نہیں۔۔۔۔۔ تجھے وہی ملے گا جو تیرا مقدر کر دیا گیا۔۔۔۔۔ جنسِ خور میتوں پر عیدِ قتلہ کھڑا کر دیتا ہے۔۔۔۔۔ عہدہ کرنا عمر میں اضافہ کا سبب ہے۔۔۔۔۔ جس طرح تو روزی تلاش کرتا ہے اسی طرح روزی تجھے تلاش کرتی ہے۔۔۔۔۔ صابر کا کام پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔۔۔۔۔ نیرے کا رُخ بھر جاتا ہے اور زبان کا رُخ نہیں بھرتا۔۔۔۔۔ سعادتِ معنوی کی صحبت سعادتِ مادی بنا دیتی ہے۔۔۔۔۔ بلندیِ ہنجر کو ششِ نصیب ہوتی ہے۔۔۔۔۔ جو بلندی چاہتا ہے اسے چاہیے کہ شب بیداری کرے۔۔۔۔۔ عزت چاہیے تو شب بیداری کر، موتیوں کو ڈھونڈنے والا دریا میں غوطے لگاتا ہے۔۔۔۔۔ جس نے بغیر محنت اور مشقت کے راحت (بلندی) چاہی اس نے ناممکن کے حصول کیلئے عمر کو ضائع کیا۔۔۔۔۔ جوانی کے دن قیمتِ جانو، ہمیشہ جوانی نہیں رہتی۔۔۔۔۔ اے نفسِ استی اور کالی چھوڑ دے وگرنہ ذلت پر مبر کر۔ (۳۳)

☆ مبر کے چار شعبے ہیں: جنت کا شوق، جہنم کا خوف، دنیا سے بے رغبتی اور موت کا انتظار۔ جو انسان جنت کا مشتاق ہوتا ہے وہ خود کو فہمات سے بچاتا ہے اور جسے جہنم کا ڈر ہوتا ہے وہ حرام کاموں سے کنارہ کش رہتا ہے، دنیا سے بے رغبتی شخص کیلئے مصیبتوں پر مبر کرنا آسان ہوتا ہے اور جو شخص موت کا شہر ہوتا ہے وہ نیکیوں کی طرف جلدی کرتا ہے۔۔۔۔۔ یقین کے چار شعبے ہیں: فہم و فراست، علم و معرفت، عبرت و نصیحت اور اتباعِ سنت، تو جس نے فہم و فراست کو پالیا اس نے علم و معرفت کو حاصل کر لیا اور جس نے علم و معرفت کو حاصل کر لیا اس نے عبرت و نصیحت سے فائدہ اٹھالیا اور جس نے عبرت و نصیحت حاصل کی اس نے اتباعِ سنت کی اور جس نے اتباعِ سنت کی گویا کہ وہ اولین میں شامل ہو گیا۔۔۔۔۔ جہاد کے چار شعبے ہیں: نیکی کی دعوت دینا، برائی سے منع کرنا، ہر حال میں چہائی پر قائم رہنا اور نافرمانوں سے نفرت کرنا، جس نے نیکی کا حکم دیا اس نے مومن کی کمر مضبوط کی، جس نے برائی سے منع کیا اس نے منافق کی ناک خاک میں ملا دی، جس نے ہر جگہ بچ بولا اس نے اپنا

فریضہ ادا کر دیا اور اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے نافرمانوں سے بغض رکھا اور نفرت کی اس نے اللہ ﷻ کیلئے حصہ کیا اور جس نے اللہ ﷻ کیلئے حصہ کیا اللہ ﷻ بھی اس کیلئے غضب فرمایگا۔..... صل کے بھی چار شعبے ہیں: تحقیق کرنا، زہد علم سے خود کو آراستہ کرنا، احکام شرع کو جاننا اور باغِ علم میں رہنا، تو جس نے تحقیق کی اس نے حسنِ علم کو روشن کر دیا اور جس نے باغِ علم کو سیراب کیا اس نے شریعت کے احکام جان لئے اور جس نے شریعت کے احکام معلوم کر لئے وہ علم و بردہاری کے باغات میں داخل ہو گیا اور جو گلستانِ علم میں داخل ہوا اس نے کسی معاملے میں کوتاہی نہ کی بلکہ لوگوں میں یوں زحمتی برسی کہ لوگوں نے اس سے راحت و آرام پایا۔..... انسان کی محافظہ اس کی موت ہے۔..... عمل سے زیادہ اس کی قبولیت کا اہتمام کرو: اس لئے کہ تقویٰ کے ساتھ کیا گیا توڑا عمل بھی بہت ہوتا ہے اور جو عمل قبول ہو جائے وہ توڑا کیونکر ہوگا؟..... بھلائی یہ نہیں کہ تجھے کثیر مال و اولاد حاصل ہو جائے بلکہ بھلائی یہ ہے کہ حیرا علم کثیر ہو اور علم بھی عظیم ہو اور عبادت اتنی زیادہ کرے کہ لوگ اس پر غر کریں۔ جب تو نیکی کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اگر گناہ میں پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش طلب کرے اور دنیا میں بھلائی دو آدمیوں کو حاصل ہوتی ہے: ایک وہ جو گناہ ہو جانے کی صورت میں توبہ کر کے اسکا تدارک کر لیتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو نیکیاں کرنے میں جلدی کرتا ہے۔..... میں دو چیزوں سے خوفزدہ رہتا ہوں: خواہش کی بے دری اور لمبی امیدیں۔ خواہش کی بے دری سے اس وجہ سے خوفزدہ رہتا ہوں کہ یہ حق قبول کرنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے اور لمبی امیدوں سے اس وجہ سے خوفزدہ رہتا ہوں کہ یہ آخرت کو بھلا دیتی ہیں۔..... آج عمل کا دن ہے یہاں (دنیا میں) حساب نہیں اور کل حساب کا دن ہے وہاں (آخرت میں) عمل نہیں۔..... علم کے بغیر عبادت میں بھلائی نہیں۔..... فہم کے بغیر علم میں بھلائی نہیں۔..... غور و فکر کے بغیر تدبیر میں بھلائی نہیں۔ (۳۳)

☆ علم مال سے بہتر ہے: کیونکہ علم تیری حفاظت کرتا ہے جبکہ مال کی حفاظت

تجھے کرنا پڑتی ہے اور علم خرچ سے بڑھتا ہے جبکہ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے۔ (۳۵)

☆ تین عمل مشکل ہیں: بندوں کے حقوق ادا کرنا، ہر حال میں اللہ ﷻ کا ذکر کرتے رہنا اور اپنے حاجت مند بھائیوں سے مالی تعاون کرنا۔ (۳۶)

☆ لوگوں کو اہم شہد کی کھینچ کی مانتین جاؤ اگرچہ دوسرے پندے ان کو حقیر اور کمزور جانتے ہیں لیکن اگر ان کو معلوم ہو جاتا کہ شہد کی کھینچ کے پندے میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت والی چیز پوشیدہ رکھی ہے تو وہ کھینچ کو ہرگز حقیر نہ سمجھتے؟ اس لئے اے لوگو اپنی زبان و جسم میں اتحاد پیدا کرو اور اعمال و اقوال میں مفارقت و جدائی کو راہ نہ دو: کیونکہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو وہ اہتمام دیتا ہے اور روزِ محشر انسان اپنی محبوب چیز کے ساتھ رہے گا۔..... وہ کام کرو جو ہانگہ الہی میں قبول ہوا اور عمل صالح کرنے میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرو: کیونکہ عمل صالح بغیر تقویٰ قابل قبول نہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس عمل میں غلوں نہ ہو وہ قبول نہیں ہوتا۔..... اے صالحین قرآن احکام قرآنی پر عمل کرو، عالم وہی ہے جو علم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل کرے، علم کو عمل کی موافقت میں پورا تارے یعنی علم و عمل دونوں موافق و مطابق ہو جائیں۔ معترعب ایسے صاحبانِ علم ظہور پذیر ہوں گے جن کا علم ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ ان کے ظاہر و باطن میں موافقت نہ ہوگی، ان کے علم و عمل میں یکسانیت کا نام نشان نہ ملے گا، ان کی نشستوں میں ہر ایک دوسرے پر خود کو سر بلند اور صاحبِ عزت گرداننے کی کوشش کرے گا، ان کی مجلسوں کی کیفیت یہ ہوگی کہ ہم نصیحتیں غصباتک ہو کر اپنے ساتھی سے کہے گا جاؤ الگ ہو کر بیٹھو۔ ان اشخاص کے مجلسی اعمال کو اللہ کی خوشنودی سے کوئی لگاؤ تک نہ ہوگا۔..... توفیق الہی بہترین دہبر ہے۔..... خوش اخلاقی بہترین دوست ہے۔..... عقل و شعور بہترین ساتھی ہیں۔..... سبب بہترین میراث ہے۔..... مسئلہ قدر وہ تاریک راستہ ہے جس میں رہنا ناممکن ہے۔..... مسئلہ قدر بڑا ہی گرامسند ہے اس میں گھسنے کی کوشش نہ کرو۔..... مسئلہ قدر امر الہی ہے جو تم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے: اس لئے تم اس کی چھان بین نہ کرو۔..... مصیبت ایک مقام پر پہنچ کر ختم ہو جاتی ہیں: اس لئے غمزد کو چاہیے کہ

معصیت کی حالت میں صبر کرے تاکہ معصیت اپنی مدت کے بعد ختم ہو جائے مگر نہ اختتام مدت سے پہلے معصیت دور کرنے کی کوشش اپنے ساتھ اور معصیتیں لے آتی ہے۔ بغیر مانگے کچھ دینا سخاوت ہے اور مانگنے والے کو دینا بخشش۔ گناہوں کی دنیاوی سزا یہ ہے کہ عبادت میں سستی رونما ہو جاتی ہے، معصیت میں غفلت پیدا ہو جاتی ہے اور لذت میں کمی ہو جاتی ہے۔ حلال کی خواہش اس شخص میں پیدا ہوتی ہے جو حرام کی کمانی چھوڑ دینے کی کھل کوشش کرتا ہے۔ سب سے بڑی دولت اصل معصی ہے۔ سب سے بڑی مفلسی و حقارتی، بیوقوفی و حقارت ہے۔ سب سے بڑی وحشت و گھبراہٹ، بکبر و نفور ہے۔ سب سے بڑی بزرگی و کرم، غرض اخلاقی و نیک کرداری ہے۔ بے وقوف کی دوستی سے پرہیز کرو، کیونکہ وہ نفع پہنچانا چاہتا ہے لیکن نتیجتاً تکلیف پہنچتی ہے۔ جموٹے کی ہموائی سے پرہیز کرو، کیونکہ وہ قریب کو دور اور دور کو نزدیک کر دیتا ہے۔ بکسوں کی رفاقت سے پرہیز کرو، کیونکہ بکسوں ان چیزوں سے تم کو چھڑا دیتا ہے جن کی تمہیں سخت تر ضرورت ہے۔ قاجار کی دوستی سے پرہیز کرو، کیونکہ وہ تمہیں تھوڑی سی چیز کے بدلے میں فروخت کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ ذات نہیں جو عدم سے وجود میں آئے بلکہ وہ بلا کم و کیف اور بغیر تعین زمانہ و غیرہ موجود ہے، اس کے وجود کی کوئی ابتداء نہیں، ہر اجنا اس سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہے وہ ہر اجنا کی اجنا ہے۔ زیادہ ہوشیاری بدگمانی کی طرف لے جاتی ہے۔ محبت دور کے خاندان والوں کو قریب کر دیتی ہے اور عداوت خاندان کے قریبی رشتہ دار کو دور ہٹا دیتی ہے۔ ہاتھ جسم سے بہت زیادہ قریب ہے لیکن گل سڑ جانے پر کاٹ دیا جاتا ہے اور آخر کار داغ دیا جاتا ہے۔ کوئی شخص گناہ کے سوا کسی سے خوفزدہ نہ ہو۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے اپنی آرزوئیں اور امیدیں وابستہ رکھے۔ کسی چیز کے سیکھنے میں شرم نہ کرو۔ عالم کو کسی مسئلہ کی دریافت پر جبکہ وہ اس مسئلہ سے کما حقہ واقف نہ ہو حجاب میں یہ کہنے سے شرم نہیں کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور میں اس مسئلہ سے واقف نہیں۔ صبر و ایمان کی مثال سر اور جسم کی ہے۔ جب سر نہ رہے تو جسم کی طاقت و قوت بالکل ختم ہو جاتی ہے اسی طرح جب صبر نہ رہے تو ایمان رخصت ہو جاتا

ہے۔ کمال خیرہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور لوگوں کو گناہ کرنے کی قییل نہ دے نیز خطاب الہی سے بے خوف نہ کرے اور قرآن پڑھنے کی طرف لوگوں کو مائل کرے۔ جس عبادت کی عبادت گزار کو خود خبر نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ اس علم کی کوئی قدر و قیمت نہیں جو بغیر فہم و شعور حاصل کیا جائے۔ اس علم کی کوئی عزت و حیثیت نہیں جس میں غور و فکر نہ کیا جائے۔ لوگوں میں عدل و انصاف کرنے والے پر واجب ہے کہ دوسروں کے واسطے وہی چیز انتخاب کرے جسے وہ خود پسند کرتا ہو۔ انار کے فالے اس کے حسل و میانی پردوں کے ساتھ کھاؤ کیونکہ یہ مغوی معصہ ہیں۔ محقریب وہ زمانہ آجیالا ہے جس میں مسلمان ایک لوطی سے بھی زیادہ اکیل و غار نظر آجیالا۔ (۳۷)

☆ نیک بخت آخرت کے سبب اور بد بخت دنیا کے سبب غمزدہ رہتا ہے۔ تو ہمیشہ غفلت میں ہے حالانکہ موت حیرے قریب ہے۔ دنیا کے پیچھے نہ پڑو خواہ ساری دنیا تم سے بقاوت کیوں نہ کر دے۔ آخرت کی تیاری کیلئے ہمہ وقت فکر کرو۔ ہمیشہ خالوں کے دشمن اور مظلوموں کے حامی بن کر رہو۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ گھبراؤ۔ وضو اچھی طرح کیا کرو، کیونکہ وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ زکوٰۃ روکنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ دین میں تقصیر حاصل کرو۔ ہر کام میں ثابت قدمی رکھو۔ ہر وقت اپنے گناہوں کی مظہرت طلب کرتے رہو۔ جاہلوں کے معاملے میں بردہاری سے کام لو۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو اور خود بھی برائیوں سے بچتے رہو۔ (۳۸)

☆ اپنے قربابت داروں کا خیال رکھو، اللہ تم پر حساب کو آسان کر دے گا۔ نماز کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، بلاشبہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اپنے رب کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرو جب تک تم ذمہ رہو وہ تم سے خالی نہ ہو۔ زکوٰۃ اللہ کے غضب کو شفا کرتی ہے۔ اپنے نبی کریم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرو، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں وصیت کی

کتاب الفرائض السنة والشیعة

اور سنی شیعہ دونوں فرقوں نے اس کا ذکر

اپنی اپنی کتابوں میں کیا ہے۔

(عینیہ جس کے شارح علامہ ابو موسیٰ مؤلف روح المعانی ہیں)۔

ہم یہاں برادرانہ اہل سنت کی ان کتب سیر و تاریخ میں سے چند کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں۔ جن میں جناب امیر علیہ السلام کی خانہ کعبہ میں ولادت کو حلیم کیا گیا ہے۔

(۱) مروج الذهب جلد ۵ ص ۱۷۵ یہ کتاب علامہ ابو الحسن علی بن حسین مسعودی کی ہے جن کی وفات ۳۴۶ھ مطابق ۹۵۷ء میں ہوئی۔ ان کی مشہور تالیفات مروج الذهب، معادن الجوہر فی تاریخ، کتاب الاشراف والتمیہ دور حاضر کے مؤرخ اور سیرت نگار علامہ فطی ان کے معلق اپنی شہرہ آفاق تصنیف القادوق میں لکھتے ہیں۔

”ابو الحسن علی بن حسین مسعودی فہم تاریخ کا امام ہے اسلام میں آج تک اس کے برابر کوئی وسیع الطغر مؤرخ پیدا نہیں ہوا وہ دنیا کی اور قوموں کی تاریخ کا بہت بڑا ماہر تھا۔ اس کی تمام تاریخی کتابیں مل جاتیں تو کسی اور تصنیف کی کچھ حاجت نہ ہوتی المفسر ہے کہ قوم کی بد ذوقی سے اس کی اکثر تصنیفات نابید ہو گئیں۔ یورپ نے بڑی تلاش سے دو کتابیں مہیا کیں ایک مروج الذهب اور دوسری کتاب الاشراف والتمیہ۔ مروج الذهب مصر میں چھپ گئی ہے۔“ (القادوق حصہ اول ویناچہ صفحہ ۸)

مروج الذهب مسعودی علامہ محمد بن محمد بن عبد الحمید ہمدانی ہمدانی ہمدانی کے مقدمہ اور حواشی کے ساتھ ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء میں مصر میں چھپی ہے۔

(۲) مطالب السؤل فی مناقب آل رسول ﷺ ص ۱۳۷ یہ کتاب علامہ کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ کی ہے جن کی ولادت ۵۸۳ھ مطابق ۱۱۸۷ء میں ہوئی اور وفات ۵۹۲ھ مطابق ۱۲۵۳ء میں ہوئی۔ شافعی المذہب ہیں اور اہل سنت کے جلیل الشان عالم ہیں۔ علامہ یاقعی ان کے حلق لکھتا ہے:

”محمد بن طلحہ رئیس صاحب شمت بزرگ تھے۔ علم مناظرہ و فہم میں انہوں نے درجہ کمال حاصل کیا، بادشاہ کے وزیر تھے پھر وزارت چھوڑ دی اور زہد اختیار کیا اور اپنے نفس کو مائل ریاضت کر لیا۔“ (مراۃ البہتان یاقعی جلد ۲ ص ۱۲۸)

ازالۃ الحقا مقدمہ جلد ۲ ص ۲۵۱ یہ کتاب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ہے۔ وہ ہمارے برصغیر ہندوستان کے مشاہیر علمائے اہل سنت میں سے ہیں اور کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

(۳) جناب امیر علیہ السلام کی خانہ کعبہ میں ولادت کو صاحب مناقب مرتضوی نے اس طرح بیان کیا ہے:

”در بیان مصطفیٰ از یزید بن قصب مروی است کہ من عباس بن عبد المطلب یوم و یوم و یوم از بنی عبد المطلب بمکہ بیت الحرام نشست یومہ کہ قاطمہ بنت اسد در مسجد کعبہ در آمد در عین طواف اثر نفس بروئے ظاہر شد چون بحال بیرون رفتن فرماہد گفت خداوند بجزمت این خانہ کعبہ زحمت ولادت بر من آسان گردان دیدم کہ دیوار خانہ کعبہ شق شد قاطمہ درون رفت و روز چہارم جناب امیر را بردست گرفتہ بیرون آمد۔“

(مناقب مرتضوی ص ۱۶۵ مطبوعہ بمبئی)

بیان مصطفیٰ میں یزید بن قصب سے روایت ہے کہ میں عباس بن عبد المطلب کے ساتھ تھا اور اولاد عبد المطلب کا ایک گروہ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت قاطمہ بنت اسد بیت اللہ میں آئیں عین طواف کی حالت میں ان پر آثار ولادت طاری ہوئے باہر جانے کے لئے وقت نہ تھا۔ حضرت قاطمہ بنت اسد نے دعا کی۔ خداوند اس بابرکت خانہ کی حرمت کا واسطہ ولادت کی تکالیف کو مجھ پر آسان فرما۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ دیوار خانہ کعبہ شق ہوئی جناب قاطمہ بنت اسد اندر گئیں اور چوتھے دن جناب امیر کو اپنے ہاتھوں پر لئے برآمد ہوئیں۔

مناقب مرتضوی اس کتاب کے مؤلف میر صالح کشنی ہیں، ان کے حلق رواج المصطفیٰ ص ۲۸۹ میں لکھا ہے کہ: ”یہ صاحب انوار جلیہ اور جامع علوم دینی و

دعویٰ تھے۔ ان کے خوارق و کرامات مشہور ہیں۔ سلسلہ قادریہ میں ان کو شاہ نعمت اللہ سے بیعت تھی دیگر سلاسل کی اجازت بھی انہیں حاصل تھی انہوں نے ۱۹۶۰ء میں انتقال فرمایا۔ (نفاکس السنن فی ذکر فضائل سیدنا ابی الحسن محمد علی حیدر طوی مطبوعہ مدینہ بنجور)

(۴) سرکار ولایت علی ابن ابی طالب کی خانہ کعبہ میں ولادت کو عالم اہل سنی مولوی محمد عین صاحب قرنگی مکی لکھنوی نے اس طرح لکھا ہے: "امیر المومنین علی پیدا شدہ در جوف کعبہ و پیدا گشت کے پیر دے و خدائے تعالیٰ مخصوص گردا پیر اور ایمان فضیلت و شرف گردانید خانہ کعبہ را باین شرافت در بعضے کتب سیر از برید نقل کردہ، مہاس و جعے از بنی ہاشم و عہد المطلب در مسند الحرام نشست بودیم ناگاہ قاطمہ بنت اسد مادر علی حیدر بہم رسیدہ بطواف خانہ کعبہ مشغول گردید و در اثنائے طواف بدرودہ جلا شدہ و آثار ولادت و علامت زائیدن برودے ظاہر گشت طافش نماز دیدیم کہ دیوار خانہ کعبہ شق شد قاطمہ در دن رفت ماہر چہر خواستیم کہ درون در آنیم میسر نہد روز چہارم علی را بردست گرفت بیرون آمد۔" (وسیلۃ النہاج ص ۶۰ مطبوعہ لکھنؤ)

ترجمہ: "حضرت علی عین کعبہ بچوں بچہ پیدا ہوئے آپ کے سوا کوئی کعبہ میں پیدا نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ خاص فضیلت یہ آپ کو ہی بخشی اور کعبہ کو آپ کی جائے ولادت بنا کر محرز و سرفراز کیا کتب سیر میں برہد سے منقول ہے کہ میں مہاس اولاد ہاشم و عہد المطلب کے کچھ لوگوں کے ساتھ مسجد حرام میں بیٹھے تھے کہ ناگاہ حضرت قاطمہ بنت اسد مادر حضرت علی حیدر آئیں اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے لگیں۔ دوران طواف میں درودہ عارض ہوا اور علامات وضع حمل نمایاں ہوئیں طاقت بدن کی جاتی رہی اور دیکھا میں نے کہ دیوار خانہ کعبہ کی شق ہوئی اور قاطمہ اندر گئیں ہم لوگوں نے ہر چہ چاہا کہ اندر جائیں مگر اندر جانا ممکن نہ ہوا۔ چوتھے روز قاطمہ اپنے فرزند کو لئے ہوئے برآمد ہوئیں۔"

(۵) دور متاخر کے طویل الشان ستی محدث شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی جناب علی مرتضیٰ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: از مناقب دے (علی) کہ در عین ولادت او ظاہر

گشت یکے آن است کہ در جوف کعبہ معظمہ تولد یافت قد تواتر الاخبار ان قاطمہ بنت اسد ولدت لہم المومنین علیاً۔ (فی جوف الکعبہ) (ازلہ النکاح مقصد ۲ ص ۲۵۱)

ترجمہ: "مجلد فضائل حضرت امیر المومنین علیؑ جو وقت ولادت ظاہر ہوئے ایک یہ بھی ہے کہ آپ خانہ کعبہ کے بچوں بچہ پیدا ہوئے اس بات میں حدیثیں حدیث تواتر تک پہنچیں ہوئی ہیں۔ کہ جناب قاطمہؑ نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو جوف کعبہ میں جنم دیا۔"

خانہ کعبہ بیت اللہ شریف یعنی مولد حضرت علی کا نقش:

طول: حجر اسود سے رکن شامی تک: ۳۲ گز

عرض: رکن شامی سے رکن غربی تک: ۲۲ گز

طول: رکن غربی سے رکن یمنی تک: ۳۱ گز

عرض: رکن اسود سے رکن یمنی تک: ۲۰ گز

بلندی: زمین سے چھت تک: ۹ گز

اپنی اس ولادت کی شان کو جناب امیر علیؑ نے خود مدح سرکار رسالت فرماتے ہوئے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

عترہ عبد العز و نسرہ عبد الاسر
شجرۃ عبد الشجر بنت فی حرم و
سبقت فی کرم لہا فردۃ طوال و ثمرۃ
لاقتال

(نہج البلاغہ ج ۱ نمبر ۹۰ ص ۱۸۵، ۱۸۶ مطبوعہ مصر)

"سرکار رسالت کی عزت بہترین عزت ہے، ان کا خاندان بہترین خاندان ہے۔ ان کی اولاد کا شجرہ نسب بہترین شجرہ نسب ہے۔ جو حرم یعنی خانہ کعبہ میں آگاہ اور جو اللہ کے فضل و کرم سے پھولا پھلا اس کی شاخیں دراز اور پھل ایسے بے نظیر ہیں کہ کوئی ان تک پہنچ نہیں سکتا۔"

خانہ کعبہ میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کا پیدا ہونا علی علیہ السلام کی عظمت و رفعت کی ایک ایسی مثال ہے جس میں رہتی دنیا تک کوئی شریک و ہم نہیں ہے اسی لئے علی علیہ السلام علی علیہ السلام ہیں۔

تمام تاریخیں بتاتی ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ولادت کے بعد تین دن تک آنکھیں بند رکھیں۔ سب سے پہلے جس کی گود میں آنکھیں کھولیں وہ سرکار رسالت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات تھی۔ آپ کی نگاہیں سب سے پہلے چہرہ نبوی پر پڑیں۔ آنکھیں کھولیں تو بحال محمدی دیکھا۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت نبوی تیر کہہ رہے ہوں گے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان نیکی کی جزا نیکی ہے اے علی علیہ السلام تم نے میرا چہرہ دیکھنے کے لئے آنکھیں بند رکھیں اب ضروری ہے کہ چہرہ پر نظر کرنا عبادت بن جائے فرمایا النظر الی وجہہ علی علیہ السلام۔ سرکار رسالت نے اپنے لعاب دہن سے جناب علی مرتضیٰ کو بکلی غذا دی اور زبان رسول چس چس کر ہودش پانی سایہ طاقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عربی تربیت کے لئے ملا یہ بھی ثابت ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے آغوش رسالت میں پہنچ کر قبل نزول قرآن سورۃ المؤمنون کی تلاوت فرمائی۔

نام و کنیت

شیخ محمد الحق محدث دہلوی کتاب مدارج النبوت میں لکھتے ہیں کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام نام اوست ابو الحسن و ابو تراب کنیت او ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برادر او بھانجا و زوج قاطلہ بول سیدۃ النساء و ابو السطین الحسن و الحسنین علیہ السلام سیدی شباب اہل البیت و بود اسم وی علی و گفته اند کہ نام کردہ بود اور نامور دے قاطلہ بنت اسد حیدرہ نام پندش اسد و حیدرہ نام اسد است و چوں قدم آورد ابو طالب کردہ پنداشت ایں نام دانیں تسمیہ کرد بعلی۔ محدث دہلوی نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ تسمیہ کردہ است اور ابو خبیر علیہ السلام بعد یق کما فی الریاض البصرۃ و تسمیہ کردہ است ہابی الرکحانین و نیز لقب کردہ است بہ یضہ البلد۔ و بائین و شریف بہادی و بحدی و بدن الاذن الواحید و یسوب الامۃ۔

ولادت کے بعد آپ کی مادر گرامی نے آپ کا نام اسد و حیدر جناب ابو طالب نے زید اور خدا اور رسول نے علی علیہ السلام رکھا۔ سید ابن جوزی لکھتے ہیں کہ عطاء کا قول ہے کہ علی مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ نے ان کا نام حیدر رکھا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ غزوہ خیبر کے دن جناب علی علیہ السلام نے اپنے رجز میں مرحب کے مقابلہ میں فرمایا تھا۔ ان الذی سمعی اسی حیدرہ میں وہ ہوں کہ میری مان نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ (تذکرہ خواص الامہ) بعضوں کا قول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ابھی دودھ پیتے بچے ہی تھے اور تھا گوارہ میں تھے آپ کی والدہ کسی کام میں مصروف تھیں ان کا گھر کہ میں ایک پہاڑ کے پہلو میں تھا کہ ایک قوی الجبہ سانپ پہاڑ سے اُترا اس نے جناب امیر علیہ السلام کو کاٹا چاہا۔ جناب امیر علیہ السلام نے ہاتھ بڑھا کر اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ وہ ان کے ہاتھ میں مر گیا جب ان کی والدہ آئیں اور سانپ کو مرا ہوا دیکھا کہنے لگیں جناب اللہ اے میرے شیر خدا تجھے ذمہ رکھے۔ اس وجہ سے نام حیدر مشہور ہو گیا۔

(مناقب آل صحابہ) (ذمہ ہادقصرات علی ابن ابی طالب علیہ السلام)

حسین واعجاز کاشفی لکھتے ہیں کہ یہ بھی مشہور ہے کہ جناب ابو طالب نے اپنے جدا علی جامع قہاں عرب قصی کے نام پر جناب امیر علیہ السلام کا نام زید رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شریف لائے نام کے حلق پوچھا جناب ابو طالب اور جناب قاطلہ بنت اسد نے بتایا کہ زید اور اسد نام رکھا ہے حضور نے فرمایا نہیں علی علیہ السلام نام رکھو قاطلہ بنت اسد یہ سن کر کہنے لگیں بھلا میں نے ایک روز ہاتھ نیچی سے اس بچے کا نام یہی سنا تھا۔ (روضة المعتمد) مناقب کی کتابوں میں تسمیہ علی ابن ابی طالب کا ذکر اس طرح موجود ہے کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی زنجیر پکڑ کر اس طرح دعا کی کہ ملای توئی اسد ہذا العسوی میرے معبود میرے نزدیک اس بچے کا کیا نام ہے۔ فھتف حائف من السماء آسمان سے غیب کی دعا دینے نے اس طرح دعا دی۔ اسمہ فی خواص العلای علی اشتق من العلی۔ یعنی بلند دنیا کی بلند چوٹیوں میں اس بچے کا نام علی علیہ السلام ہے جو میرے نام علی سے شفق ہے پس آپ کا نام علی علیہ السلام ہے۔ جو اللہ کے

نام سے شتق ہے۔ اللہ کا نام لینا عبادت ہے پس علی علیہ السلام کی عبادت کرنا عبادت ہے اور علی علیہ السلام کی عبادت پکارتے ہوئے علی علیہ السلام پر ابو طالب کا تصور ہونا چاہئے کیونکہ اللہ مشتق ہے اشتقاق کرنے والا ہے اور نام علی علیہ السلام اللہ کے نام سے شتق ہے پس علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا نام ہمہ وقت لینا عبادت ہے۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام کے مشہور القابات یہ ہیں:

امام البرہہ۔ صدیق اکبر۔ فاروق امت۔ وحی رسول۔ ولی اللہ۔ کاشف الکرب، خلیفہ۔ وزیر۔ قس رسول۔ محمد اللہ، حیم النار والجنہ۔ ہادی۔ باب حطہ۔ کھڑے باقیہ۔ ساقی کوثر۔ صاحب حوض۔ ایمان ممل۔ صاحب لواء الحمد۔ مشکل کشا وغیرہ۔ ان تمام اسماء کا ذکر کتب مستبرہ میں پایا جاتا ہے۔

ترہیت

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ تکمیل سیرت اور قیام کردار میں تربیت کو دخل عظیم ہے کیونکہ فطرت کا یہ قاضی ہے کہ بچپنا جس ماحول میں گزرے اس کا اثر قبول کرتا ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی تربیت شروع ہی سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کرنے لگے جیسا کہ ذکر کیا جا چکا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کعبہ میں پیدا ہوئے تین دن تک جناب فاطمہ بنت اسد کعبہ میں رہیں وہ کعبہ بند رہا اس دوران وہ کعبہ کھولنے کی کوششیں کی گئیں مگر وہ کعبہ وا نہ ہو سکا۔ تین پشت کعبہ کو جہان دیوار کعبہ میں ایک نیا در بنا تھا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ دیوار کعبہ میں پھر در بنا اور فاطمہ بنت اسد مولود کعبہ کو آغوش میں لئے ہوئے کعبہ سے باہر آئیں اور مولود کو بغیر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش مبارک میں دیدیا۔ پہلی غذا جو علی علیہ السلام ابن ابی طالب کو ملی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا۔ روایات سے ثابت ہے کہ دوسرے دن دودھ پلانے والی حور ت بلائی گئی، مگر جناب امیر المومنین علیہ السلام نے کسی کے پستان کی طرف رغبت نہ کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر بلایا گیا اور حضرت نے اپنی زبان مبارک بچے کو چوسائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک زبان چوساتے رہے جب تک خدا کو منظور ہوا۔ (ارجح

المطالب ص ۳۶-۳۷)، حیدر علی خفی السیرۃ الخلو یہ ص ۲۰ حصہ اول) امیر المومنین کا گوشت پوست ہڈیاں اور بدن میں لعاب دہن رسول بیکست ہو گیا تھا۔ علامہ ابن خلدون کی تحقیق یہ ہے کہ ایک سوڑ کی شرافت و نجابت، حسن کردار و سیرت چار پشتوں تک باقی رہتا ہے اب ذرا غور فرمائیے کہ حضرت علی علیہ السلام کو خاندان ملا تو ایسا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر جناب ابو طالب تک سب کے سب آباء و اجداد علی الاتصال حسب و شرافت کے صدقین رہے ہیں اور اس کی آغوش تربیت ملی کہ جو بہشت سے پہلے صدیق و امین عرب تھے۔ صدیق ہونا صداقت قولی اور امین ہونا عمل کی نشانیاں ہیں اور سیرت میں بھی وہی پہلو ہوتے ہیں قول اور عمل چنانچہ علی کا قول می صلی اللہ علیہ وسلم کا قول علی علیہ السلام کا عمل می صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے یہ ہے تربیت کا اثر کہ جو نہ صرف علی میں پایا جاتا ہے بلکہ اولاد علی علیہ السلام میں تا قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ قول و عمل نبوی کا فرما ہے۔

ہے۔

یہ امر بھی غور طلب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی ابن ابی طالب کو زبان چوسائی۔ خود غسل دیا اور بچہ کو لینے کے لئے ہاتھ خداوندی کعبہ تشریف لائے۔ ایسا کیوں کیا؟ کیا بچا زاد بھائی ہونا ان الحال خصوصی کا محرک تھا۔ جھڑپ عقل بھی تو پران ابو طالب تھے مگر آنحضرت نے ان کو زبان نہیں چوسائی اور نہ اس طرح تربیت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تربیت علی علیہ السلام کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ علیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بننے کے لئے تربیت ذمہ رسول ہونا لازمی ہے کیونکہ بچپن میں جو نقوش لوح دل و دماغ پر آجھرتے ہیں وہ آخر دم تک باقی رہتے ہیں اور یہ تربیت صرف مادی حیثیت کی نہ تھی بلکہ اس تربیت میں عالم علم لدنی نے علم لدنی تعلیم فرمایا تھا خود جناب امیر المومنین نے مقام فخر میں ارشاد فرمایا ہے علمنی رسول اللہ صلوات اللہ علیہ باب من العلم ففقد لی من کل باب الف الف باب یعنی مجھے جناب رسول خدا نے علم کے ہزار باب تعلیم کئے اور ہر باب سے ہزار ہزار باب میرے لئے کھل گئے اور یہ علوم ربانی و نبویہ اس طرح تعلیم ہوئے کہ امیر المومنین فرماتے ہیں لدنی رسول اللہ

رہا تو۔ کہ مجھے رسول خدا ﷺ نے اس طرح بھرایا جیسے پرندہ اپنے بچے کو بھراتا ہے
 کہیں سے اعزازہ فرمائیے کہ تکمیل سیرت اور تعمیر کردار علی علیہ السلام کتنی حسین ہوگی۔ اس
 قدر حسین کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ذکرِ علی علیہ السلام یعنی علی کا ذکر کرنا عبادت
 ہے۔ آنحضرت ﷺ تو یہ ارشاد فرمائیں کہ علی علیہ السلام کا ذکر کرنا عبادت ہے اور غافلین
 کہتے ہیں کہ تولد بھر زبان سے مولائی ہر وقت علی علیہ السلام علی علیہ السلام علی علیہ السلام کرتے
 رہتے ہیں۔ علی علیہ السلام علی علیہ السلام علی علیہ السلام کرنا کام نہ آئے گا۔ ایسا کہنے والے دراصل مکتذب
 رسول ﷺ کرتے ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ذکرِ علی علیہ السلام اور ذکرِ کا
 تعلق زبان سے ہے جس علی علیہ السلام علی علیہ السلام کہنا عبادت ہے اور اس کا اجر ہار کاو خدا
 سے ملے گا اور مل کر رہے گا۔

ابو الجراح نے جبر سے روایت کی ہے کہ جناب علی علیہ السلام کے حق میں خدا کی
 نعمت خمی اور خضائی علی علیہ السلام کے حق میں نکلی کا ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ اہل مکہ کو
 شدید قحط کا سامنا کرنا پڑا۔ ابو طالب کثیر العیال تھے۔ جناب رسول خدا نے اپنے چچا
 عباس رضی اللہ عنہ سے چونکہ وہ ان دنوں بنی ہاشم میں زیادہ مالدار تھے کہا کہ چچا ابو طالب
 علیہ السلام بڑے مالدار ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت لوگوں کو کیا مصیبت پیش آ
 رہی ہے تم ہمارے ساتھ ابو طالب کے پاس چلو تاکہ ہم ان کے خیال بانٹ لیں۔ ان
 کا ایک لڑکا میں لے لوں اور ایک تم لے لو اور پھر ہم دونوں کی کفالت و پرورش کریں۔
 عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے بہت بھتر مائے ہے۔ دونوں مل کر جناب ابو طالب کے پاس
 گئے اور کہنے لگے ہم آپ کو خیال کے بوجھ سے کسی قدر سبکدوش کرنا چاہتے ہیں تاکہ قحط
 کے اثر سے آپ محفوظ رہیں۔ جناب ابو طالب علیہ السلام نے کہا کہ عقل کو میرے واسطے
 چھوڑ دو۔ جناب رسول خدا ﷺ نے علی کو اور جناب عباس رضی اللہ عنہ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو لے
 لیا۔ اس طرح جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی تربیت و معیت میں رہے اور
 یہ نعمت خداوندی حاصل کی اور جب قرآن نازل ہوتا شروع ہوا تو واظہن معہ کا
 مصداق بن گئے۔ امیر المومنین علیہ السلام کی تربیت کچھ اس اعزاز سے ہوئی کہ علی علیہ السلام نبی

ﷺ کے رنگ میں رنگ گئے اور بہ تعلیم و تربیت رسول جوہر وصایت کے حامل ہو گئے۔
 امیر المومنین کی پاکیزہ سیرت میں جس طرح حقوق اللہ کی حفاظت نظر آتی ہے۔ اسی
 طرح حقوق العباد کی حفاظت بھی کار فرما ہے۔ اس لئے حضرت امیر المومنین علیہ السلام
 ہمارے لئے مثال ہیں۔

حلیہ مبارک

یہ مسئلہ امر ہے کہ چہرہ آئینہ حسن بشری ہوتا ہے بلکہ تکمیل سیرت اور حسن
 کردار کے آثار بھی چہرہ ہی سے ہو یا ہوتے ہیں وہ ذات پاک کہ جو جسم و جسمانیات
 سے مبرا و مفرود ہے مگر اس نے بھی لفظ ”وجہ“ اپنے لئے پسند فرمایا ہے: قرآن پاک میں
 ارشاد ہوا ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلِمَا فَانْ لَا يَمْلِكُ وَجْهَ رَبِّكَ فَوَالْجَلَالِ وَالْاَكْرَامِ (پ
 ۷۱ آیت نمبر ۱۱) ہر ایک شے فنا ہونے والی ہے مگر ربّ ذوالجلال والاکرام کا چہرہ ذات
 باقی رہنے والی ہے۔ کیونکہ چہرہ ہی سے معرفت ہوتی ہے وجہ بمعنی چہرہ اور امت مسلمہ
 میں جناب امیر المومنین کا لقب بھی وجہ اللہ ہے اور اسی لئے آں جناب کے چہرہ پر نظر
 کرنا عبادت ہے چنانچہ طبرانی و حاکم و ابن المغازلی اپنے اپنے اسناد کے ساتھ ابن
 مسعود عمران بن حصین سے اور ابن مساکر ابو بکر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ و معاذ بن جبل و جابر
 رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ و انس رضی اللہ عنہ و قثم بن اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے الحاکم ابویسی سے
 و یحییٰ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ
 جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علی علیہ السلام کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

(ملاحظہ ہو ارجح المطالب اور تمام کتب مستبرہ اسلامیہ)

ارجح المطالب ص ۲۹۵ میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے لبوں پر مسکراہٹ
 کھینچی رہتی تھی۔ استیعاب عبد البر میں ہے کہ آپ کا چہرہ مبارک خوبصورتی میں چودھویں
 رات کے چاند کی مانند تھا۔ نور الابصار ص ۶۹ میں ہے آپ کا چہرہ چودھویں رات کے
 چاند کی مانند تھا۔

آپ کا قد مبارک

جس طرح انسان کا طویل القامت ہونا محبوب ہے۔ اسی طرح پست قد ہونا بھی محبوب ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو خداوند عالم نے نہ طویل القامت قرار دیا تھا اور نہ پست قد رکھا تھا۔ نور الابصار ص ۶۶ میں ہے حضرت علی علیہ السلام کا قد مبارک میانہ سے کچھ کھٹا ہوا تھا۔ ارج المطالب ص ۲۹۵ میں ہے جناب امیر میانہ قد سے کچھ اونچے تھے۔ تاریخ میں جہاں آپ کا حلیہ مبارک بیان کیا گیا ہے آپ کے قد کے بارے میں لفظ راجہ آیا ہے جس کے معنی میانہ قد کے ہیں۔ المنجد ص ۲۳۶ و صراح جلد ص ۱۵ مذکورہ عبارت میں لفظ فوق بھی مذکور ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ میانہ قد سے بھی کچھ اونچے تھے۔ اب ایسی صورت میں آپ کو پست قد کہنا کس قدر افسوس ناک ہے۔

آپ کا رنگ

نور الابصار ص ۶۹ طبع مصر میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سالولہ رنگ کے آدمی تھے۔ علامہ ابن عبد البر نے احتیاج میں آپ کا حلیہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے وہ رنگ میں گندم گون ہے۔ ارج المطالب ص ۲۹۵ میں بحوالہ اسد المطالب و زرارہ ابن سعد الحسنی سے منقول ہے کہ میں نے اپنے والد سے حضرت علی علیہ السلام کا حلیہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ اگر تم ان کو دُور سے دیکھتے تو سبزہ رنگ معلوم ہوتے تھے اور جب گہری نظر کر کے قریب سے دیکھتے تو کھٹا ہوا گندمی رنگ دکھائی دیتا۔

سر اور سر کے بال

آپ کے حسن و جمال اور آپ کے قد مبارک اور رنگ اقدس پر روشنی ڈالنے کے بعد اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر الفاظ میں آپ کے حلیہ کے سلسلہ میں جسمی عثریمات پیش کر دی جائے لیکن عرض کرنا ضروری ہے کہ جو کچھ بیان کیا جا رہا

ہے وہ کتب اہل اسلام سے تمسک کا نتیجہ ہے یعنی جو کتابوں میں موجود ہے ہم اسے پیش کر رہے ہیں۔ بہر حال آپ کا سر مبارک نہایت مناسب تھا نہ بہت بڑا تھا اور نہ چھوٹا تھا آپ کے سر اقدس کے بال سفید تھے اور آپ کی پیشانی مکمل ہوتی تھی۔ جیسا کہ مطالب السؤل صفحہ ۴۱، نور الابصار صفحہ ۶۹ میں ہے۔

آپ کی چشم مبارک

نور الابصار صفحہ ۶۹ میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم موٹی موٹی آنکھوں والے تھے، ذخائر الحسنی میں ہے کہ آپ کی آنکھیں بڑی اور سیاہ اور خواب آلود تھیں۔

آپ کی ریش اقدس

مطالب السؤل صفحہ ۴۱ میں ہے کہ آپ کی ڈاڑھی نہایت ہی چوڑی تھی، جس پر آپ نے کبھی خضاب نہیں فرمایا۔ احتیاج ابن عبد البر میں ہے کہ آپ کی ڈاڑھی میں بہت زیادہ بال تھے۔ یعنی ڈاڑھی گھنی تھی، ارج المطالب صفحہ ۲۹۶ میں ہے کہ آپ کی ڈاڑھی اس قدر گھنی تھی کہ کندھوں کی طرف پھیلی ہوئی تھی۔ جہاں تک ہمارے مسلمات کا تعلق ہے حضرت علی علیہ السلام کی ڈاڑھی گھنی اور عریض ہونے کے باوجود ایک مٹت تھی۔

آپ کی گردن

ذخائر الحسنی میں ہے کہ آپ کی گردن ایک چاندی کی صراحی کے مانند تھی، یعنی آپ کی گردن صراحی دار تھی اور صاف و شفاف ہونے کی وجہ سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے چاندی کی بنی ہوئی ہو۔ ارج المطالب صفحہ ۲۹۶۔

آپ کے کندھے

امام بیہقی نور الابصار کے صفحہ ۶۹ میں لکھتے ہیں۔ آپ کے دونوں کندھوں کی

بڑی اور آپس کی مسافت میں چڑائی تھی اور ایسی ہڈیاں تھیں جیسے شیر درندہ کی ہوتی ہیں یعنی چوڑی اور نرم ہڈیاں تھیں۔ (صراح جلد ۱ صفحہ ۳۶۷) اسد الغابہ میں ہے آپ نہایت مستحکم اور مضبوط کندھوں والے تھے۔ مقصد یہ کہ آپ کے کندھے مضبوط اور آپ کا سینہ چڑھا تھا۔ رقیع الامارہ میں ہے کہ آپ شیر بیشہ شجاعت تھے۔ بعض کتابوں میں ہے کہ آپ کے سینہ پر بال بکثرت تھے۔

آپ کے بازو

ذخائر العقبیٰ میں ہے کہ آپ کے بازوؤں اور کلائیوں میں زیادہ فرق نہ تھا۔ استیعاب اور ارجح المطالب ص ۲۹۶ میں ہے آپ کی کلائی اور بازوؤں میں فرق نہ تھا۔ یعنی دونوں ایک سے تھے اور نہایت ٹھوس اور مضبوط تھے۔ اسد الغابہ میں ہے آپ کے بازو بھرے ہوئے اور کلائیوں پر ایک تھیں۔

آپ کی کلائیوں و ہتھیلیاں اور پنچے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کلائیوں نہایت مضبوط مستحکم اور بھری ہوئی تھیں۔ علامہ شہنشاہی نور الابصار کے صفحہ ۶۹ میں لکھتے ہیں کہ آپ کی کلائیوں سخت مضبوط اور مستحکم گرفت والی تھیں۔ صراح جلد ۱ ص ۳۷۵، علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں: کلائیوں آپ کی مضبوط تھیں۔ جب کسی کی گردن آپ خود پکڑ لیتے تھے تو اس کا گلا اس طرح گھونٹ جاتا تھا کہ وہ سانس نہیں لے سکتا تھا۔ ان کی کلائی اور ہاتھ سخت تھے، جب جنگ کو جاتے تھے تو غصے دل کے ساتھ جاتے تھے۔ وہ ایسے بہادر تھے کہ جس سے جنگ کی فتح پاب ہوئے۔ (ارجح المطالب ص ۲۹۶)

آپ کا شکم مبارک اور ارجح المطالب کی رو

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک عظیم الشان عالم علم لدنی تھے وہاں ایک عظیم المرتبت اور پیش بہادر بھی تھے۔ علماء کے بیان کے مطابق اور ان کے عملی اثرات کے پیش نظر یہ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ آپ شیر بیشہ شجاعت اور اسد اللہ تھے، آپ ہر جنگ

اسلامی میں شریک رہے ہیں اور ایسی جنگ کی ہے کہ دنیا کو ہارنے ہوئے ہے۔ جنگ بدر سے لے کر جنگ صفین و جمل تک آپ کی ذوالفقار نے فتح حاصل کی ہے، لائی الاطی لاسیف الاذوالفقار آپ کی شان مبارک میں نازل ہوئی ہے۔ بہر حال دنیا کو اس کا اعتراف ہے کہ آپ سے بڑا بہادر پیدا نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ پھر ایسی صورت میں آپ کے لئے یہ کہنا کہ جناب امیر علیہ السلام محمد بنی ہدے پیٹ والے تھے۔ (ارجح المطالب ص ۲۹۵) کیگر درست ہو سکتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روحانی طیبہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکل و شہادت کا ایک مختصر خاکہ پیش کرنے کے بعد ہی چاہتا ہے کہ آپ کا ایک مختصر ترین روحانی طیبہ بھی پیش کر دیا جائے اور بھر ہوگا۔ اگر اسے ایک دشمن کی تصدیق کے ساتھ بیان کیا جائے۔ بنا بریں عرض ہے کہ کتاب استیعاب، کنز العمال اور موانع عرقہ میں ہے کہ امیر معاویہ نے ضرار صدائی سے کہا کہ اے ضرار مجھ سے علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کر ضرار نے کہا اے امیر مجھ کو اس سے معاف رکھ، معاویہ نے کہا تجھے ضرر ان کے اوصاف بیان کرنا ہو گئے۔ ضرار نے کہا کہ جبکہ مجھے ان کے اوصاف بیان کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے تو (سُن) واللہ وہ دور کے کام والے اور بڑی قوتوں والے تھے۔ بزرگی سے بات کرتے تھے اور عدل سے حکم دیتے تھے۔ علم کا دریا ان کے دل سے موجزن تھا، حکمت ان کی زبان بولتی تھی۔ وہ دنیا اور دنیا کی خوبیوں سے گریز کرتے تھے وہ اندھیری رات اور اس کی وحشت سے مالوس تھے۔ وہ رونے کو پسند کرتے تھے، اور دُور دراز فکر میں ڈوبے رہتے تھے، ان کو کپڑا چھوٹا اچھا لگتا تھا اور ان کو کھانے میں کرمیت چیز بھلی معطوم ہوتی تھی۔ وہ ہم میں ہمارے جیسے تھے۔ وہ ہم کو جواب دیتے تھے جب ہم ان سے پوچھتے تھے۔ وہ ہمارے پاس آتے تھے جب ہم ان کو نکالتے تھے۔ خدا کی قسم ہے کہ باوجود ان کے قرب کے بیعت کی وجہ سے ان سے کلام نہیں کر سکتے تھے اور اہل دین کی تعظیم کرتے تھے۔ مسکینوں کو اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ ان کے خوف سے کوئی

زبردست اپنی بیہوشی کی خواہش دل میں نہیں لاسکتا تھا۔ ضعیف ان کے بدل سے ناامیدی کا منہ نہیں دیکھتا تھا۔ میں نے ان کو بعض مقامات پر دیکھا جبکہ رات کا گہرا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور ستارے سیاہی میں ڈوبے ہوئے تھے وہ اپنی ریش مبارک پکڑے ہوئے آہستہ آہستہ چل رہے تھے اور نرم آواز سے رو رہے تھے اور فرما رہے تھے، اے دنیا! میرے سوا کسی اور کو فریب دے، میرے کیوں سامنے آئی ہے، یا کیوں مجھ سے شوق رکھتی ہے۔ افسوس! افسوس! میں نے تجھے تین طلاق دی ہیں۔ جن میں ہرگز رجعت کی گنجائش نہیں۔ تیری عمر بہت تھوڑی ہے اور تیرے دکہ بہت بڑے ہیں۔ آہ! آہ تھوڑا زاد ہے اور دُور کا سفر ہے۔ امیر معاویہ یہ سن کر رونے لگے اور کہنے لگے خدا ابو الحسن پر رحم کرے واللہ وہ ایسے ہی تھے۔ ربیع الاہرام میں ہے کہ حضرت علیؑ چودھویں رات کے چاند اور یمن کے شیر۔ موج آور دریا اور صبح کے برستے ہوئے چھٹی ابر تھے۔

اَنَسَبُكَ وَلَدِ اَدَمَ

وَعَلَى سَبَدِ الْعَرَبِ

۔ سبَدِ بَنِ جُحَیْمِ ۔

میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے۔

فرش پر اترا ہوا عرشِ بریں کا چاند ہے
چاند رہتا ہے جہاں پہ یہ دہیں کا چاند ہے
مہجورے * کے منگرو کہے میں جا کر دیکھ لو
تیرہویں کی رات ہے اور چودھویں کا چاند ہے

☆ (مہجورے کا صرف تقبیضی حق مراد لیا جائے)

مولودِ کعبہ

☆ نامیہ کا تعارف..... علامہ قاری تمہور احمد فیضی

☆ نامِ نسائی پر شیعیت کا الزام اور اس کا رد.....

☆ شیخ الحدیث جیسید محمد امیر شاہ گیلانی حضرت مولوی جی صاحب پشاور

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مقام و مرجعہ..... علامہ سید عفت علی شاہ گیلانی

ناسبیت کا تعارف

علامہ قاری عظیم راحمد فیضی ☆

نواصب ایسے مسلم نما دشمنانِ اہل بیت ہیں جو اہل اسلام میں رہ کر اہل بیت اطہار کے خلاف تقریبات کا بیج بونے رہتے ہیں اور حبِ اہل بیت کو شیعیت، رافضیت اور ضعیف الاعتقادی وغیرہ ہاور کرانے کی کوشش میں رہتے ہیں مگر انہوں نے اکثر لوگ ان سے ناواقف ہیں۔

ڈاکٹر سید رضوان علی الندوی لکھتے ہیں:-

”ناسبیت کیا ہے؟ بہت سے پڑھے لکھے بھی اس کو نہیں جانتے ہیں، جبکہ شیعیت اور خارجیہ کو سبھی لوگ جانتے ہیں، ناصبیت درحقیقت شیعہ کے بالکل برعکس ایک اعدادِ فکر اور عقیدہ ہے اور یہ خارجیہ سے پیدا شدہ ہے اس کا ایک پہلو (Offshoot) ہے۔“ (خانوادۂ نبوی و محمد بنی امیہ حقائق و احکام ص ۳۳، ۳۵)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:-

”اُن خارجیوں کے برعکس جو شروع میں اہل سنت اور شیعہ سب کو کافر کہتے تھے، نامی اُن کی وہ شاخ (offshoot) ہے جو صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُن کی اولاد یعنی اہل بیت سے ہی عداوت رکھتے ہیں اور یہ حضرت معاویہ، یزید اور دیگر امویوں سے محبت رکھتے ہیں۔“ (خانوادۂ نبوی و محمد بنی امیہ حقائق و احکام ص ۳۸)

عداوتِ نواصب کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ حتی الامکان اہل بیت کو موردِ الزام اور سراپاِ محب و کلامی کی کوشش میں رہتے ہیں بلکہ اُن کی خوبیوں کو عیب بنا کر پیش کرتے ہیں اور جو لوگ اہل بیت کے مد مقابل آئے ان کی فضیلت میں

مولود کعبہ نمبر
سہ ماہی النوار رضا جوہر آباد

واہ کینٹ کے سنگم میں اسلامی و عصری علوم کی معیاری درس گاہ

جامعہ رضویہ النوار العلوم

24 کمال ارضی پر مشتمل 1973ء سے قائم اس عظیم اور علمی میں اس وقت 325 طلبہ زیرِ تعلیم ہیں

17 تجربہ کار محقق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کرام تدریس و تفسیر قرآن مجید و احادیثِ باطنی سے ادا کر رہے ہیں

3 کمال ارضی پر مشتمل عالی شان مسجد جامعہ رضویہ النوار العلوم کے دارِ تفسیر میں اضافی کاباٹ ہے

جامعہ میں طلبہ کو حفظ و تجوید، درس نظامی اور دورہ حدیث تک تعلیم دی جاتی ہے۔ شعبہ حفظ میں دورانِ حفظ چھٹی، ساتویں جماعت اور حفظ کی تکمیل کے بعد ایک سال میں مدلل کا امتحان دلوایا جاتا ہے جس میں دیگر مدارس سے حفظ کرنے والے طلباء بھی داخلہ لے سکتے ہیں جامعہ کا یہ امتیاز ہے کہ درس نظامی کے ساتھ مڈل پاس طلباء کو آٹھ سال اور میٹرک پاس طلباء کو سات سال میں ایف اے، بی اے اور ایم اے کے امتحانات بورڈ/یونیورسٹی سے دلوائے جاتے ہیں۔

اہل خیر سے بھرپور مالی تعاون کی درد مندانه اپیل ہے

علامہ پیر عبد القادر رضویہ النوار العلوم

24 کمال ارضی پر مشتمل 1973ء سے قائم اس عظیم اور علمی میں اس وقت 325 طلبہ زیرِ تعلیم ہیں

17 تجربہ کار محقق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کرام تدریس و تفسیر قرآن مجید و احادیثِ باطنی سے ادا کر رہے ہیں

3 کمال ارضی پر مشتمل عالی شان مسجد جامعہ رضویہ النوار العلوم کے دارِ تفسیر میں اضافی کاباٹ ہے

زمین و آسمان کے قلابے ملائے رہتے ہیں اور ان کی خطاؤں اور کوتاہیوں کو الٹا اہل بیت کی خطا قرار دیتے ہیں۔ ہمارے دور میں نواسب نے بہت خوش نما ناموں سے تعظیم قائم کر رکھی ہیں جن کا کام نام کے برعکس ہے۔ ایسی بعض عقیدوں کی دوشلہ پالیسی پر اکتہار رنج کرتے ہوئے معروف مفت مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب نے لکھا ہے:-

”فحسی آزادی کے اس دور میں اُن کو تقيہ کی چادر پہنے سر پر ڈالنے کی ضرورت نہیں، صاف کھل کر کہنا چاہئے کہ ہم یزید و مروان کی امامت کے قائل ہیں، یزید کو حسین سے، مروان کو عبداللہ بن زہر سے اور معاویہ کو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل مانتے ہیں، ہمارے نزدیک علی و حسین پسندیدہ شخصیتیں نہیں اس لیے ہم ان پر طعن و تشنیع کرنا اپنا فرض محض سمجھتے ہیں جس طرح روافض کو خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر حیرا کرنے کا حق ہے اسی طرح علی و حسین رضی اللہ عنہم ان حضرات ثلاثہ پر حیرا کرنے کا ہم کو بھی حق ہے، ہم نے علی و آل علی کے بغض و عدا کا جھنڈا نصب کر رکھا ہے، اس لیے ہم نامی ہیں۔“ (حادثہ کر بلا کالیں مٹھرس ۲۱۶)

ناموسیہ کا نمونہ

ہمارے دور کے بعض نواسب کی ناموسیہ کا نمونہ یہ ہے کہ ایک ہی بات اُن کے نزدیک اہل بیت کے لیے حیب ہے اور غیر اہل بیت کے حق میں منقبت اور فضیلت ہے۔ چنانچہ کتب حدیث تاریخ میں آیا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کعبہ معظمہ میں ہوئی تھی، آپ کے علاوہ یہ فضیلت حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے ہارے میں بھی محمول ہے مگر نواسب کے نزدیک یہ بات مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے لیے حیب اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے لیے منقبت اور فضیلت ہے۔ چنانچہ ایک نامی لکھتا ہے:-

”حقیقت یہ ہے کہ سیدنا علی کعبہ میں پیدا نہیں ہوئے۔ یہ شیعہ حضرات کی گمراہی ہوئی روایت ہے، لیکن اگر یہ حلیم بھی کر لیا جائے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کعبہ کے

اعز پیدا ہوئے تو پھر بھی غر کی بات نہیں کیونکہ اس وقت کعبہ ایک بت خانہ بنا ہوا تھا۔ اس میں بعض روایات کے مطابق ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ ابو طالب اپنی بیوی فاطمہ بنت اسد کو روزہ سے خلاصی کے لیے بچوں کے سامنے لے گئے ہوں، ورنہ کوئی تک نہیں کہ ایک عورت بچے کی پیدائش کے لیے خانہ کعبہ میں جائے اور وہاں قلاعت پھیلائے۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بیت اللہ میں صرف سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہارے میں شیعہ حضرات نے ویسے ہی مشہور کر دیا ہے کہ وہ کعبہ میں پیدا ہوئے تھے۔ امام نووی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ:

حکیم بن حزام الصنعانی و من منابہ أنه ولد في الكعبة قال بعض العلماء ولا يعرف أحد شاركه أحد۔

”حکیم بن حزام صحابی رسول ہیں۔ ان کے مناقب میں یہ بھی ہے کہ وہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں اس فضیلت میں ان کا کوئی شریک نہیں۔“

(نووی شرح مسلم جلد ۲)

(امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۳۹، ۴۸)

قارئین کرام! آپ اپنے ذہن کو اس طرف مت بھاریے کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی ولادت مقدسہ کعبہ معظمہ میں ہوئی یا نہیں، آپ فقط اس شخص کے لب و لہجہ پر توجہ فرمائیے اور غور کیجئے کہ اس کے لب و لہجہ میں کس قدر واضح قنوت ہے؟؟

اس سے پوچھئے کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے لیے جو بات منقبت اور فضیلت ہے بعینہ وہی بات مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے لیے کیونکر فضیلت نہیں۔

اس سے یہ بھی پوچھئے کہ کیا حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی ولادت کے وقت کسی قسم کی غلاعت پھیلنے کا امکان نہیں تھا؟

اس سے یہ بھی پوچھئے کہ اس کے بقول حضرت سیدنا فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا

کو تو حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ درود کی خلاصی کے لیے بتوں کے پاس لے گئے ہوں گے، لیکن حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی والدہ کیا کرتے مگنی ہوں گی یا انہیں کیوں نے چایا گیا ہوگا؟

بعض نواصب کا یہ جملہ کس قدر زہر ملا ہے؟

”ہو سکتا ہے کہ ابوطالب اپنی بیوی فاطمہ بنت اسد کو درود سے خلاصی کے لیے بتوں کے سامنے لے گئے ہوں۔“

نواصب ”ہو سکتا ہے“ وغیرہ جملوں سے جو کراہی پھیلاتا چاہتے ہیں وہ انہیں پر ہی لوٹ کر رہے گی۔ اہل سنت کا عقیدہ اس قسم کے جملوں سے حائل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اہل سنت عقل پر کم نقل پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں اور کتب سیر و تاریخ میں متحول ہے کہ حضرت ابوطالب ہر مشکل گھڑی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رب کی طرف رجوع فرماتے تھے اسی لیے بت پرست لوگ اس مقدس خاندان کے محتاج ہوتے تھے۔ چنانچہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”امام ابن عساکر نے جلیہ بن عرقطہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں مکہ المکرمہ آیا اور اُس وقت قریش ہارث نہ ہونے کے باعث سخت قحط سالی کا شکار تھے، اُن میں عسورہ ہو رہا تھا، کسی شخص نے کہا: لات اور عززی سے التجا کرو، ایک اور شخص نے کہا ”منا“ کا وسیلہ پکڑو۔ اسنے میں ایک باوجوداہت، غریب صورت اور عمدہ سوچ والے شخص نے کہا: کن سوچوں میں بھگ رہے ہو، حالانکہ تم میں حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کی نسل باقی ہے؟ وہ کہنے لگے: کیا اس سے تمہاری مراد حضرت ابوطالب ہیں؟ اُس نے کہا ہاں۔ انن عرضہ کہتے ہیں میں وہ سب لوگ چلے اور میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا۔ ہم نے حضرت ابوطالب کے کاشانہ اقدس پر دستک دی تو آپ باہر تشریف لائے، سارے لوگ آپ کے ارد گرد جمع ہو کر عرض کرنے لگے: یا ابا طالب! وادی مکہ شدید قحط کی لپیٹ میں ہے اور اہل و عیال سختی کا شکار ہیں برائے کرم آپ

ہمارے ساتھ چلیں اور ہارث کے لیے دُعا فرمائیں۔ حضرت ابوطالب چلے تو ایک خورم لڑکا بھی ان کے ساتھ تھا، وہ اپنے روشن چہرہ کی بدولت یوں لگ رہا تھا جیسے آفتاب بدلی سے نکل رہا ہو، اور اس لڑکے کے ساتھ کچھ اور بچے بھی تھے۔ پس حضرت ابوطالب نے اُس بچے کا ہاتھ پکڑ کر اس کی پشت کو کعبہ کے ساتھ لگا دیا اور وہ لڑکا آسمان کی طرف اٹھ بلبل کر کے عاجزی سے دُعا مانگنے لگا۔ اُس وقت آسمان میں بادل کی ایک کھڑی بھی نہیں تھی، پس نکالے ہر طرف سے بادل اُٹھ آئے، خوب ہارث ہوئی۔ وادیاں جاری ہو گئیں اور ماحول سرسبز و شاداب ہو گیا۔ اس موقع پر حضرت ابوطالب کی زبان اقدس پر فی الہدیہ یہ کلام جاری ہو گیا۔

والمعن يستحق الفناء بوجه ثمال العتاس عضة للامال
بلود به الهلاك من آل هاشم فهد عده لي نعمة و مواضل
”خدا کی قسم سفید چمکتی رنگت والے سردار کے چہرے کی بدولت بادل سیراب کیے جاتے ہیں، وہ قیموں کا تمسار اور ناداروں کا آسرا ہے، آل ہاشم کے چاہ حال اس کی پناہ میں آتے ہیں، پس وہ اسی کی بدولت رحمت میں ہیں اور مستقبل کی نعمت کے امیدوار ہیں۔“

(المصالح الکبریٰ للسیوطی ج ۱ صفحہ ۳۶ المواہب اللدنیہ ج ۱ صفحہ ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ و ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۳ و ۱۳۳۴ و ۱۳۳۵ و ۱۳۳۶ و ۱۳۳۷ و ۱۳۳۸ و ۱۳۳۹ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۱ و ۱۳۴۲ و ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۵ و ۱۳۴۶ و ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ و ۱۳۵۰ و ۱۳۵۱ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۳ و ۱۳۵۴ و ۱۳۵۵ و ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ و ۱۳۵۸ و ۱۳۵۹ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۱ و ۱۳۶۲ و ۱۳۶۳ و ۱۳۶۴ و ۱۳۶۵ و ۱۳۶۶ و ۱۳۶۷ و ۱۳۶۸ و ۱۳۶۹ و ۱۳۷۰ و ۱۳۷۱ و ۱۳۷۲ و ۱۳۷۳ و ۱۳۷۴ و ۱۳۷۵ و ۱۳۷۶ و ۱۳۷۷ و ۱۳۷۸ و ۱۳۷۹ و ۱۳۸۰ و ۱۳۸۱ و ۱۳۸۲ و ۱۳۸۳ و ۱۳۸۴ و ۱۳۸۵ و ۱۳۸۶ و ۱۳۸۷ و ۱۳۸۸ و ۱۳۸۹ و ۱۳۹۰ و ۱۳۹۱ و ۱۳۹۲ و ۱۳۹۳ و ۱۳۹۴ و ۱۳۹۵ و ۱۳۹۶ و ۱۳۹۷ و ۱۳۹۸ و ۱۳۹۹ و ۱۴۰۰ و ۱۴۰۱ و ۱۴۰۲ و ۱۴۰۳ و ۱۴۰۴ و ۱۴۰۵ و ۱۴۰۶ و ۱۴۰۷ و ۱۴۰۸ و ۱۴۰۹ و ۱۴۱۰ و ۱۴۱۱ و ۱۴۱۲ و ۱۴۱۳ و ۱۴۱۴ و ۱۴۱۵ و ۱۴۱۶ و ۱۴۱۷ و ۱۴۱۸ و ۱۴۱۹ و ۱۴۲۰ و ۱۴۲۱ و ۱۴۲۲ و ۱۴۲۳ و ۱۴۲

فَسَقُوا فِي السَّعَالِ

”تو انہیں فوراً بارش عطا کر دی گئی۔“

ان میں سے پہلا واقعہ اس وقت ہوا جب نبی کریم ﷺ کی عمر سات برس کی تھی اور دوسرا دسویں یا گیارہویں سال میں پیش آیا اور جب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارکہ ہوئی اس وقت حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک اہل تحقیق کے نزدیک تیس (۳۰) برس کی تھی۔ سو پھر وہ سے بیس برس قبل تو قطعاً بھی مشکل کے حل کے لیے حضرت ابوطالب کو کسی بت کا خیال تک نہ آیا اور اب جب حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک اتنی متولیس طے فرما چکی تھی اور حضرت ابوطالب آپ کے کئی حجرات (اربا سات) دیکھ چکے تھے تو کیا اب وہ حضور اکرم ﷺ کو چھوڑ کر بتوں کی طرف رجوع کرتے؟

خوب یاد رہے کہ اس مقدس خاندان کا بھروسہ اس ذاتِ واحد پر تھا جس نے انہیلوں سے ہاتھی مروائے تھے۔ اگر اس خاندان کا بھروسہ بھی بتوں پر ہوتا تو بتوں سے مایوس قوم ان کی طرف کیوں رجوع کرتی؟ معلوم ہوا کہ بعض نواصب نے ”ہو سکتا ہے“ وغیرہ جملوں سے جو بات بنانا چاہی وہ خلافتِ فاحشہ پر مبنی ہے۔

یہاں یہ حقیقت بھی ذہن نشین رہے کہ حضرت ابوطالب نے حضور اکرم ﷺ کے بچپن میں آپ کی شان میں جو برجستہ اشعار فرمائے تھے وہ بعد از اعلانِ نبوت بھی بارگاہِ نبوت میں مقبول رہے، چنانچہ امام تہذیبی رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ:

”ایک اعرابی نے آکر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں شدید قحط سالی کی شکایت کی اور انتہائی فصاحت سے اشعار کی صورت میں اپنا مدعا عرض کیا، ان میں سے آخری شعر یہ ہے:

وَلَيْسَ لَنَا إِلَّا الْمَلِكُ فَرَارُنَا وَلَيْنَ فَرَارَ الْغَنَمِ إِلَّا إِلَى الْمَرْصَلِ
”اور ہم آپ کے سوا کدھر رخ کریں، بھلا رسولوں کے سوا لوگوں کی اور کوئی

پناہ گاہ ہے۔“

یہ اشعار سننے پر رسول اللہ ﷺ نے بڑی جلدی میں چادر مبارک سنبھالتے ہوئے منبر پر جلوہ افروز ہو کر ایک جامع دعا فرمائی تو ابھی ہاتھ چہرہ مبارک کی طرف واپس نہیں گئے تھے کہ بارش شروع ہو گئی..... اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوطالب نے جو موتی پروئے تھے ان کی خوبی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اگر آج وہ حیات ہوتے تو ان کی آنکھیں شخڑی ہوتیں ہے کوئی جو ان کے اشعار سنائے؟ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے کڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ان اشعار کا ارادہ فرما رہے ہیں، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا اشعار سمیت چند اشعار پیش فرمائے۔“

(دلائل النبوة للبيهقي ملخصاً ج ۲ ص ۳۱ السيرة النبوية لابن نيسب دحلان مکی ج ۱ ص ۳۷۸ ذوقانی علی المواہب ج ۱ ص ۳۵۸)

بخاری شریف میں بھی حضرت ابوطالب کے یہ اشعار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہیں۔ (بخاری ص ۱۶۲، رقم ۱۰۰۸، ۱۰۰۹)

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوطالب کے متعلق نامی لوگوں نے جو کچھ کہا وہ محض نقل و نقل کے خلاف ہے۔

بہ کعبہ ولادت

باقی رہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کعبہ معظمہ میں ولادت کا معاملہ تو اگر آپ کی ولادت مکہ معظمہ میں نہ بھی ہوتی تو کیا فرق پڑتا؟ کیونکہ زمان و مکان اہل بیت کرام کے لیے باعث فضیلت نہیں بلکہ اہل بیت کرام زمان و مکان کے لیے باعث فضیلت ہیں اور ویسے بھی کعبہ شریف کی عظمت کسی کامل مومن سے زیادہ نہیں ہے۔

بائیں ہمہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی ولادت بابرکت کا کعبہ معظمہ میں ہونا فیضی اختراع نہیں بلکہ اہل سنت کے محدثین اور مومنین نے بھی اس بات کو تواتر سے بیان کیا ہے

چنانچہ امام حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قد تواترت الأخبار أن فاطمة بنت
أسد ولدت أمير المؤمنين علي بن أبي
طالب كرم الله تعالى وجهه الكرم
في جوف الكعبة
”بے شک تواتر کے ساتھ آیا ہے کہ
حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے
حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ الکریم کو کعبہ کرمہ کے
اندر جنم دیا تھا۔“

(المستدرک ج ۳ صفحہ ۲۸۲ و طبع آخر ج ۲ صفحہ ۱۱۰۹۸) اسمی المطالب
فی سيرة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب صفحہ ۷۷ شرح الشفاء لعلي القاري ج ۱
صفحہ ۱۵۱)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اس بات کو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے
مناقب میں شمار فرمایا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

والا مناقب ولى الله عز وجل
ولادت او ظاہر شد کہ آن ست کہ
در جوف کعبہ معظمہ تولد یافت
”اور ان رضی اللہ عنہ کے مناقب سے ایک وہ
بات ہے جو ان کی ولادت کے وقت
ظاہر ہوئی کہ انہوں نے کعبہ معظمہ میں
(ازالة الغلاء فی تاریخ الغلاء ج ۴ ولادت پائی۔“

(صفحہ ۳۰۶)

یہ بات بہت زیادہ کتابوں میں موجود ہے اور بعض معاصرین نے تو اس
موضوع پر ”قبلة الارواح فی قبلة الاشياء“ یعنی تذکرہ ولادت سیدنا علی المرتضیٰ
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے نام سے مستقل تصنیف فرمائی ہے۔ بعض مجاہدان
اہل بیت کو معلوم تھا کہ یہ فقیر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے خاص پر کام کر رہا ہے تو وہ یہ کتاب
اس فقیر کے لیے لیتے آئے۔ جزاء اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ آمین

ولادت فی الکعبہ میں لطیف رح

اگر عقل و بصیرت سے کام لیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ بنا کر اس طرف ہار یک اشارہ فرمایا ہے کہ اے کعبہ
آج تیرے اندر اس کی جلوہ گری ہوئی ہے جو تجھے بتوں سے پاک کرنے میں پوری
امت پر مقدم ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

أَوْصِي مَنِ امْنَنَ بِي وَصِدَقَنِي
مِنْ جَمِيعِ النَّاسِ
يَا لَيْتَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ

غزوان ہمسر

لوگوں میں سے جو شخص مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی
میں اسے علی بن ابی طالب سے محبت کی نصیحت کرتا ہوں

امام نسائی علیہ السلام پر شیعیت کا الزام اور اس کا رد

حضرت استاذ العلماء محمد سید محمد امیر شاہ گیلانی قدس سرہ *

حضرت ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی اہل سنت کے ایک عظیم القدر امام ہیں۔ آپ کی کتاب حدیث "سنن نسائی" اہل سنت کے صحاح ستہ میں سے ایک ہے جو اہل سنت اور اہل حدیث دونوں کے ہاں مستند و مستحب کی جاتی ہے اور کتب حد اولہ میں شامل ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ رحمہ اللہ کو طعن و تشنیع کا سامنا کرنا پڑا اور آپ رحمہ اللہ پر شیعیت کا الزام عائد کیا گیا۔ اگرچہ عام مورخین نے اس الزام کو اہمیت نہ دیتے ہوئے اپنی کتابوں میں اس کا ذکر نہیں کیا لیکن بعض نے اس پر مہارت آزمائی کی ہے جن میں ابن خلکان، ابن کثیر اور ابن قری برودی وغیرہ شامل ہیں۔

ابن خلکان (المتوفی ۶۸۱ھ) لکھتا ہے:

وَكُنَّ يَتَّبِعُهُ "اور ان میں شیعیت پائی جاتی تھی۔"

ابن کثیر (المتوفی ۷۴۳ھ) نے تحریر کیا ہے۔

وَكُنَّ يَتَّبِعُهُ أَنَّهُ كَانَ يَتَّبِعُ إِلَيْهِ "اور ان کے حلقے یہ بھی کہا گیا کہ وہ قسۃ بن العشمہ کی طرف مائل تھے۔"

ابن قری البرودی (المتوفی ۸۷۳ھ) لکھتا ہے۔

وَكُنَّ يَتَّبِعُهُ حَسَنٌ "نہر ان میں شیعیت حسنہ پائی جاتی تھی۔"

اہل سنت بریلوی مکتبہ فکر کے ممتاز عالم دین اور عصر حاضر کے معروف شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی امام نسائی رحمہ اللہ پر شیعیت کے الزام کو رد کرتے ہوئے

* سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد، خاندانہ خورشید احمدی، کتب خانہ پشاور۔ (المعروف حضرت مولوی جی صاحب رحمہ اللہ)

(رابطہ کے لیے صاحبزادہ سیدہ غلام احسن شاہ گیلانی 0333-9135225)

لکھتے ہیں:-

"اس الزام سے آپ رحمہ اللہ کا دور تک کا بھی کوئی واسطہ نہیں تھا۔ بعض لوگوں نے ابن خلکان کی اس عبارت سے دھوکہ کھایا ہے کہ: "یعنی وہ تشیع کرتے تھے۔"

اور ابن کثیر کے قول کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ امام نسائی حسب مراتب تمام صحابہ کے فضائل کے معتقد تھے البتہ حضرت امیر معاویہ رحمہ اللہ کے مقابلہ میں حضرت علی رحمہ اللہ سے محبت کی شدت کی وجہ سے ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا تشیع کی طرف میلان تھا۔ اسی وجہ سے ابن کثیر نے لکھا ہے: وَكَانَ يُؤَلِّقُ عَنْهُ أَنَّ بَنِي قَسِیَّةٍ يَتَّبِعُونَ التَّشِيعَ "یعنی کہا گیا ہے کہ وہ کچھ تشیع کی طرف مائل تھے۔"

نیز یہی علامہ موصوف سنن نسائی کے باب المدة اہل علم و فضل سے امیر المؤمنین سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رحمہ اللہ کی امامت والی مشہور و معروف روایت نقل کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ:

"امام نسائی کی اس روایت کے ہوتے ہوئے ان کی طرف تشیع کی نسبت کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔"

برصغیر پاک و ہند کے معروف اہل حدیث عالم اور ادارہ علوم اثریہ لائل پور کے سرپرست استاذ محمد عہدہ الفلاح فیروز پوری ابن خلکان اور ابن کثیر کے اقوال نقل کرنے کے بعد اس الزام پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"لیکن اس سے آپ کو شیعہ سمجھنا دور کی بات ہی نہیں ایک بہت بڑی جہالت بھی ہے جبکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ ابن کثیر نے اس واقعہ کو میضہ قریض کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ابن خلکان کے الفاظ بھی تھے یَتَّبِعُهُ جِسٌّ سَلُومٌ ہوتا ہے کہ یہ الفاظ اپنے مہموم کو شیعیت کی طرف امام صاحب کے میلان یا اثر سے تعبیر کرتے ہیں یہ نہیں کہ آپ شیعہ تھے۔"

یہی استاد محمد عہدہ فیروز پوری حرید لکھتے ہیں کہ اگر اہل بیت خصوصاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت و عقیدت موجب تصفیہ ہے تو یہ الزام کوئی انوکھا نہیں ہے، متعدد کبار محدثین بھی اس میں شامل ہیں جن میں الامام علی بن ابی طالب، شعبہ بن الحجاج، عبدالرزاق، حمید اللہ بن موسیٰ، عبدالرحمان بن ابی حاتم، ابراہیم النخعی وغیرہم سرفہرست ہیں۔ حالانکہ خود شیعہ حضرات نے ان کی شیعیت کا کوئی ذکر نہیں کیا، اس مقام پر امام شافعی رضی اللہ عنہ کا شعر موزوں رہے گا، فرماتے ہیں۔

إِنْ كَانَ رِضَا حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ فَلَمْ يَشْهَدْ الْفُتُلَانَ قَبْلِي رِضَا
ترجمہ: اگر آل محمد رضی اللہ عنہ کی محبت رفا ہے تو جن دنوں گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

درحقیقت بات یہ ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کئے تو وہاں کے عالی تاصیوں نے نہ صرف انہیں مارا بلکہ ان پر تشیع کا الزام بھی لگایا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب کے بیان سے اس کی قطعی تائید ہوتی ہے کہ لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور شیعہ شیعہ کہہ کر مارنا بیٹنا شروع کر دیا۔

مندرجہ بالا حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ اس الزام کا آغاز بنو امیہ کے اس مرکز سے ہوا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حامی تھا اور اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نظر نہیں آتی۔

امام نسائی رحمہ اللہ بھی جلیل القدر ہستی پر اہل دمشق کی طرف سے شیعیت کا الزام ہرگز باعث حیرت نہیں کیونکہ دمشق سلطنت بنو امیہ کا دارالخلافہ تھا اور یہ شہر سالہا سال تک اہل بیت رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کی جانے والی کارروائیوں کا مرکز رہا اور جناب امام الاولیاء حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جن سازشوں کی ابتداء اس شہر سے ہوئی تھی بالآخر اس کا نتیجہ کربلا کے دردناک سانحے کی صورت میں سامنے آیا اور اہل بیت عظام پر سب دشمن کی قبیح رسم بھی یہیں سے شروع ہوئی تھی۔ صحیح مسلم شریف میں اس کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے۔

ترجمہ: عاصم بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر معاویہ نے سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ تم ابوتاب کو برا کیوں نہیں کہتے تو آپ نے فرمایا کہ جب تک مجھے وہ تمن یا تمن یاد ہیں جو رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کی بابت ارشاد فرمائی تھی تو میں انہیں برا نہیں کہوں گا اور اگر ان میں سے ایک بھی مجھے مل جائے تو میرے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے آپ رضی اللہ عنہ نے کسی جہاد (غزوہ تبوک) میں علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں تو حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تیرا دوجہ میرے نزدیک ایسا ہو جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام تھے لیکن میرے بعد نبوت نہیں اور خیر کے دن آپ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ کل میں جعظہ اس شخص کو دوں گا جو خدا اور اس کے رسول رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول رضی اللہ عنہ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ سب اس انتظار میں رہے کہ یہ شرف کے حاصل ہوتا ہے چنانچہ علی رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اس وقت ان کی آنکھیں دکھی تھیں حضور رضی اللہ عنہ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگا کر جعظہ انہیں عطا فرمایا اور انہی کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے حج عطا فرمائی پھر جب یہ آیت نازل ہوئی..... تو آپ رضی اللہ عنہ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا اور کہا، اے اللہ یہی میرے اہل بیت ہیں۔

اس حدیث شریف کو ترمذی، حاکم اور امام احمد بن حنبل نے بھی نقل کیا ہے۔ دراصل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل بیت عظام خصوصاً امام الاولیاء حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس سے لوگوں کو حق کرنے کے لئے وسیع پیمانے پر پروپیگنڈہ مہم شروع کی اور برسراٹھ عام جناب علی رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کیا جاتا رہا۔ بنو امیہ کے عمال (گورنر) اس بدعت میں برابر کے شریک تھے۔

امام ابو یوسف ابن علفون لکھتے ہیں۔

”پھر جب ہر بنی اوطاعہ کو حاکم بنایا گیا تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے

خطبہ دیا اور اثناء خطبہ میں امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب ؓ کی شان میں کلمات ناطلاًئم کہے۔

ابن عسکون مزید لکھتے ہیں:

”کوفہ کے گورنر مغیرہ بن شعبہ نے یہ عادت اختیار کر لی تھی کہ اپنے زمانہ گورنری میں اکثر مجالس اور خطبوں میں امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ ؓ پر اعتراضات کیا کرتا تھا۔“

ریحان المؤمنین المسعودی، امام جلال الدین سیوطی اور علامہ شاہ مصعب الدین ندوی لکھتے ہیں:-

”اسوی خلفاء نے ایک بری بدعت یہ جاری کی تھی کہ وہ خود اور ان کے تمام عمال (گورنر) خطبہ میں حضرت علی ؓ پر لعن طعن کیا کرتے تھے اور اسے خطبہ کا جزو بنا دیا تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسے بالکل بند کر دیا اور تمام عمال کے نام فرمان جاری کر دیا کہ حضرت علی ؓ کے حلق جو ناطلاًئم الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں وہ بند کر دیئے جائیں اور اس کی جگہ کلام اللہ کی یہ آیت داخل کی۔

إِنَّ اللَّهَ يُكْرِمُ الْمُحْسِنِينَ وَالْأَخْيَارَ ”یعنی اللہ تعالیٰ برے، احسان، اور قیو القریٰ فیمنہ عن الفحشاء والمنکر قرابت داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے وَالْبَهِيِّ يَهْطِكُمْ لَعْنُكُمْ تَذَكَّرُونَ اور قس، برائی اور ظلم سے منع کرتا ہے شاید تم سمجھو جو آج تک جاری ہے۔“

انجی کاروائیوں کے نتیجے میں اہل دمشق خانوادۂ نبوت سے سوء عن رکھتے تھے چنانچہ مفسر قرآن حافظ حماد الدین اپنی تفسیر ابن کثیر میں آیت مَوْثِقَاتِی الْقُرْآنِ کے ضمن میں کربلا کے بعد امیران اہل بیت کے دمشق پہنچنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”حضرت علی بن حسین ؓ کو قید کر کے لایا گیا اور دمشق کے ہالا خانے میں رکھا گیا تو ایک شامی نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں قتل کر لیا اور جہاراً تاس کر دیا اور فتنہ کی ترقی کو روک دیا۔ یہ سن کر آپ ؓ نے فرمایا، کیا تو نے قرآن

پڑھا ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں پھر فرمایا اس میں تم والی سورتیں پڑھی ہیں؟ اس نے کہا وہ سارے قرآن پڑھ لیا تم والی سورتیں نہیں پڑھیں؟ تو آپ ؓ نے فرمایا کیا ان میں اس آیت کی تلاوت تو نے نہیں کی:

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا التَّوْقَاتِی ”یعنی میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا مگر محبت قرابت کی۔“

تو اس شخص نے کہا، کیا وہ تم ہو۔“

اس سے اعزاء ہوتا ہے کہ اہل دمشق آلِ رسول کریم ؐ کے ساتھ کس قدر تعصب اور عداوت رکھتے تھے حالانکہ صحابہ کرام ؓ اس فعل کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ دورِ حاضر کے مابین نادر مورخ اور بین الاقوامی شہرت یافتہ لکھنے پر وفیسر ابو ذہرہ مصری اس بدعت کے حلق صحابہ کرام ؓ کا رد عمل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”جو صحابہ اس وقت بید حیات تھے انہوں نے اسے نفرت اور عداوت کی نگاہ سے دیکھا اور حضرت معاویہ اور اموی خلفاء کو اس سے منع کیا۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ ؓ نے حضرت معاویہ کو اس مضمون پر مشتمل خط لکھا جب تم منبر پر کھڑے ہو کر حضرت علی ؓ اور ان کے احباب پر لعنت بھیجے ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ و رسول کو طعون قرار دیتے ہو۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ نبی کریم ؐ حضرت علی ؓ کو چاہتے تھے۔

حضرت علامہ قلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں:-

”امام نسائی اخیر عمر میں مصر سے دمشق تشریف لے گئے وہاں کے لوگ امیر معاویہ کی شان اور فضیلت میں انتہائی غالی اور حضرت موسیٰ علی ؓ کے حق میں انتہائی تعصب تھے بلکہ دمشق میں اس وقت اکثریت ہی ایسے لوگوں کی تھی جو حضرت علی ؓ کے بارے میں علی الاعلان بدگوئی کیا کرتے تھے۔“

مصعبہ ہالا حقائق کی روشنی میں درج ذیل امور کی وضاحت ہوتی ہے:-

- ۱۔ دمشق اہل بیت رسول ؐ کے مخالفین اور بنو امیہ کے حامیوں کا مرکز تھا۔
- ۲۔ دمشق کے ہاسیوں کو اہل بیت عظام کے فضائل و درجات اور عظمت و رفعت

سے لاطم رکھا گیا۔

۳۔ اہل دمشق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برائی سننے کے عادی تھے۔

۴۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے جب درس حدیث کے ذریعے اس صورتحال کو بدلنے اور ان کی اصلاح کرنے کی کوشش کی تو انہیں زدوکوب کرنے کے علاوہ ان پر شیعیت کا الزام بھی عائد کیا گیا۔

۵۔ علمائے اہل سنت اور علمائے اہل حدیث کے نزدیک اس الزام کی کوئی اہمیت و حیثیت نہیں۔

۶۔ امام نسائی اہل سنت کے جلیل القدر امام ہیں جن کی کتاب ”سنن نسائی“ صحاح ستہ میں شامل ہے۔

عَلَىٰ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ

لَنْ يَفْزُقَا

حَتَّىٰ يَرِدَا عَلَاءَ الْخَوْضِ

علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس اکٹھے آئیں گے۔ (مسند رک جلد ۳ صفحہ ۱۳۳)

اہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مقام و مرتبہ

علامہ سید عسکرت علی شاہ گیلانی

محدث کبیر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ازلۃ الوجود میں لکھا ہے کہ مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی پیدائش خانہ کعبہ کے اندر ہوئی ہے اور امام حاکم فرماتے ہیں یہ بات تواتر سے ثابت ہے۔ اس مقام پر مفتی اقتدار صاحب نے حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اسے پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ کذب بیلانی، افترا پہنازی، الزام تراشی اور غفقات نویسی مفتی صاحب کی صفات کمالیہ ہیں۔ مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی روشنی میں انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم علمی شخصیت اور صوفی کامل پر شیعیت کا الزام لگا دیا۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

”شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یہ شخصیت اہل سنت میں مملوک ہے کبھی ان پر سنیہ، کبھی وہابیت، کبھی شیعیت کا ظہر رہا اس لئے کسی بھی مسئلہ میں ان کا کوئی قول علماء اہل سنت کو قبول نہیں۔ اہل حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر مسائل میں ان کی تردید فرمائی ہے۔ وہابی دہلوی بندی ان کو اپنا امام سمجھتے ہیں۔“

(فتاویٰ نعیمیہ جلد ۵ صفحہ ۱۷۸)

حالانکہ مفتی صاحب کے والد گرامی حضرت مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے جاہ الحق اور دوسری کتابوں میں کئی جگہوں پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پیش کیے ہیں۔ تاجدار گلڑہ حضرت سیدنا محمد علی شاہ چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے کمالات بے حد ہیں وہ علم ظاہر و باطن میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔“ (ملفوظات مہر یہ ملحوظ نمبر ۱۳۳)

نیز آپ کی تصانیف کا تذکرہ فرمایا خصوصاً محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان کتاب ”ہوامع شوم حروب البحر“ اور ”توالیہ الخفاء“ کی تریف و توصیف فرمائی اور ان کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائی۔ اعلیٰ حضرت مجددین و ملت قاضی بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کے حوالہ جات دیئے صرف اپنی ایک کتاب ”الامن والاعلیٰ“ کے شروع کے صفحات میں ہی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کے کئی حوالے دیئے اور اس حوالے سے ناد علی کے وکیلہ کا ذکر کیا نیز سیدنا محمد مرعلی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اعطاء کلمۃ اللہ میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو حکیم الامت تسلیم کیا ہے۔

دلِ نجس میں ساق نہیں ہے عجب علی
یہ شے بڑی ہی نکاست پسند ہوتی ہے

مولودِ کعبہ

باب مدیۃ العظم مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

.....خصیت و مقام.....

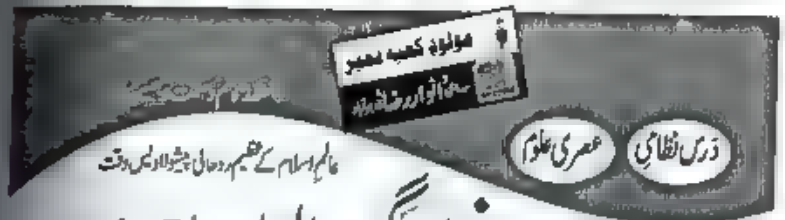
حضرت مولانا مہر محمد خان دہرم	ڈاکٹر سید مظاہر اشرف اشرفی ابھیلانی
حضرت علامہ صائم چشتی	حضرت مفتی محمد محبت اللہ نوری
علامہ ظہیر عباس قادری	ملک محبوب الرسول قادری
علامہ صاحبزادہ قاری محمد طیب نقشبندی	میاں محمد صادق قصوری
علامہ عرفان الہی قادری	اجاز الحق اعجاز
جمال عبدالناصر	فضل الہی رفیق
مؤرخ لاہور محمد دین کلیم قادری	قاری عبدالرحیم چشتی
علامہ محمد علی چراغ	نامور شاعر و ادیب پروفیسر محمد اکرم رضا
محمد ادریس خان قادری سواتی	کرل (ر) محمد انور مدنی

قال رسول اللہ ﷺ قلبی علیہ وسلم

عَلِيٍّ مِّنِّي وَأَنَا مِّنْ عَلِيٍّ

روایت ابن عابد

علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔



ذکر نظامی عصری علوم
قلم عالم شہداء حضرت خواجہ گوہر الدین احمد



ادبیات عرب و اسلامیات
اسلامی تعلیم کا اعلیٰ انتظام
اسلامی تربیت کا مرکز

مرکز تحقیقات اویسیہ کا قیام نیز ملاقات و سنت، تقریر و فتاویٰ کی عملی تربیت بھی شامل ہے
دائرہ اقامت، قیام طلبہ کی روحانی تربیت کیلئے علم و عرفان اور تصوف و سلوک پر مبنی نشستیں اور خصوصی کچھڑ



- تعلیم المدارس کھل کورس (مادی و ایمانی اسلامیات و عربی) ۵ تجوید و قرأت
- حفظ و ناظرۃ القرآن ۵ ترجمۃ القرآن اور حدیث اسلامی معلوماتی کورسز
- سکول تعلیم ۵ دورۂ حدیث شریف ۵ مڈل ٹاپی - ۱
- عنقریب آغاز گوہریہ بنات القرآن



مرحہ کمالات سفر کرامات سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے عظیم روحانی پیشوا و ائمہ دین

جو ہو کعبہ میں پیدا اور شہادت پائے مسجد میں
خدا کے گھر کا مالک وہ بشریوں بھی ہے اور یوں بھی

حضور آقائے دو جہاں ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے معلم کائنات بنا کر بھیجا
آپ ﷺ نے ہر معلم کو اس کی استعداد اور کوائف و مقام کے مطابق علوم
پڑھائے، صاف فرمائے اور سکھائے۔ بے شک خلفائے راشدین کا مقام بلند ہے۔
ان کی عظمت تمام انسانوں میں سے برتر ہے گو جذوی لطیفیات کے لحاظ سے یہ صحابہ
رسول ﷺ اپنا اپنا الگ مقام رکھتے ہیں، قطع نظر اس کے کہ خلفائے راشدین میں
کون افضل تھا۔ مہمات کے لحاظ سے حضرت خلیفۃ الرسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
اور حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بہت قریب نظر آتے ہیں۔ جذبہ ایمان و قربانی،
والہانہ فدا ہائے لگاؤ، قول و فعل میں یکسانیت مقصد کے حصول کے لئے مضبوط قوت
ارادی، رسول معظم ﷺ کی ہدایات پر امن و امن، عمل کرنا، اصول پر کوئی رعایت نہ
کرنا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے شخصین کو علوم نبوی سے مزین فرمایا۔ جناب صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ نے رموز معرفت علوم نبوی کے حصول میں جو کمال حاصل کیا اس کا نتیجہ تھا
کہ وہ سرکار کو ظاہری و باطنی طور پر یکساں دیکھتے تھے، بحال مصطفیٰ ﷺ و کمال
آقائے نامدار ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اس طرح عیاں تھے کہ ان کے
لبے حضور ﷺ کا ظاہری پردہ فرمانا کوئی حق نہیں رکھتا تھا کی وجہ سے کہ جب
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلواریں کو لہرا کر فرمایا کہ اگر کسی نے حضور ﷺ کے حلقے سے ہٹا دیا
کہ آپ ﷺ کو ہٹا دے پردہ فرما گئے تو گردن مار دوں گا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

☆ سجادہ نشین۔ خانقاہ اشرفہ جیلانی کچھوچھو شریف مین رائے وٹھلاہور

0321-4893068, 042-39394513

نے اپنی عروجِ معرفت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جو محمد ﷺ کی پرستش کرتا تھا تو وہ سمجھ لے کہ آپ ﷺ ہماری ظاہری دنیا سے پردہ فرما گئے اور جو اللہ کی پرستش کرتا ہے تو وہ جی قوم ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک کے ۵ پارے خود پڑھائے تھے اور جو رموزِ معرفت عطا فرمائے اس کا اظہار اس طرح ہوا کہ جب حضرت ساریہ ملک شام جنگ پر گئے ہوئے تھے اور کافر پھاڑوں کی آڑ میں چھپ گئے تھے کہ مسلمان فوج گزرے گی تو پیچھے سے حملہ کرینگے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے تو آپ نے اچانک فرمایا ساریہ پھاڑ کے پیچھے دیکھو بعد میں حضرت ساریہ نے واقعی پر فرمایا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آگاہ نہ کیا ہوتا تو ہم سب مارے جاتے حضور ﷺ نے علوم نبوی سے شیخین کو آراستہ و حریں فرمایا کیونکہ حضور سرور کائنات ﷺ تمام انجین تھے آپ ﷺ کے بعد جب شیخین کا دور ختم ہوا تو یہ علوم نبوی بھی ہمیشہ محفوظ ہو گئے لیکن سرکارِ ابد قرار ﷺ کو اللہ کے عطا کردہ علم غیب سے معلوم تھا کہ نبوت کا دروازہ تو بند ہو جائے گا لیکن ولایت کا دروازہ نہ صرف کھلا رہے گا بلکہ ہمیشہ یہ سلسلہ ولایت جاری رہے گا، حضور ﷺ کے چاروں خلفائے راشدین میں پہلے دو خلیفہ سر تھے اور بعد کے دو خلفاء داماد تھے۔ سرورِ دو عالم ﷺ کو علم تھا کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کائنات میں وہ خوش قسمت ترین انسان ہیں جن کے حطب سے حضور ﷺ کی آل نکلے گی۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو علوم ولایت سے حریں فرما کر انہیں شہنشاہِ روحانیت بنا دیا۔ آج دنیا میں ۱۳ خانوادہ سلاسل کا اہتمام مولا علی کی ذات گرامی پر ہوتا ہے۔ آج کچھ لاعلم ایک سلسلہ والے کہتے ہیں کہ ہمارا سلسلہ سب سے بڑا ہے۔ حالانکہ کوئی سلسلہ ایسا نہیں کہ جو حضور اکرم ﷺ سے اوپر جاتا ہو سب سلاسل کی انتہا سرکارِ علیہ السلام کی ذات گرامی پر ہوتی ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کسی سلسلہ میں واسطے زیادہ ہوں کسی میں کم لیکن تمام ہی سلاسل برابر ہیں۔ اور اس طرح

سلسلہ کی مصیبت نہ ہونا چاہیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ آسمان کے ستارہ کی طرح ہیں جس نے ایک صحابی کی بھی اقتدار کر لی۔ اس نے میری اقتدار کی اصحابِ رسول ﷺ آسمان کے ستارے ہیں اور حضرت صدیق اکبر قلبِ ستارہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری اہل بیت لوح کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا وہ پار ہوا اور جو اس سے خارج ہوا وہ فرق ہوا۔ اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی کشتی کے ناخدا حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔ اب صورتِ حال واضح ہو گئی کہ اگر مسافر سفر کرتا ہوا اور قلبِ ستارہ کو دیکھتا ہوا سفر کرے اور پھر ساحلِ سمندر پر آئے تو قلبِ ستارہ موجود ہے راستہ معلوم ہے لیکن آگے کیسے جائے؟ تو اس کو اہل بیت کی کشتی میں سوار ہونا پڑے گا اور مولائے کائنات کی ناخدائی میں آنا پڑے گا۔ خلفائے راشدین میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وہ واحد خلیفہ الرسول ہیں جو اہل بیت میں شامل ہیں۔ اس لئے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہی کشتیِ اہل بیت کے ناخدا ہوئے جو کشتیِ اہل بیت کو قلبِ ستارہ کی رہنمائی میں چلا کر اور سوار ہونے والوں کو پار کرتے رہیں گے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو کشتیِ لوح قرار نہیں دیا کیونکہ صحابی کے ہر بیٹے کا صحابی ہونا ضروری نہیں اور صحابہ کی جماعت جو درحقیقت اہل سنت و جماعت ہے اس کا عرصہ تقریباً ایک صدی ہجری کے بعد نظر نہیں آتا اگر صحابہ کو کشتیِ لوح قرار دیا جاتا تو یہ کشتی ایک صدی کے بعد نامعلوم ہو جاتی لیکن عالم الغیب بالظاہر رسول خدا ﷺ نے اپنی اہل بیت کو کشتیِ لوح قرار دیا کیونکہ سید کا بیٹا سید ضرور ہوتا ہے اس طرح فرمانِ رسول ﷺ کے مطلق کہ تمام عالم کے لبِ ختم ہو جائینگے لیکن میرا لب قیامت تک جاری رہے گا تو اہل بیت کی کشتی بھی قیامت تک چلتی رہے گی۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا اے علی تمہاری مثال عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے کہ کچھ لوگ تمہاری محبت میں ظلو کر کے جہنم میں جائیں گے اور کچھ تم سے بغض کر

کے جہنم رسید ہو گئے، کیونکہ مصطفیٰ ﷺ سے محبت کرنے والوں نے ان کو خدا کا بیٹا بنا دیا اور بغض کرنے والے یہودیوں نے آپ کو چھائی چڑھانے کی کوشش کی اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے محبت میں غلو کرنے والوں نے آپ کو وہ کچھ کہہ دیا کہ ان کو نبی ﷺ سے افضل قرار دیا اور بغض رکھنے والوں نے آپ کا نام لینا بھی گوارہ نہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا منافق کی پہچان یہ ہے کہ وہ علی سے بغض رکھے گا۔ حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو علوم ولایت سے آراستہ کیا اور اس قدر علوم ولایت میں آپ کو ممتاز فرمایا کہ ایک مرتبہ فرمایا ”میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ“ ہے یعنی اگر کسی کو نبی سے علوم ولایت حاصل کرنا ہو تو علی کے بغیر نبی تک نہیں پہنچ سکتا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا اے علی! تم دین دنیا میں میرے بھائی ہو اور حقیقت بھی یہی تھی کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور ﷺ کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے لیکن حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضور ﷺ کو بھی بھائی کہہ کر نہ پکارا بلکہ یا رسول اللہ ﷺ کہہ کر پکارا۔ کتنی عجیب بات ہے کہ جو بھائی تھے وہ یا رسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے اور آج ۱۳ ویں صدی کا مواضع حضور ﷺ کو بڑا بھائی کہتا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی! تیرا گوشت میرا گوشت ایک ہے۔“ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کتبوات میں فرماتے ہیں کہ آج بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ باطنی انصرام و انتظام کے مالک ہیں اور ان کی معاونت حضرت بی بی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرات حسین کریمین رضی اللہ عنہما کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی مناقب میں جس قدر احادیث فرمائی ہیں اتنی احادیث شاید ہی دیگر صحابہ کے لئے فرمائی ہوگی کیونکہ حضور ﷺ کو علم تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض و متاد رکھا جائے گا۔ کوئی سنی ہوگا کوئی مہدی ہوگا کوئی وہابی ہوگا جو ذاتی بنیاد پر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو نشانہ بنائے گا۔ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو یمن

کا قاضی مقرر فرمایا تو چچہ الوداع کے موقع پر کچھ یمنیوں نے حضور ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلوں سے حلق غلط شکایات کیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا علی بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں اس لئے حضور ﷺ چچہ الوداع سے واپسی پر غدیر کے مقام پر مولا علی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اوپر کر کے فرمایا تھا جس کا میں مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں اس کے بعد سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مولا علی کہنا شروع کر دیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اس قدر علم عطا فرمایا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فوج علم و عرفان ہو گئے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نحو، صرف کی ابتدا فرمائی۔ عربی گرامر آج بھی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی مرہون منت ہے۔ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بسم اللہ شریف کی بے پر حرام دن تقریر فرمائی اور رات ہونے پر فرمایا تھا کہ ابھی بسم اللہ کے ب کی تخریج مکمل نہیں ہوئی۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم مظہر العجايب والفراب تھے۔ آپ کا علمی مقام بہت بلند تھا۔ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اگر میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر کئے بیٹھوں تو کتابوں سے سزاوٹ بھر جائیں گے اور تفسیر فتم نہ ہوگی۔ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے تقریر کے دوران سوال کیا کہ ہے کوئی جو مجھ سے سوال کرے اور میں قیامت تک کے حالات بتاؤں۔ حضور اکرم ﷺ کی نگاہ فیض کا اثر تھا اور تربیت کی تاثیر تھی کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم میں فہم و ادراک کا یہ عالم تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مہد حکومت میں جتنے اہم فیصلے کرنے ہوتے تھے تو وہ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مشورہ لئے بغیر نہ کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دربار میں ۲ مردیں ۲ بچے لے کر آئیں ایک لڑکا تھا ایک لڑکی لیکن دونوں خواتین اس بات پر ہند تھیں کہ لڑکا ان کا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مولا علی

سے فرمایا علی اس کا فیصلہ کرو۔ مولائے کائنات نے ان دونوں سے فرمایا کہ ۲ شیشیاں صاف شفاف لاؤ لیکن دونوں شیشیاں وزن اور سائز میں برابر ہوں۔ جب شیشیاں مطالبہ کے مطابق آگئیں تو آپ نے فرمایا دونوں خواتین اپنی اپنی چھاتیوں کا دودھ نکال کر ان شیشیوں میں بھر دیں۔ جب دونوں شیشیاں دونوں کے دودھ سے بھر گئیں تو آپ نے ایک شیشی کو ایک ترازو کے ایک پلڑے میں اور دوسری شیشی دوسرے پلڑے میں رکھی تو ایک شیشی کا وزن زیادہ معلوم ہوا یعنی پلڑا جھک گیا آپ نے پوچھا کہ یہ شیشی جس کا وزن زیادہ معلوم ہوا کس کی ہے تو ایک خاتون جس کا وہ دودھ تھا اس نے کہا یہ میرا دودھ ہے تو آپ نے فیصلہ دیا کہ لڑکا اس کا ہے پھر قرآن پاک کی آیت کریمہ پڑھی کہ جس میں فرمایا گیا ہے ”مردوں کو عورتوں پر قوی کیا گیا۔“ آپ نے فرمایا قوی جسم کے لئے قوی خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب پیٹ میں لڑکی ہوتی ہے تو ماں کی چھاتی میں ہلکا دودھ آتا ہے اور لڑکا ہوتا تو ہماری دودھ آتا ہے۔ یہ نظام قدرت ہے دونوں خواتین آپ کے فیصلے سے مطمئن ہو کر چلی گئیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ برحق ہے کہ علی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب سفر فرماتے تھے تو مولای علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اپنا قائم مقام مقرر فرما کر سفر فرماتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک روز حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اہل کے اشارہ سے فرمایا کہ علی تمہارے سر پر یہاں یہاں زہریلی تلواریں کے دھم آئیں گے پھر فرمایا ایک وہ بد بخت انسان تھا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کوٹھیں کاٹی تھیں۔ دوسرا دنیا کا بد بخت وہ انسان ہو گا جو علی پر وار کر کے علی کی داڑھی کو خون سے رنگین کرے گا۔ چنانچہ جب خارجی امین ملجھ نے صبح کی نماز سے قبل اچانک آپ پر زہر میں بھیجی ہوئی تلواریں سے سر پر وار کیا تو واقعی آپ کی داڑھی خون میں سرخ ہو گئی تھی اور اسی مقام پر گہرے دھم آئے تھے جس کی حضور اکرم ﷺ نے اہل کے اشارے سے نشانہ دہی کی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ۲۰

رمضان کو دھم لگے تھے اور آپ نے ۲۱ رمضان کو شہادت پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے دنیا سے آنکھ بند کرنے سے قبل حضرات حسنین کریمین کو فرمایا کہ میری میت اونٹنی پر سوار کر کے اس کے ساتھ چلتے رہنا جہاں یہ اونٹنی بیٹھ جائے وہاں میری قبر بنا کر کسی کو خبر نہ ہو ورنہ مخالفین میری میت کی بے حرمتی کریں گے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی میت حسب ارشاد ایک اونٹنی پر رکھ کر حسنین کریمین اور آپ کا خادم ساتھ چلتے رہے اونٹنی چلتی گئی چلتی گئی عری پار کر کے نجف اشرف پہنچی پھر ایک مقام پر بیٹھ گئی۔ چنانچہ مولائے کائنات کی قبر شریف اسی مقام پر بنائی گئی۔ اس قبر کی خبر تین حضرات کے سوا کسی کو نہ تھی۔ بعد میں حضرت مولای علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا قلام فوت ہو گیا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ زہر سے شہید ہو گئے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ رو گئے تھے۔ حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قبر کے حلقہ معلوم کرنے کی بہت کوشش کی گئی لیکن کسی کو نہ مل سکی۔ اس قبر شریف کے آخری مہنی شاہد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی بڑی استبداد کا شکار ہو کر شہادتِ مہنی کے منصب پر فائز ہو گئے۔ اسی دور کے بعد اللہ کے کسی ولی نے بتایا تھا کہ جہاں حضرت مولای قبر ہو گئی وہاں کہتے نہ جائیں گے۔ چنانچہ چند پالتو کہتے لے کر ہر طرف کھوج لگائی جانے لگی آخر نجف اشرف میں حضرت کی قبر شریف کے قریب پہنچے تو کہتے آگے بڑھنے سے منکر ہو گئے۔ یہ ۶ میل کا دائرہ تھا جس کے اندر کہتے داخل نہ ہوتے تھے۔ پھر اللہ والوں نے مراقبہ میں قبر شریف کو دیکھا اور روحانی طور پر اجازت لے کر ہا قاعدہ قبر بنائی۔ اب یہاں ایک عالیشان عمارت ہے اور قبر شریف پر گنبد ہے روزانہ ہزار ہا انسان حضرت مشکل کشا کے دربار میں اپنی اپنی مشکل حل کرانے حاضر ہوتے ہیں آج صدیاں گزرنے کے باوجود فدائیانِ مولای علی کی دربار میں حاضری میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی آمد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آج حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد دنیا میں پھیلی ہوئی ہے ان میں جو اولاد حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے

بلن سے پیدا ہوئیں یعنی حسنین کریمین اور ان سے چلے والی نسل آلِ نبی یا سید کھلاتی ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراء کے علاوہ تین بیویوں سے پیدا ہونے والی اولاد طلوی، ہاشمی، عباسی کہلاتی ہے جو سید نہیں البتہ آلِ ہاشم کے نام سے ان پر بھی ذکوۃ حرام قرار پائی۔ مولا علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کعبہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت فاطمہ بنت اسد کے قول کے مطابق ایک فیی آواز کے ذریعہ آپ کا نام علی پکارا گیا جبکہ حضور ﷺ نے آپ کا باقاعدہ نام علی رکھا۔ حضور ﷺ کی آغوش میں آنکھ کھولی۔ ۷ سال کی عمر شریف سے رسول کریم رؤف ورحیم کی ذریعہ سایہ علوم و تربیت کی منازل طے کیں۔ قانع مخبر ہوئے اور بارگاہ رسالت ﷺ سے شیر خدا کا خطاب پایا آپ کی شادی فیی اشارہ پر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کی گئی جو حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی تھیں، شبِ ہجرت آپ سرکار ﷺ کے بستر پر بحکم رسول خدا ﷺ آرام فرما ہوئے جو انتہائی خطرناک تھا لیکن جذبہ ایثار و فدائیانہ سوچ کے تحت آپ نے اس بستر پر رات گزاری۔ آپ کے فخر کی یہ حالت تھی کہ جب آپ کی شادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے جو جہیز میں سامان دیا تھا اس میں زعمی بھر اضافہ نہ کر سکے۔ فقر و فاقہ، آپ کا زیور تھا۔ آپ کو دربار رسالت ﷺ سے یہ بھی اعزاز ملا کہ جو شخص علی کا چہرہ دیکھے تو عبادت میں شمار ہوگا۔ آپ کو کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا خطاب بھی عطا ہوا۔ شہادت، بہادری آپ کی کھلی میں پیوست تھی۔

ایک مرتبہ آقائے دو جہاں فخر موجودات ﷺ نے دو سو اونٹوں کی قربانی کی۔ حضور ﷺ نے ساتھ اونٹ خود ذبح فرمائے اور ایک سو چالیس مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ذبح کروائے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بھی کسی جنگ میں شکست نہ کھائی آپ کی ضرب ایسی بھرپور ہوتی تھی کہ تلواریں پڑتی تھیں تو جسم کے دو ٹکڑے ہو جاتے تھے اسی لیے ضربِ یلہ اللہ ہی مشہور تھی۔ حضور ﷺ نے جب دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا تو آپ ﷺ کو غسل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

دیا اور حالت یہ تھی کہ اپنے سینے کو سرکار کے سینے سے لگا کر غسل دیتے رہے پھر ماتھے مبارک پر کچھ پانی رہ گیا تو آپ نے زبان کی نوک سے اس کو پی لیا فرماتے تھے کہ ان چند قطرہ سے آپ نے میرا سینہ کھول دیا اور سب کچھ روشن ہو گیا ارض و سما کی پہنائیاں حیاں ہو گئیں۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی زعمی سادگی، فقر اور درویشی کا مرقع تھی اور یہی کچھ آپ نے حضرت حسنین کریمین کو تقویٰ کیا جن کی شہادت عظمیٰ نے ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سر بلند کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ ہے کس نواز میں دعا ہے کہ وہ امتِ مسلمہ کو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے نقل قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

أَنَا وَ عَلِيٌّ مِنْ شَجَرَةِ وَاحِدَةٍ
وَالنَّاسُ مِنْ أَشْجَارٍ شَتَّى

(ابن عباس)

میں اور علی رضی اللہ عنہ ایک ہی درخت سے ہیں اور لوگ مختلف درختوں سے ہیں۔

سیدنا مولود کعبہ کا عظیم شرف

سلطان العارفين علامہ مہر محمد خان ہوم

آپ خلفائے ثلاثہ علیہ السلام کے بعد تمام صحابہ کرام و اہل بیت عظام سے افضل ہیں۔ آپ تمام کمالات و صفات کے جامع ہیں۔ آپ تفسیر، حدیث، فقہ، کتابت، علم اشعر، علم تصوف، فن فصاحت و بلاغت، نحو، علم کلام، علم فراست، علم جہر، علم ہیئت، علم قرأت وغیرہ وغیرہ میں اپنی آپ ہی نظیر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے آپ کی شان میں فرمایا:

أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلَى مَائِدَتِهَا

یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

معلوم ہوا کہ تمام علوم کا ظہور اسی باب علی سے ہوا ہے پھر وہ تمام علوم دنیا کے ادباء، عقلاء، حکماء، علماء، عرفاء، اولیاء، اقطاب، اخیات تک پہنچے اور پہنچتے رہیں گے۔ آپ شریعت کے بھی امام ہیں اور طریقت کے بھی۔ کیونکہ اہل بیت عظام اور قرآن کریم دونوں ہی لازم و ملزوم ہیں جس دل میں ان دونوں کی حکمت ہے اسی دل میں ایمان و عرفان ہے۔

ہو چشتی، قادری، یحییٰ نقشبندی و سہروردی

ولایت کا انہی کے ہاتھ سے سب کو ملا کھڑا

ہاں اس واسطے اللہ کا گھر جائے عیدائش

کہ وہ اسلام کا کعبہ ہے یہ ایمان کا کعبہ

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَكُنْ مَوْلَاهُ

”یعنی جس کا میں مولود ہوں علی بھی اس کا مولود ہے۔“

مولیٰ بمعنی مالک بھی آتا ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام خلی، شافعی، مالکی، حنبلی، قادری، نقشبندی، چشتی، سہروردی آپ ہی کے خدام و غلام ہیں۔

ایک مرتبہ مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خدمت میں دس آدمی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ باب علمہ العظم ہیں ہمارا دس آدمیوں کا ایک ہی سوال ہے آپ ہمارے ایک سوال کے دس جوابات عطا فرمائیں۔ مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ہاں یوں وہ کیا سوال ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ علم بہتر ہے یا مال۔ مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے یہ سوال سن کر دس جوابات دیے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

- ۱۔ مال کی تو حفاظت کرتا ہے اور علم تیری حفاظت کرتا ہے۔
- ۲۔ علم انبیاء کا ترکہ ہے اور مال فرعون و ہامان کا ترکہ ہے۔
- ۳۔ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے اور مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔
- ۴۔ مال دیر تک رکھنے سے فرسودہ ہوتا ہے، علم نہیں ہوتا۔
- ۵۔ مال کو چور کا خطرہ اور علم کو چور کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔
- ۶۔ مال دار بخیل بھی ہوتا ہے مگر ذی علم ہمیشہ سخی ہی ہوتا ہے۔
- ۷۔ علم سے دل روشن ہوتا ہے مگر مال سے دل تاریک ہوتا ہے۔
- ۸۔ حضور ﷺ نے کثرت علم سے مکتبہ کا حق عطا کیا اور فرعون نے کثرت مال سے دعویٰ خدائی فرمایا۔
- ۹۔ مال دار دشمن ہوتا ہے علم دار ہر دل عزیز ہوتا ہے۔
- ۱۰۔ ہر روز حشر مال کا حساب ہوگا علم کا کوئی حساب نہ ہوگا۔

مولود کعبہ

شیخ الحدیث مولانا مفتی عمر محبت اللہ لوری ☆

رات اپنی سیاہ لٹخیں نکھیرے ہوئے تھی۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ چار سو خاموشی کا بہرہ ہے۔ لوگ سو خواب ہیں۔ کچھ رات کا وقت ہے۔ النوار و جلیات کا سماں ہے۔ رحمت الہیہ کا نزول ہو رہا ہے۔ کہیں سے مسلسل صدا آ رہی ہے۔

شہسوار مشرق کی آمد کا غلطہ بلند ہوا۔ چاند نے اپنی رداسیں ستارے اپنی محفل برخواست کر گئے۔ سورج کی کرنیں عالم کو منور کرنے لگیں اور ہوا کے جھونکوں میں آفتاب کی حدت رچ بس گئی۔ ادھر ابوطالب کسی ضروری کام سے یمن روانہ ہو رہے ہیں۔ مکہ کی شکارخ اور پھر ملی زمین پر چلتے ہوئے، تپتے صحراؤں سے گزرتے ہوئے، طویل سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے ایک عرصہ بعد یمن پہنچتے ہیں۔

مشرم اپنی عبادت گاہ میں بحمدہ حیرت بنا ہوا ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ دنیا فانی ہے۔ یہاں جو آیا ہے، اسے کوچ کرنا ہے۔ عمر کی کے آخری لمحات سے گزر رہا ہوں اور پھر اب تو میری عمر بھی ۱۹۰ سال ہو چکی ہے۔ میری دعا قبول ہوگی بھی یا نہیں؟ آخر وہ دن کب آئے گا، جب میری دعا ثمر بار ہوگی؟ اس کے ذہن میں ایسے ہی بے شمار سوال کروٹ لے رہے تھے۔

جناب ابوطالب نے جہاں دوسرے شرفاء یمن سے ملاقاتیں کیں، وہاں مشرم کی زیارت کے لئے اس کی عبادت گاہ بھی گئے۔ مشرم نے پوچھا، کہاں سے آئے ہو؟

”مکہ سے آیا ہوں۔“

”کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟“ مشرم نے دوسرا سوال کیا۔

”بہن ہاشم بن عبد مناف سے۔“

مشرم کو شاید اب اپنی دعا کی قبولیت کا احساس ہونے لگا تھا، تبھی تو اس نے ابوطالب کی بیعتی کو چمچتے ہوئے کہا۔

”درا اپنا نام تو بتائیں۔“

”میں ابوطالب بن عبدالمطلب ہوں۔“

اب تو مشرم کو اپنی دعا کی قبولیت، یقین کے سانچے میں ڈھلتے ہوئے دکھائی دینے لگی تھی۔ اس نے بات جاری رکھتے ہوئے، خوشخبری دی۔

”میں نے کتب سابقہ میں پڑھا ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد سے دولہ کے پیدا ہوں گے، ایک نئی آخر الزماں ہوگا، جن کے باپ کا نام عبد اللہ ہوگا۔ ان کی پیدائش سے تین سال بعد دوسرے لڑکے کی پیدائش ہوگی، جس کے باپ کو لوگ ابوطالب کے نام سے پکارتے ہوں گے اور وہ لڑکا کامل ولی ہوگا۔“

مشرم ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ گیا اور پھر تفصیل پوچھتے ہوئے گویا ہوا:

”کیا عبد اللہ کے ہاں لڑکا پیدا ہو گیا ہے؟“

”کیوں نہیں، اس کی تو عمر بھی اسی ۲۹ سال ہو چکی ہے اور ان کا نام ”محمد“ ہے۔“ ابوطالب نے وضاحت کے ساتھ جواب دیا۔

”تو پھر مبارک ہو، جنہیں اسی سال وہ فرزند دل بند حطا ہوگا جو امام المصلحین اور پیشوائے مومنین ہوگا۔“ یہاں سے جب واپس لوٹو، تو حضرت محمد (ﷺ) کو میرا سلام عقیدت پیش کرنے کے بعد عرض کرنا کہ مشرم آپ کے نماز مندوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک اور آپ کو اس کا آخری نبی ماننا ہے اور جب تمہارے ہاں وہ لڑکا پیدا ہو تو اسے بھی میری طرف سے سلام شوق کہہ دینا۔“

مشرم نے فرما عقیدت اور نہایت محبت آمیز لہجے میں کہا۔

”آخر آپ کی بات کا کیسے یقین کر لوں؟..... کوئی ایسی علامت ہو جس

سے میں آپ کو صاحب کشف حلیم کر سکوں۔“

ابوطالب نے حذرِ داناہ انداز میں کہا۔

”آپ خود بتائیں کہ کس طرح آپ کی قلی ہو سکتی ہے؟..... میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے شرم سار نہیں کرے گا۔“

شرم نے بڑے عزم اور یقین کے ساتھ کہا۔

”تو پھر یہ درخت تروتازہ ہو جائے۔“

ابوطالب نے سامنے کھڑے اتار کے خشک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

شرم نے دُعا کی تو قدرتِ خداوندی کا یہ عجیب مظهر نمودار ہوا کہ خشک درخت یکایک سرسبز و شاداب اور ثمر آور ہو گیا۔

ابوطالب نے یہ کرشمہ دیکھ کر نہایت پر امید اور شاداں و فرحاں کہہ واپسی کا سفر شروع کر دیا۔

کعبہ ولادت

محرم میں حسب معمول آج بھی خاصی گہما گہمی تھی۔ مرد و زن کعبہ اللہ کے طواف میں معروف ہیں، کچھ کعبہ میں رکھے ہوئے، اپنے خود ساختہ ”خداؤں“ (بتوں) کے آگے گولش بجالا رہے ہیں اور اپنی پیشانیوں زمین پر رکھے گڑگڑا رہے ہیں۔

ابوطالب کی اہلیہ فاطمہ بنت اسد بھی ان بتوں کو سلائی دینے کے لئے آگے بڑھیں، مگر کوشش اور خواہش کے باوجود جھک نہ سکیں۔ حیرانی کے عالم میں سوچے لگیں کہ آخر ماجرا کیا ہے؟..... ایک آدمہ بار تو ایسا نہیں ہوا کہ اسے واجبہ قرار دیا جائے۔ گزشتہ چند ماہ سے یہی ہو رہا ہے کہ وہ جب بھی بتوں کے آگے جھکنے کا ارادہ کرتی ہیں، پیٹ کا بچہ جھکنے سے باز رکھتا ہے۔ بچہ ایسی پوزیشن اختیار کر لیتا ہے کہ ہزار کوشش کے باوجود ان ”خداؤں“ کی تعظیم بجا نہیں لاسکتیں۔

فاطمہ بنت اسد باہر نکل کر خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول ہو جاتی ہیں، دو تین چکر ابھی باقی تھے کہ دروازہ کی شدت کے باعث طواف روک کر کعبہ کے اندر داخل ہو گئیں اور پھر وہاں وہ بچہ پیدا ہوا، جس کی بشارت شرم نے دی تھی اور جس کی پیشانی والدہ کے پیٹ سے لے کر مرتے دم تک کبھی بتوں کے آگے سجدہ ریز نہ ہوئی تھی۔ مگر کائنات کے قلوب آج بھی حقیقت سے ان کے سامنے خمیدہ ہیں۔

بنا اس واسطے اللہ کا گھر جائے پیدائش کہ وہ اسلام کا کعبہ ہے یہ ایمان کا کعبہ کعبہ میں پیدا ہونے والا یہ بچہ وہ تھا، جو بعد میں سرخیل اولیاء اور اہل تصوف کا پیشوا بنا، جسے کائنات آج الہامی، حیدر کرار اور علی المرتضیٰ (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کے نام سے یاد کرتی ہے۔

تاریخ ولادت

آپ کی ولادت باسعادت بہت نبوی سے دس سال پہلے رجب المرجب کے مہینے میں ہوئی۔ علامہ مومن رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”وَكَذَٰلِكَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِمَنَاسِكَ مَا جَعَلَ الْأَمَّةَ الْعَرَبِيَّةَ عَلَى قَوْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَكَثُرَ عَشْرَ رَجَبِ الْعَرَبِ سَنَةَ ثَلَاثِينَ مِنْ عَامِ الْفِيلِ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِخَلَاةٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً..... وَلَمْ يُولَدْ لِيَ الْأَمَّةِ الْعَرَبِيَّةِ قَبْلَهُ أَحَدٌ سِوَاكَ“

”ایک روایت کے مطابق آپ بیت اللہ کے اندر جمعہ کے دن ۱۳ رجب شریف ۳۰ عام الفیل (پہلی صدی عیسوی)، ہجرت نبوی سے تیس سال پہلے پیدا ہوئے۔ آپ سے پہلے کسی شخص کو کعبہ میں پیدا ہونے کی سعادت نہیں ملی۔“

گمش

حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت ہوئی تو آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد نے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس نومولود کو ”علی“ کے نام سے موسوم فرمایا اور اپنے لعاب و ہن کی گھٹی سے نوازا۔
حضرت علی کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بیان کرتی ہیں۔

لَمَّا وَكَلَتْهُ سَمَاءُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”جب میرے اس بچے کی ولادت ہوئی
عَلَيْهَا وَصَّقَ بِي يَوْمَئِذٍ أَنَّهُ أَلَقَمَهُ“ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام ”علی“
رکھا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب و ہن

ڈالا اور اپنی زبان مبارک نومولود کے منہ
میں ڈالی، جسے چستے چستے دوسو گیا۔“

حضرت فاطمہ بنت اسد کا کہنا ہے کہ اگلے دن دودھ پلانے والی کا انتظام کیا
گیا مگر علی نے اس کا اور کسی بھی دوسری عورت کا دودھ نہ چا یا آخر حضور ﷺ نے اپنی
زبان چسائی تو علی سکون سے سو گئے۔۔۔۔۔ پھر ایک عرصہ تک یہی معمول رہا۔

کفالت و تربیت

حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر اللہ تعالیٰ جل و علا کا
خصوصی انعام تھا کہ انہیں بچپن ہی سے رحمۃ للعالمین ﷺ کی آغوشِ رحمت و شفقت
میں پرورش اور تربیت کی سعادت میسر آئی۔۔۔۔۔ اس کا ظاہری سبب یوں بنا کہ قریش قحط
سالی کی وجہ سے سخت تنگ دستی کا شکار تھے، ابو طالب چونکہ کثیر العیال تھے، ظاہر ہے
انہیں مزید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے دوسرے چچا حضرت
عماس بن عبد مناف کو جو خوش حال تھے، مشورہ دیا کہ ہمیں ابو طالب کا بوجھ ہلکا کرنا
چاہیے۔۔۔۔۔ چنانچہ حضرت عماس رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر اور رسول کریم ﷺ نے حضرت
علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی کفالت اپنے ذمہ لے لی۔

یوں سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اپنے بچپن سے لے کر حضور
ﷺ کے وصال تک کم و بیش تیس سال کا عرصہ حضور ﷺ کی خدمت و معیت میں
رہنے کا شرف نصیب ہوا۔

تاریخ و تحقیق کے آئینے میں

ولادت باسعادت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

علامہ صائم چشتی

ولدتہ فی حریم المعظم آمنۃ طلعت و آپ کی والدہ مکرمہ نے آپ کو حرم
مطہر و لیدھا و المولد السید العبدی معظم میں جنا، جننے والی بھی طیب اور
پاک ہے اور بیٹا بھی طیب اور پاک

ہے۔

کے را مہتر نہ لحد ایہ سعادت کعبہ ولادت ، مسجد شہادت
محر اور مشہور روایت کے مطابق سلطان الادبیاء تاجدار ملک النبی امیر
المؤمنین، امام المسلمین، صاحب ذوالفقار، حیدر گراں مرتضیٰ شمس کشاد شیر خدا، سیدنا و
مولانا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم صین جوب کعبہ اللہ میں سید الایام محمد النہارک
کے دن ۱۳ رجب المرجب کو تئیں عام الخلیل میں اپنی والدہ مکرمہ حضرت جناب سیدہ
فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی آغوشِ رحمت میں بعد کز در تشریف لائے۔

فی الحقیقت کعبہ معظمہ میں پیدا ہونے کا شرف سوائے آپ کے کسی دوسرے
کو حاصل نہیں بعض روایات میں آتا ہے کہ جناب حیدر گراں کرم اللہ وجہہ
الکریم سے پہلے عروہ بن حزام کی ولادت بھی کعبہ معظمہ میں ہوئی لیکن یہ روایت نہ تو
تواتر کا درجہ رکھتی ہے اور نہ ہی اسے مجھ لوگوں نے قبول کیا ہے اور اگر کسی نے یہ
روایت قبول کی بھی ہے تو وہ اسے ایک اتفاقی امر قرار دیتا ہے جیسا کہ نوامہ المجالس
شریف میں ہے۔

ولما عمرو بن حزام فولدتہ امہ فی الکعبۃ اتفاقا لا قصداً۔

بہر حال شہ محدثین اور سیرت نگار اس پر متفق ہیں کہ کعبہ شریف میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت مبارکہ ان کا خاصہ ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔

چنانچہ نزمہ المجالس میں بھی حضرت علامہ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابو الحسن مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تالیف "فصول المهمہ فی معرفت الکعبۃ" کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ حکم مادر سے جوہ حرم یعنی کعبہ اللہ زادہ اللہ شرفہا کے اندر پیدا ہوئے تھے اور یہ فضیلت خاص طور پر آپ کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مخصوص فرما رکھی تھی، جب جناب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا پر زوجی کا عالم طاری ہوا جناب ابو طالب رضی اللہ عنہ آپ کو حرم محترم کے اندر لے گئے اور وہیں پر آپ تیس عام الخلیل رجب المرجب میں محمد المبارک کے دن پیدا ہوئے اس وقت امام الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ام المومنین محبوبہ محبوب رب العالمین جناب سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح مبارک ہوئے تین سال ہو چکے تھے۔ متن ہے۔

عن علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولدته امہ بحوف الکعبۃ شرفہا اللہ وہی فضیلتہ حبسہ اللہ تعالیٰ بہا و ذلک ان فاطمۃ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا اصلہا شدۃ الطلق فادخلها ابو طالب الی الکعبۃ فطلعت طفلة واحدة فولدتہ یوم الجمعۃ فی رجب ثلاثین من عام الفیل بعد ان تزوج النبی عذوبۃ بخلات سینین۔

(نزمہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۲۰۵)

علامہ شافعی اپنی مشہور تالیف "نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الخیر" میں واضح طور پر بیان فرماتے ہیں کہ جناب حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بیت الحرام زادہ اللہ شرفا و تعظیما میں محمد المبارک کے دن تیرہ رجب الحرام کو پیدا ہوئے اور اس سے قبل یہ سعادت آپ کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوئی۔

ولد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمکۃ داخل البیت الحرام علی قول لیوم الجمعۃ ثالث عشر رجب الحرام۔ ولد یولد فی بیت الحرام قبلہ احد سواہ۔

(نور الابصار صفحہ ۸۵)

مورخ طویل علامہ مسعودی مروج الذهب میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کعبہ شریف کے اندر پیدا ہوئے تھے۔

(مروج الذهب مسعودی مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۸۵)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی عظیم تالیف ازالۃ الخفاء میں رقمطراز ہیں۔
مؤثر اخبار سے ثابت ہے کہ امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اپنی والدہ مکرمہ جناب فاطمہ بنت اسد کے ہاں کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔

ولدتہ امیر المومنین علیا فی حوف الکعبۃ (ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۵۱)
علامہ ازہبی اسی مقہوم کی مہارت سیرت حیدر کرار پر مشہور کتاب اسد اللہ کے

صفحہ ۱۳ پر بھی موجود ہے۔
جناب حیدر کرار رحمۃ اللہ علیہ کی بیت اللہ شریف میں ولادت کے متعلق علامہ تہذیبی اپنی مشہور تالیف "کعب الصوفیہ" میں رقمطراز ہیں۔

ان امیر المومنین علی ابن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم ولد بمکۃ فی حوف بیت الحرام یوم الجمعۃ ثالث عشر من رجب۔

(سلسلۃ الزہب الصوفیہ تہذیبی ص ۳۶)

امام العاقین مولانا عبد الرحمن جامی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور تالیف شواہد النبوت شریف میں فرماتے ہیں:

آپ کی ولادت مکہ معظمہ میں اور بقول بعض آپ کی ولادت خانہ کعبہ شریف میں ہوئی ہے۔ (شواہد النبوت ۷ صفحہ ۲۸)

علامہ ازہبی متحد کتب تاریخ و سیر میں ولادت مرتضوی کے حعلق معمولی

اختلاف سے مندرجہ بالا روایت موجود ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت اسد طواف کعبہ میں مصروف تھیں کہ آپ کو دردِ زہ کی خفیف سی تکلیف محسوس ہوئی تو آپ بے حد پریشان ہو گئیں کیونکہ سوائے خانہ کعبہ کے قرعی مقام پر باہر وہ مکان موجود نہیں تھا۔ آپ ابھی پریشانی اور خلعت کے عالم میں سوچ ہی رہی تھیں کہ معاً کعبۃ اللہ کی دیوار خود بخود دُش ہو گئی اور آپ کے اندر تحریف لے جانے کے بعد دیوار کا شکاف از خود بند ہو گیا۔ آپ ابھی خانہ کعبہ کے اندر پہنچی ہی تھیں کہ ولادت و امامت کا درخندہ آفتاب آپ کی جمالی میں آگیا اور بعض روایتوں میں جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اس طرح مرقوم ہے کہ طواف کعبۃ اللہ کے دوران میں حضرت ابو طالب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ چنانچہ اُن سے آپ نے اپنی پریشانی کا اظہار فرمایا تو وہ آپ کو کعبہ شریف کے دروازے کے راستہ سے اندر چھوڑ کر باہر تحریف لے آئے تو سیدہ بنتِ مہرب مولا نے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ والدہ ماجدہ کی گود میں تحریف لے آئے۔

بہر حال یہ ایک مسئلہ اُمر ہے کہ آپ کی ولادت معظمہ کعبہ معظمہ کے اندر ہوئی اور یہ آپ کا خاص اعزاز ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے آپ کے لئے مخصوص تھا اور اس میں کوئی شخص بھی آپ کا شریک و شہیم نہیں۔

ایما سعادت یزور ہاؤ عیست نجا نہ عظمہ خدائے عظمہ
شرف کس کو ملا؟

عام طور پر بھی خیال کیا جاتا ہے کہ مولائے کائنات تاجدارِ ملِ اقی شہرِ خدا مشکل کشا حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا حرم محترم کے اندر پیدا ہونا آپ کے لئے شرف و کرامت کا باعث ہے۔ بلاشبہ یہ خیال کسی حد تک درست بھی ہے۔ کیونکہ کعبۃ اللہ زادِ شرفاً عظمتاً کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل اسلام کے لئے نہایت ہی محترم مقام قرار دیا ہے۔ اُمرِ انِ مجید میں کعبہ معظمہ کی عظمت و بزرگی کے حلقے متحد آیاتِ نازل فرمائی ہیں۔

کعبہ شریف وہ مقدس گھر ہے۔ جسے بیت اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ کعبہ محترم وہ بیچارہ نور ہے جو انوار و تجلیاتِ الہیہ کا مرکز ہے۔ کعبۃ اللہ وہ طیب و طاہر مقام ہے جو تمام تر اہل اسلام کا قبلہ ہے۔ کعبہ معظمہ وہ مقدس خانہ خدا ہے۔ جس کی دیواروں کی زیارت کرتے رہنا عبادت ہے۔ کعبہ وہ ہے جس کی دیوار میں جنت کا بحرِ نصب ہے۔ کعبہ وہ ہے جس کی بنیادیں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں نے استوار فرمائیں۔ کعبہ وہ ہے جسے حرم محترم کہا جاتا ہے اور جس کے گرد گھومنے سے اہل اسلام کی نجات ہو جاتی ہے۔ کعبہ سطلے وہ با عظمت مقام ہے جس کا طواف کئے بغیر حج چسے زکن عظیم کی تکمیل نہیں ہوتی۔ کعبۃ اللہ وہ مقام تقدیس و عظمت ہے کہ جب حج کے دیگر ارکان ادا کر کے اس کا طواف زیارت کیا جاتا ہے تو انسان گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

من طاف بالکعبۃ سبھا وصلى علف المقام و کعبتین و شرب من ماء زم زم غفرت له قلوب کلمہ۔ (درمشور جلد اول ۱۲۰)

بہر حال کعبۃ اللہ شریف خیر و برکت کا منبع بھی ہے اور انوارِ الہیہ کا مرکز بھی۔ کعبہ شریف کے اندر پیدا ہونا فی الواقع جناب حیدرِ گرار کا عظیم ترین اعزاز ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ایک ہدیہ حقیقت ہے کہ کعبہ شریف کے اندر جناب حیدرِ گرار کی ولادت کعبہ شریف کے لئے بھی بہت بڑا اعزاز ہے۔ اس لئے کہ مقامِ مُرتضیٰ رضی اللہ عنہ بہر طور کعبۃ اللہ سے بلند و بالا ہے۔

اگر کعبۃ اللہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے تو جناب حیدرِ گرار کے چہرہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اگر کعبۃ اللہ انوار و تجلیات کا مرکز ہے تو علی کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش اور منبع نور ہے۔ اگر کعبہ کو بیت اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے تو علی کو کریم اللہ اور اسد اللہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اگر کعبۃ اللہ میں بحرِ نصب کرنے والے ظلیل و ذوج رضی اللہ عنہ ہیں تو علی کو گود میں اُٹھانے والے سید

المسلمین ﷺ ہیں۔..... اگر کعبہ کو اللہ تعالیٰ سے نسبت ہے تو علی کا نام اللہ تعالیٰ کے نام سے مشتق ہے۔

کعبہ کی دیواروں اور حجرِ اسود کے چومنے سے تو انسان کے گناہ ہی دھلتے ہیں مگر علی کے قدم چومنے سے مقامِ خلیفہ و قطیف حاصل ہو جاتا ہے۔

کعبہ فی الواقع معظم و مکرم ہے لیکن اس میں یہ قوت نہیں کہ اپنے اندر رکے ہوئے بھوں کو اٹھا کر باہر پھینک دے۔ یہ علی کا کام ہے۔ کعبہ اگر گنہ خانہ بن جائے تو علی اسے اجھاس وار جاس سے پاک کر کے پھر کعبہ بنا دے۔

کعبہ اللہ کا طواف کرنے سے ارکانِ حج کا ایک رکن آدا ہوتا ہے جبکہ علی رضی اللہ عنہ کی زیارت ہزاروں حجوں کے ثواب کے مترادف ہے۔

کعبہ اللہ کو دیکھنے سے کہے والے کی یاد آتی ہے۔ مگر علی رضی اللہ عنہ کو لینے سے کہے والا مل جاتا ہے۔ لوگ دُور دُور سے کعبہ شریف کی زیارت کو حاضر ہوتے ہیں مگر کعبہ علی رضی اللہ عنہ کے قلماموں کا استقبال کیا کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کعبہ بھی محترم ہے اور علی رضی اللہ عنہ بھی محترم ہے۔ مولد بھی محترم ہے اور پیدا ہونے والا بھی محترم ہے۔ کعبہ بھی مکرم ہے اور علی رضی اللہ عنہ بھی مکرم ہے۔ کعبہ بیت اللہ ہے اور علی رضی اللہ عنہ اسد اللہ ہے۔ کعبہ بھی عظیم ہے اور علی رضی اللہ عنہ بھی عظیم ہے۔ کعبہ شریف میں پیدا ہونے کا اعزاز جو جنابِ حیدر کرار کو حاصل ہوا اُس سے کہیں بڑھ کر شرف کہے کو علی رضی اللہ عنہ کی ولادت سے حاصل ہوا، علی رضی اللہ عنہ کی عزت افزائی کہنے نے کی اور کہے کو معزز علی رضی اللہ عنہ نے کیا۔ علی رضی اللہ عنہ کو شرف ولادت کعبہ میں حاصل ہوا اور اس سعادت سے مشرف کہے کو علی رضی اللہ عنہ نے کیا۔ کہے کا اعزاز علی رضی اللہ عنہ ہے اور علی رضی اللہ عنہ کا اعزاز کعبہ ہے۔ علی رضی اللہ عنہ خدا کے گھر میں پیدا ہوتا ہے اور خدا علی رضی اللہ عنہ کے گھر سے ملتا ہے۔

بعد تلاش نہ کچھ وسعہ نظر سے ملا نشانِ منزلِ حضورِ زابیر سے ملا علیؑ لے تو لے خانہ خدا سے ہمیں خدا کو دھوڑا تو وہ بھی علیؑ کے گھر سے ملا

مظہر الحجاب، امامِ زمن، شاہِ خیر حسن

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

یومِ شہادت..... ۱۲ رمضان المبارک ۶۱ھ

ملکِ محبوبِ الرسول قادری ☆

اسم گرامی علیؑ لقب مرتضیٰؑ اسد اللہ اور حیدر ہیں جبکہ کنیتیں ابو ترابؑ ابو الحسن اور ابوالمحسن ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار کا نام ابو طالب جو جو ہاشم کے نامور سردار اور سرور کائنات رضی اللہ عنہ کے چچا تھے والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے۔ جب حضرت فاطمہ بنت اسد نے رحلت فرمائی تو خود امام الانبیاء رضی اللہ عنہ نے اپنی کھن اٹار کر انہیں اس کا کفن دیا اور قبر میں خود لیت کر اس کو برکت عطا کی۔ حضرت سل بن سعد کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی کنیت "ابو تراب" بہت پسند تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ بارگاہِ رسالت رضی اللہ عنہ کی خاص ثنایت تھی۔ ایک دن کسی وجہ سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شکر رنجی کے سبب حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں لیٹ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے دجو و مسود پر مٹی لگ گئی۔ رحمتِ عالم رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور خود اپنے نورانی ہاتھوں سے مٹی جھاڑتے اور فرماتے اٹھو اٹھو ابو تراب اٹھو اٹھو ابو تراب اٹھو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں ۱۳ رجب المرجب کو ہجرت سے دس سال قبل کعبہ اللہ کے اندر پیدا ہوئے۔ حضور رحمتِ عالم رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے آنکھیں تک نہ کھولیں جب آنکھ کھولی تو چہرہ مصطفیٰ رضی اللہ عنہ سامنے تھا۔ سوموار کے روز حضور رحمتِ عالم رضی اللہ عنہ نے اعلانِ نبوت کیا اور منگل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خدا کی وحدانیت اور مصطفیٰ رضی اللہ عنہ کی رسالت کی گواہی دے دی۔ بچوں میں سب سے

پہلے مسلمان ہوئے۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یحییٰ میں بھی کبھی بت پرستی نہیں کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پرورش خود رسالت مآب رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔ جنگ احد میں آپ رضی اللہ عنہ کو سولہ ذمہ آئے، کئی مرتبہ فزوات میں حضور رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو پرچم عطا فرمایا، فزودہ جھوک کے علاوہ آپ تمام فزوات میں شریک ہوئے اور جھوک میں بھی اس لیے نہ گئے کیونکہ انہیں حضور رضی اللہ عنہ نے اپنا نائب بنا کر مدینہ منورہ میں چھوڑا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جذبہ جہاد نے مجبور کیا تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، رو کر عرض کی کہ آقا رضی اللہ عنہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں۔ فرمایا کہ..... اے علی! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں تمہیں اس طرح چھوڑے جا رہا ہوں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے تھے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں کہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی شب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور رضی اللہ عنہ نے اپنے بستر پر لٹایا۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑے جری، انتہائی شجاع اور انتہائی کے بہادر تھے۔ صاحب زادہ رخت سلطان قادری نے خوب کہا کہ۔

ہمت و جرأت مردانہ کا پیکر حیدر نام بھی جس کا ہے دنیا میں آگیں
جنگ خیر کے موقع پر رعت دو عالم رضی اللہ عنہ نے اہتمام کے ساتھ پرچم اسلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں دے کر کاسمانی و کامرانی کی پیش گوئی فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت کے وہ جوہر دکھائے کہ جس کی مثال ملنا محال ہے۔ باب خیر جیسے بعد میں ۴۰ صحابہ کرام مل کر جمعیت کر دوسری جگہ منتقل کرتے تھے۔ مولانا علی رضی اللہ عنہ نے حج کے وقت اس کو اکیلے پکڑ کر دور پھینکا، نئی ایسے تھے کہ کوئی سوالی کبھی دروازے سے خالی نہ لونا جو آیا امید سے زیادہ دامن بھر کر گیا۔

منع جود و سخا، پیکرِ حلیم و رضا مرکز ہمد و وفا، شرع محمد رضی اللہ عنہ کا امین

اس کے در سے جی دامن کوئی کیسے آئے اس کے سر پر تو سقاوت کا ہے تاج زریں
حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے حضور رضی اللہ عنہ نے یمن کی طرف بھیجا جاہا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ رضی اللہ عنہ مجھے زیادہ تجربہ نہیں شاید میں معاملے طے نہیں کر سکوں گا، یہ سن کر حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس آ، پھر حضور رضی اللہ عنہ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا، الہی اس کے سینے کو روشن کر دے اور زبان کو استقلال مرحمت فرما دیجئے۔ اس کے بعد مجھے معاملات طے کرنے میں کبھی دشواری پیش نہیں آئی۔ پھر وہ مرتبہ پایا کہ حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں طم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت سے پناہ مانگتے تھے جب کوئی معاملہ پیش آجائے اور علی رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوں۔ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے بارگاہ رسالت مآب رضی اللہ عنہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا خیر دار..... "..... علی کی شکایت ہرگز نہ کرنا وہ خدا کے معاملات میں بڑے سخت ہیں....." حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی ایسا نہ تھا جو کہ سکے کہ جو چاہو مجھ سے پوچھو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ خود کہتے ہیں کہ حضور رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ..... "..... مومن تمھ سے محبت رکھے گا اور منافق بغض رکھے گا....." حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم منافق کو علی رضی اللہ عنہ کے بغض سے پہچان لیتے ہیں۔ مواخات مدینہ کے وقت جب حضور رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔ یعنی مہاجرین اور انصار صحابہ میں بھائی چارہ قائم فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ دو بڑے کہ میرے آقا و مولا رضی اللہ عنہ آپ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ..... اے علی رضی اللہ عنہ! تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو..... حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی ایک روایت

امام ترمذی نے نقل فرمائی ہے سرکارِ دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ..... ”جس کا میں محبوب ہوں اس کا علی محبوب ہے“..... ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چار آدمیوں سے محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور خیر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے ان چار آدمیوں میں علیؓ ابوذرؓ مقدادؓ اور حضرت سلمان قاریؓ جرحہ شامل ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق کے ساتھ علی ہے اور علی کے ساتھ حق ہے۔ آپ ﷺ ہی کا ارشاد گرامی ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ..... ”..... مختلف لوگ مختلف درختوں کی شاخیں ہیں لیکن میں اور علیؓ ایک ہی درخت سے ہیں.....“

طبرانی میں مختلف صحابہ کی روایت موجود ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی جو علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علی سے بغض رکھے تو بھی اس سے نفرت فرما۔ حضرت علیؓ پر خارجیوں میں سے ایک خارجی نامراد عبدالرحمن ابن ملجم المرادی نے ۱۸ء رمضان المبارک کو صبح کی نماز کے وقت کونڈ کی جامع مسجد میں حملہ کیا اور شدید زخمی کر دیا، آپ نے شب یک شنبہ ۲۱ رمضان المبارک کو شہادت پائی۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ

کے را میسر نہ شد این سعادت بہ کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت
ساجزادہ رفعت سلطان قادری نے کیا خوب کہا ہے
علمت نشان ہے دہر تو ہے روشنی علیؓ لڑاں ہے جس سے موت بھی، وہ زندگی علیؓ

☆☆

جسے علیؓ کی ولایت کا اعتراف نہیں ہزار سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن میں حج کا احرام دل میں بغض علیؓ یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

مولودِ کعبہ حیدر کرار رضی اللہ عنہ

علامہ غفرلہ عباس قادری ☆

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اسلام میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں اور یہ بھی ساری امت کے علم میں ہے اور خلقِ علیہ ہے کہ حیدر کرار رضی اللہ عنہ وہ عظیم ہستی ہیں جن کو بیت اللہ میں ولادت پانے کا شرف حاصل ہے۔ اور یہ واقعہ کوئی حادثاتی طور پر رونما نہیں ہوا بلکہ رب العالمین کی بارگاہ میں یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ حسین کریمین کے بابا اور سیدہ زہرا جرحہ کے سر کے تاج صاحب ذوالفقار حیدری، شہنشاہِ ولایت، بابِ مدینہ اعظم، امیر المؤمنین حضرت علیؓ کو رحمہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت کعبہ معظمہ میں ہوگی۔

اور آج کچھ جاہل، بدہامن اور کور ہامن لوگ اس بات پر مصر ہیں کہ حضرت علیؓ مولودِ کعبہ نہیں ہیں۔ چاہے کو ہوتا مرضی بُرا کہہ چاہے کی روشنی اور نور میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا مگر کہنے والے کے مبلغِ علمی، ہدما فی اور حقائق سے نا آشنائی کا اندازہ ضرور ہو جاتا ہے۔

۱۔ امام حاکم المسند رک میں نقل کرتے ہیں۔

ابن علیہا اول من ولد من بنی ہاشم فی جوف الکعبہ

یعنی ہاشم میں حضرت علیؓ ہی وہ صاحبِ شرف ہیں جو بیت اللہ کے اندر پیدا

ہوئے۔

۲۔ اور حریدہ لکھتے ہیں کہ:

ابن الہاشم تو ائمتہ ابن علیہا ولد فی جوف الکعبہ۔

(المسند رک ج ۳ صفحہ ۴۷۳)

انہیں الفاظ کو علی محمد الصلابی اپنی کتاب علی بن ابی طالب میں نقل کرتے ہیں کہ امام حاکم نے لکھا ہے کہ یہ بات تواتر کی حد تک پہنچی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ عظیم اہل بیت ہیں جو کہ "مولود کعبہ" ہیں۔

۳۔ صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں۔

إن عليا ولدا داخل البيت الحرام في يوم الجمعة ليلة الثالث عشر من شهر رجب قبل الهجرة بعشرين سنين۔ (أسد الغابہ ج ۳ صفحہ ۱۸۲)

حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ عنہ بیت اللہ کے اندر پیدا ہوئے اور آپ بحث مصطفیٰ ﷺ سے دس سال پہلے ۱۳ رجب بروز جمعہ المبارک دنیا میں تشریف لائے۔

۴۔ اسی طرح صاحب ازالۃ الخفاء تحریر کرتے ہیں کہ:

عام الفیل کے تیس برس بعد جبکہ حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک تیس برس تھی۔ ۱۳ رجب کو جمعہ کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ (ازالۃ الخفاء) ۵۔ سیرت سیدنا علی المرتضیٰ کے مصنف محمد حبیب القادری یوں رقم طراز ہیں۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی پیدائش کے تیسویں سال پیدا ہوئے۔ یوں آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم سے تیس برس چھوٹے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی۔ (سیرت علی المرتضیٰ صفحہ ۲۷)

جیسا ہم نے کہا کہ آپ کے "مولود کعبہ" ہونے کا فیصلہ پہلے ہو چکا تھا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت کی خبر الہامی کتابوں میں آچکی تھی۔ شیخ مفید بیان کرتے ہیں کہ یمن میں ایک زاہد رہتا تھا جو ہر وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہتا تھا۔ اس زاہد کا نام "مشرم بن وحیب" اور یہ زاہد یمن کے نام سے مشہور تھا۔ اس کی عمر ایک سو نوے سال تھی اور اکثر اوقات یہ دعا کرتا تھا کہ الہی! اپنے حرم سے کسی بزرگ کو بھیج تاکہ میں اس کی زیارت کر سکوں۔

اس زاہد کی دعا قبول ہوئی۔ ابو طالب تجارت کے لئے یمن تشریف لے گئے اور اس زاہد سے ملاقات ہوئی۔ زاہد نے جب آپ کو دیکھا تو نہایت ادب سے پیش آیا اور پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ حضرت ابو طالب نے کہا کہ میں تہامہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ کون سے تہامہ کے؟ آپ نے بتایا کہ مکہ مکرمہ۔

زاہد نے پوچھا کہ آپ کا تعلق کس قبیلہ سے ہے۔ ابو طالب نے جواب دیا کہ میرا تعلق بنی ہاشم بن عبد مناف سے ہے۔ زاہد نے جب یہ سنا تو بے اختیار آگے بڑھ کر بوسہ لیا اور کہا الحمد للہ میری دعا قبول ہوئی اور مجھے حرمین کے خادم کی زیارت نصیب ہوئی۔

زاہد نے آپ کا اور آپ کے والد کا نام پوچھا تو آپ نے بتایا کہ میرا نام ابو طالب اور میرے باپ کا نام عبدالمطلب ہے۔

زاہد نے عبدالمطلب کا نام سنا تو بے اختیار اس کی زبان سے یہ نکلا کہ میں نے الہامی کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کے دو پوتے ہوں گے جن میں سے ایک نبی ہوگا اور دوسرا اللہ کا ولی ہوگا۔ اور ان کا جو پوتا نبی ہوگا اس کے والد کا نام عبد اللہ اور جو ولی ہوگا اس کے والد کا نام ابو طالب ہوگا۔

جب نبی تیس سال کے ہو جائیگے اس وقت اللہ کا یہ ولی پیدا ہوگا۔

زاہد نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں پوچھا تو ابو طالب نے بتایا کہ میرے بھائی عبد اللہ کا بیٹا "محمد" رضی اللہ عنہ انیس برس کی عمر کو پہنچ چکا ہے۔ زاہد نے کہا آپ جب واپس جائیں تو انہیں میرا سلام کہیں اور یہ بھی کہیں کہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ جب وہ نبی دنیا سے پردہ فرما جائیں گے تو پھر آپ کے بیٹے کی ولایت ظاہر ہوگی۔ ابو طالب نے یہ سن کر کہا کہ میں اس حقیقت کو کیسے جان سکتا ہوں؟

اس زاہد نے کہا: آپ وہ چیز چاہتے ہیں جس سے میری سچائی کا علم ہو؟

ابوطالب نے ایک سوکھے ہوئے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

مجھے اس درخت سے تازہ انار چاہئیں؟

راہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہِ الہی میں عرض کیا کہ اے اللہ! میں نے نبی اور ولی کی تعریف کی ان کے صدقے میں مجھے تازہ انار عطا فرما۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے درخت ہرا بھرا ہو گیا اور اس پر تازہ انار پک گئے۔ ابوطالب نے وہ انار کھایا اور اس عابد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے واپس کہ روانہ ہو گئے۔

(سیرت علی: صفحہ ۱۸)

شیخ مفید نے اس روایت کو مستند ذرائع سے روایت کیا ہے جس سے حضرت سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی ولایت و ولادت کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ رب العالمین ہمیں حیدر کرار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ والہانہ محبت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دشمنانِ علی کے شر سے اسلام اور اہل اسلام کو محفوظ فرمائے۔

آج تک جس نے بھی اللہ والوں کے ساتھ بغض رکھا ہے۔ اس کا انجام ہمیشہ ہارت ناک ہوا ہے۔ حیدر کرار کے مولود کعبہ ہونے کا انکار بھی بغضِ علی ہے اور جس نے آپ سے بغض رکھا اللہ و رسول ﷺ کی ناراضگی اور دلوں جہانوں کا خسارہ اس کا مقدر بنا۔ ربِّ کریم ایسی فکر اور سوچ سے محفوظ رکھے ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور ہدایت و عرفان کے باب میں اسی کی طرف رجوع کے متحیی ہیں۔

وَقَالِکَ بِکَعْبَہ مَرْتَلًی شَد بیدا
در ارض و سما جلوہ نما شد بیدا
جبریل ز آسمان فرد و آمد و گفت
فرزندِ بخاتہ خدا شد بیدا

(خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ)

لا فتاح الاعلیٰ لاسیف الا ذوالفقار

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب

مہاں محمد صادق قسوری ☆

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا مشکل کشا کی ولادت مبارک ۱۵ اکتوبر ۵۹۹ء مطابق ۱۳ رجب المرجب عام الفیل سے تیس برس بعد اندرون کعبہ مکہ مکرمہ ہوئی۔ اس شرف و فضیلت میں آپ سے پہلے کوئی شریک نہیں ہوا۔

کے را میسر بعد ایں سعادت کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت حضور سید دو عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے آپ کو نہلایا، نام رکھا اور اپنا لعاب دہن آپ کے دہن میں ڈالا۔ بچپن سے ہی اپنی کفالت میں لے لیا۔ تربیت فرمائی یہاں تک کہ خلعت نبوت عطا ہوئی تو آپ ایمان لائے۔

آپ کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح ہے۔ سیدنا علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ کے دوسرے امام و شیخ ہیں اور خلفائے راشدین میں چوتھے خلیفہ ہیں۔ آپ کے فضائل و مناقب میں بے شمار آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

وَمَنْ النَّاسِ مَنْ يَشْعُرُ نَفْسَهُ بِرُفْعَةٍ
مَنْزَلَتِ اللّٰهُ وَكَانَ رُؤْفَىٰ بِمُؤْمِنِهِ
”کوئی آدمی اپنی جان بچتا ہے اللہ کی مرضی چاہتے ہیں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔“ (پارہ ۲ سورۃ البقرہ ۲۵۷)

☆ خلیفہ ہجرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان ٹانوی رحمہ اللہ (مفتون مہاوالی)

پوشل ایڈریس: مقام دلاکھنؤ نوج کلاں ضلع قصور 0306-4469496

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا
وَيُزَيِّنُهَا لِيَوْمٍ عَظِيمٍ

(پارہ ۲۹، سورۃ الدھر: ۸)

”وہ جو اپنے مال کی خیرات کرتے ہیں
رات میں اور دن میں چھپے اور عابران
کے لئے ان کا نیک بدلہ ہے ان کے
رہ کے پاس، ان کو نہ کچھ اندیشہ ہے
نہ کچھ غم۔“

(پارہ ۱۳ البقرہ: ۲۷۴)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا كَتَبْنَا فِي الْكِتَابِ
الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ مِنْ أَمْرٍ مُبِينٍ
لَكُمْ عَمَلُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَآثِرُ مُبِينَةٌ
فَإِذَا دُعِيتُمْ إِلَى صَدَقَاتِ اللَّهِ فَاتَّقُوا اللَّهَ
الَّذِي هُوَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

(پارہ ۲۸ سورۃ المائدہ: ۱۲)

اور بہت سہرا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ
ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

آیات کریمہ کے بعد اب احادیث مبارکہ نقل کی جاتی ہے۔

۱۔ بخاری و مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں جب آپ کو مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا (اور دیگر
مجاہدین کے ساتھ نہیں لیا) تو آپ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے
یہاں بچوں اور عورتوں پر اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے جواباً
ارشاد فرمایا ”کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ میں تمہیں اس طرح چھوڑے جاتا
ہوں جس طرح موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے تھے بس فرق صرف اتنا
ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“ (اس حدیث کو احمد، بزار اور دیگر صحابہ نے

روایت کیا ہے)۔

۲۔ بخاری اور مسلم نے کھل بن سعد سے روایت کی ہے کہ جنگ خیبر کے زمانے
میں ایک روز حضور سیدہ دو عالم رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا، میں کل پرچم اسلامی اس شخص کے
حوالہ کروں گا جس کے ہاتھ سے ان شاء اللہ خیبر فتح ہو جائے گا۔ وہ شخص اللہ اور اس
کے رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ بھی اس سے راضی
ہے رات کو لوگ بہت دیر تک اس بات پر غور و خوض کرتے رہے کہ دیکھئے کل صبح کو کس
کو علم حیات ہو۔ صبح ہوئی ہر شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہر ایک
کے دل میں یہی خواہش موجزن تھی کہ شاید فرمائیے حاصل ہو جائے۔ جب تمام صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ صحابہ نے
عرض کیا کہ وہ آشوبِ جنم میں مبتلا ہیں اس وجہ سے حاضر خدمت نہیں ہوئے، حضور
قدس ﷺ نے فرمایا انہیں فوراً بلا لو، جس وقت آپ تشریف لائے تو حضور ﷺ نے
آپ کی آنکھوں پر اپنا لحاب دہن (شریف) لگا دیا جس سے آپ کی آنکھیں فوراً ابھی
ہو گئیں (اور پھر تازیت دیکھتے نہیں آئیں) اس کے بعد حضور ﷺ نے علم لکھ کر آپ
رضی اللہ عنہ کو ہی مرحمت فرمایا اور ہم سب غور و خوض کرتے ہی رہ گئے۔“ (طبرانی نے اس
حدیث کو احمد صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے)۔

۳۔ صحیح مسلم میں سعد بن وقاص سے روایت ہے کہ کہ جس وقت یہ آیت
(مہلبہ) نازل ہوئی۔ تَدْعُ الْبَنَاءَ نَا فَابْنَاءَ كُمْ (آل عمران: ۶۱) تو رسول اللہ ﷺ
نے حضرت علی، حضرت فاطمہ الزہراء، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر دُعا
کی کہ یا اہلی یہ میرے کنبہ کے لوگ ہیں۔

۴۔ ترمذی نے ابیہرحمہ رضی اللہ عنہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول
اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کا میں ”صاحب“ (مولا) ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے
”صاحب“ (مولا) ہیں۔ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی لکھا ہے۔ بعض راویوں کا
کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اہلی جو شخص علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے تو

بھی اس سے محبت رکھ اور جو علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔

۵۔ احمد نے ابو الطھیل سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک وسیع مقام پر لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ”ہیم غدیر خم“ کے موقع پر میری نسبت کیا ارشاد فرمایا تھا۔ اس مجمع سے تمہیں آدمی کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضرت رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔

”میں جس کا ”مولا“ ہوں علی بھی اس کے ”مولا“ ہیں۔ الٰہی اعلیٰ سے جو محبت رکھے اس سے تو بھی محبت فرما اور جو علی سے بغض رکھے اس سے تو بھی دشمنی رکھنا۔“

۶۔ ترمذی اور حاکم نے بریدہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے یہ خبر بھی دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ان کے نام بتا دیجئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ان میں ایک علی ہیں باقی تین حضرات کے سلسلہ میں کہا جاتا ہے کہ وہ تین حضرات یہ ہیں۔ حضرت ابوذر، حضرت مقداد اور حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ)۔

۷۔ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔“

۸۔ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین روضہ مواخات قائم کرایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ چشم گریاں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان روضہ مواخات قائم فرمایا (ایک دوسرے کو بھائی بتایا) مگر میں یوں ہی رہ گیا (آپ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بتایا) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

”تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔“

۹۔ ابو یعلیٰ اور ابو ہریرہ نے سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”جس نے علی رضی اللہ عنہ کو اذیت دی اس نے خود مجھے اذیت دی۔“

۱۰۔ طبرانی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب سرکار ﷺ فسطح کی حالت میں ہوتے تھے تو سوائے حضرت علی کو کہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے کسی کی مجال نہیں تھی کہ آپ ﷺ سے گفتگو کر سکے۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوسرے ہی دن تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے سوا مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ہراد لے کر کہہ کر رہ گئے۔ ہرے پچھے اور یہاں پہنچ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کیا جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی تو آپ بھی عراق تشریف لے گئے۔ ہرے راستے میں ہی پڑتا تھا۔ یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت طلحہ، حضرت عائشہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم سے آمنا سامنا ہوا اور یہاں جنگ ہوئی۔ یہ لڑائی ”جنگ جمل“ کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ طرفین کے تیرہ ہزار مسلمان کام آ گئے۔ یہ واقعہ بحادی الاغری ۳۶ھ مطابق ۶۵۲ء میں پیش آیا۔ ہرے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چندہ دن قیام فرمایا اور پھر کوفہ تشریف لے گئے۔

آپ کے کوفہ پہنچنے کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرتے ہوئے آپ پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ آپ اپنی فوج لے کر آگے بڑھے اور طرفین کی فوجوں کے درمیان کی رو تک نہایت خون ریز جنگ ہوئی رہی۔ یہ جنگ ”جنگ صفین“ کے نام سے مشہور ہے۔ جو صفر ۳۷ھ مطابق ۶۵۷ء میں ہوئی۔ بعدہ جنگ ایک صلح پر ختم ہوئی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملک شام کو اور حضرت

علی المرتضیٰ کو کوفہ تشریف لائے۔ کوفہ تشریف لانے پر خارجی لوگ آپ کی اطاعت سے علیحدہ ہو گئے اور آپ کو خلافت کا انکار کر کے سرکشی شروع کر دی۔ یہی نہیں بلکہ لشکر جمع کر کے چڑھائی کر دی۔ جب آپ نے خارجیوں کی یہ حالت دیکھی آپ نے بھی ان خوارج کی سرکوبی کے لئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ فرمایا جو خوارج پر غالب آیا۔ ان خوارج میں بہت سے تابع ہو کر کوفہ واپس آ گئے اور کافی سارے وہاں سے ہماگ کر نہروان چلے گئے اور وہاں جا کر مسلمانوں کی بستیوں پر حملے اور مابہرئی کرنے لگے۔ اس فتنے کے انسداد اور قلع قمع کے لئے سیدنا علی المرتضیٰؓ ۳۸ھ مطابق ۶۵۸ء میں ایکہ فوج لے کر نہروان تشریف لے گئے اور ان خوارج کا قتل کیا۔ ان مقتول خارجیوں میں زید العبدیہ بھی مارا گیا جس کے بارے میں آگائے دو جہاں علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ ”یہ وہ بد نصیب خارجی ہوگا جو خروج کرے گا اور اس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی مانند ہوگا اور مومنین کی بہترین جماعت اس کو قتل کرے گی۔“

سیدنا علی المرتضیٰؓ کے کمالات و فضائل مسلم ہیں۔ سراج الامت امام آلامہ حضرت سیدنا امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں ”لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت علیؓ ہیں۔ اس طرح سیدنا غوث الاعظمؒ ”نقیۃ العالمین“ میں ارشاد کرتے ہیں۔

”عقیدہ اہل سنت و جماعت اس بات پر ہے کہ بے شک امت محمدیہ سب اہل بیت سے افضل ہے اور تمام امت محمدیہ میں عشرہ مبشرہ افضل ہیں اور وہ دس شخص یہ ہیں۔“

ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زید و عبدالرحمن بن عوف و سعد و سعید و ابو سعید الخدری، اور ان دسوں میں افضل خلفائے راشدین ہیں۔ ان چاروں حضرات میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علیؓ ہیں۔

آپ کی مقدس ذمگی اخلاقیات کا حسین مرقع ہے۔ قدرت نے آپ کو اخلاق حسنة کا نیکو بنایا تھا۔ آپ نے ایک امتیازی حیثیت کے مالک ہونے کے باوجود کبھی دوسرے سے اپنے کو ممتاز تصور نہیں کیا۔ ہمیشہ خندہ پیشانی اور انکساری کی ذمگی بسر کرتے رہے۔ عام لوگوں کی طرح گھر کے کام بھی کر لیا کرتے تھے، اپنے ہاتھ سے پٹے ہوئے کپڑوں میں بچہ بھی لگا لیا کرتے تھے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے خدقِ کھودنے کا حکم دیا تو سیدنا علی المرتضیٰؓ نے ایک معمولی مزدور کی طرح کام کیا، خود ہی کھودتے تھے اور خود ہی مٹی اٹھا کر باہر پھینکتے تھے اور اگر کوئی بڑا پتھر سامنے آجاتا تو اپنی خدا داد قوت سے اس کو ریزہ ریزہ کر دیتے تھے۔

آپ ﷺ بڑے عظیم و کریم تھے۔ کبھی کسی سے ناراض نہیں ہوتے تھے۔ اگر کسی سے کوئی غلطی بھی ہو جاتی تو رحم و کرم سے درگزر فرماتے تھے، حضرت ابوذر غفاریؓ کا بیان ہے کہ ”حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ بڑے اولوالعزم، بلند ہمت اور صادق البیان، نرم طبیعت اور خوش طبع تھے۔ فریاد و نوازی کا جذبہ آپ کے دل میں سمندر کی طرح گہریں مارا کرتا تھا، اپنے گھر سے دور دور جا کر غریبوں، مسکینوں، محتاجوں، ضعیفوں اور ابا انہوں کی خدمت و اعانت فرمایا کرتے تھے۔ مریضوں کی عیادت بھی معمولاتِ ذمگی سے تھی۔“

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ ”سیدنا علی المرتضیٰؓ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر ہیں۔ اسی وجہ سے لوگ انہیں ”افہم الناس“ (لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر) کہتے ہیں۔“

آپ ”غزوۂ تبوک“ کے سوا تمام غزوات میں حاضر و شامل رہے اور بڑے بڑے سرداروں کو موت کے گھاٹ اتارا، ایک دن آپ اور زبیر بن عوامؓ نے بنو قریظہ کے سات سو آدمی قتل کئے۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کی جنگِ خیبر میں جب مہمسان کا دن چڑنے سے ڈھال کٹ کر گر پڑی تو جوشِ جہاد میں آپ ﷺ آگے

بڑے اور قلعہ خمیر کا چمکانک اکھاڑ ڈالا اور اس کے کواڑ کو ڈھال بنا کر دشمن کی کھواروں کے دار روکتے رہے۔ یہ دروازہ اتنا ڈھنی تھا کہ جنگ کے خاتمے کے بعد چالیس آدمی مل کر بھی اس کو نہیں اٹھا سکتے تھے۔

شاہ مرداں شیر یزدان قوت پروردگار لافنی الا علی لا سیف الا ذوالقدر
آپ نے نبی کریم ﷺ سے پانچ سو چھیالیس حدیثیں روایت کی ہیں اور آپ کے لڑائی اور فیصلوں کا اصول محمود اسلامی علوم کے خزانوں کا بہترین اور قیمتی سرمایہ ہے۔ سیدنا قاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ”حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں۔“ اور کبھی یوں بھی ارشاد کرتے تھے کہ ”میں ایسے مقدمہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جس کا فیصلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی نہ کر سکیں۔“

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے سوا کوئی ایسا صاحب علم نہیں جو یہ کہہ سکے کہ ”جس کو جو کچھ پوچھا ہو مجھ سے پوچھ لے۔“ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور جو اپنے علم و فضل کے اطلالیہ کہا کرتے تھے کہ ”حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جیسا زیادہ فرائض کا جاننے والا اور معاملہ فہم کوئی شخص بھی نہیں ہے۔“ اور سیدنا مشکل کشا مولا علی رضی اللہ عنہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ”میں اگر چاہوں تو سورۃ قاحح کی تفسیر سے چالیس اوٹوں کو کتابوں سے لا دوں۔“

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دونوں حضرات شاعر تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شعر و شاعری کا شغف فرماتے لیکن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان تینوں سے زیادہ اشعار کہا کرتے تھے۔ فصاحت و بلاغت کے میدان میں اہل عرب اپنے مقابل کو خاطر میں نہیں لاتے تھے اور برجستہ اشعار کا زبان سے ادا ہو جانا ایک عام بات تھی لیکن شاعری میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حیثیت منفرد اور اعلیٰ تھی۔ چنانچہ اکثر تواریخ اور سیرت کی کتابوں میں آپ کے بے شمار حمد و نعت اور رجز کے اشعار ملتے

ہیں۔ بعضی سے روایت ہے کہ آپ کے پاس ایک ایسا شخص بیٹھا تھا جس کی صحبت و ہم نشینی آپ کی طبع پر گراں تھی، اس وقت آپ نے یہ اشعار کہے۔

ولا تصعب اعلم الجول ولماک وایما فکرم من جامل اروی حکیمنا حسن اعلم
”جاہلوں کی صحبت مت اختیار کر ان سے بچ، بہت سے جاہلوں نے اس دانش مند کو جہاد کر دیا جس نے ان سے دوستی کی۔“

یعیس البدر بالمرہ لانا ما ہوا مافنا وللشہ من الشی معامس واشیاء
”دو آدمی جب ساتھ ساتھ چلیں تو ایک دوسرے پر قیاس کیا جاتا ہے کہ چیزیں ایک دوسرے کے لئے عیاس اور مشابہہ ہوتی ہیں۔“

قیاس التعل بالتعل لانا ما ہو ما زنا وللقب علی القلب دلیل حین یلقا
”اور جتنا دوسرے جوتے سے جب ہی اندازہ کیا جاتا ہے جب بمقابلہ کیا جائے جب دو دل ملتے ہیں تو ایک دوسرے سے راہ ہوتی ہے۔“

عزہ بن حبیب الزیات نے کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار بھی کہے تھے۔

ولا تفلس مریک إلا إلیک فلیکل لکلی نصیباً
فانی رأیت طوائف الرجال لا یصلون إلیما نصیباً
”اپنا راز سوائے اپنی ذات کے کسی پر ظاہر نہ کرنا کہ ہر ایک نیک خواہ کے لئے نیک خواہ موجود ہیں اور میں نے بہت سے گمراہ لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ کسی کمال کو بھی سمجھ نہیں چھوڑتے (حبب جوئی کرتے ہیں)۔“

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فخر میں کامل تھے اور قناعت کا انتہائی مرجع آپ کو حاصل تھا۔ آپ عموماً تین چار دن کے بعد افطار فرمایا کرتے تھے اور کبھی کبھی تو نو نو دن تک افطار کی نوبت نہ آتی تھی تاہم ایک مٹھی جو کے ستو اور ایک چلو پانی سے زیادہ نوش نہیں فرماتے اور حتی الوح اس راز کو چھپاتے رہتے تھے۔ آپ نہایت صابر، صادق، متقی

اور باعظمت تھے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ترقیب دیتے اور اپنے پراثر مواظب سے مسلمانوں کے سخت دلوں کو نرم بنا کر ادبِ رشد میں داخل فرما لیتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ میں فقر و پرہیزگاری کو نہایت عزیز رکھتا ہوں اور فقراء سے محبت ہے کیونکہ خدا پرست کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرنی چاہیے۔

آپ اظہار کے وقت اس قدر روتے کہ آپ کا لباس مہارک تر ہو جاتا۔ روزہ آپ کو بہت ہی مرغوب تھا۔ فرمایا کرتے تھے "کہ میں نے بھوک میں وہ لذت پائی جو احلامِ جان سے باہر ہے۔" بھوک مجھے کیوں نہ مرغوب ہو؟ جب کہ خیرِ خدا ﷺ بھوک اور فقر کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اظہار کے بعد میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ میں معلوم میرا رزقِ حلال یا حرام ہے۔ بصورتِ حلال ہونے کے میں معلوم کہ اس کے حساب سے کیونکر عہدہ برآ ہوں گا اور بصورتِ حرام ہونے کے میں معلوم کتنا طراب ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ روزِ حشر علی ﷺ کا کیا حال ہوگا۔

آپ کا اتنا اکسار اور اس قدر گریہ و زاری محبوبِ قس سے واقف ہونے کی بناء پر تھی۔

ایک مرتبہ آپ کوفہ کی مسجد میں عظیم اور عبادت و ریاضت میں معروف تھے۔ ایک غریب نابینا بھی اسی مسجد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ آپ اس کی فریبی و مصیبت کی وجہ سے بہت متاثر ہوئے اور جب روساء کوفہ میں سے کسی کے یہاں دعوت ہوتی تو روزے کا عذر کر کے اپنا کھانا اس کے لئے لے آیا کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک روز وہ نابینا امام عالی مقام حسن بن علی المرتضیٰ ﷺ کے یہاں شرقاً و اکابرینِ شہر کے ساتھ مدعو تھا۔ امام حسین ﷺ نے چشمِ خود دیکھا کہ وہ دسترخوان پر عہدہ اور لذیذ کھانوں کو طیبہ رکھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عزیز من! تم کھانا کھا لو اگر لے جانا چاہے ہو تو اور کھانا موجود ہے، اس نے جواب دیا کہ یہ کھانا میں اپنے مشفق و مہربان کے لئے لے جانا چاہتا ہوں۔

امام حسین ﷺ نے پوچھا کہ تمہارا مشفق کون ہے؟

اس نے کہا کہ میرا مشفق دائم الصوم اور شب بیدار ہے۔

امام نے فرمایا کہ اور زیادہ واضح کر دو تا کہ اچھی طرح معلوم ہو جائے۔

اس نے کہا کہ وہ بھوکوں کو آسودہ اور لوگوں کو پھر و نصیحت سے مستفید کرتا ہے۔

امام نے مزید کہا کہ مزید وضاحت کر دو تا کہ واضح ہو جائے۔

اس نے کہا کہ جب وہ گھیر کھتا ہے تو دیوار، درخت، حجر اور ڈھیلے اس کے ہم زبان ہوتے ہیں اور اظہار کے وقت ایک مٹی بھر جو کے ستو اور ایک چلو پھر پانی پر

اکٹا کرتا ہے۔ چنانچہ میں اسی پار و قدار کے لئے یہ کھانا آپ کی مہارکِ مظل سے لے جانا چاہتا ہوں۔

اس واقعہ کو سنتے ہی امام حسین ﷺ بہت روتے اور فرمایا اے عزیز دوست! جس کے اوصاف تم نے بیان کئے وہ میرے والد بزرگوار حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب ﷺ ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کے چند خلفائے تھے جن کے اسامہ گرامی یہ ہیں۔

حضرت امام حسن ﷺ، حضرت امام حسین ﷺ، حضرت کبیل بن زیاد، حضرت خواجہ ابیسن قرنی، حضرت قاضی ابوالقاسم شرح بن ہانی، زید الحارثی، حضرت خواجہ حسن بھری۔

چار سال آٹھ ماہ ۹ دن خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد ۱۲ رمضان المبارک ۴۰ھ مطابق فروری ۶۶۱ء کو علی الصبح بیدار ہو کر اپنے صاحبزادے حضرت حسن ﷺ سے فرمایا کہ رات میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی ہے کہ آپ کی امت نے میرے ساتھ کردی اختیار کی ہے اور سخت نزاع برپا کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں مجھ سے فرمایا کہ "تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو" چنانچہ میں

نے بارگاہ رب العزت میں اس طرح دعا کی کہ:

”الہی! مجھے تو ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور میرے بجائے ان لوگوں کو ایسے شخص سے واسطہ ڈال جو مجھ سے بدتر ہو۔“

ابھی آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اگلے میں ابن ہاج موذن نے آکر آواز دی۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ چنانچہ آپ نماز پڑھانے کے لئے گھر سے چلے۔ راستے میں آپ لوگوں کو نماز کے لئے آواز دے دے کر چکاتے جاتے تھے کہ اگلے میں ابن ہاج خارجی سے سامنا ہوا اور اس نے اچانک آپ پر تلواریں بھرا دیں۔ دارا کا شدید تھا کہ آپ کی پیشانی تک کٹ گئی اور تلواریں دماغ پر جا کر زخمی اتنی دیر میں چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور قاتل کو پکڑ لیا۔

دلم بہت کاری تھا سیدنا علی المرتضیٰ رحمہ اللہ جمعہ و ہفتہ تک بیدار رہے مگر اتوار کی شب میں آپ کی روح بارگاہ اقدس میں پرواز کر گئی۔ حضرت امام حسن رحمہ اللہ اور حضرت امام حسین رحمہ اللہ اور عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ نے آپ کو غسل دیا۔ امام حسن رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور نجف اشرف میں آخری آرام گاہ بنی۔ ابن ہاج کے جسم کے ٹکڑے کر کے ایک ٹوکری میں رکھ کر آگ لگا دی گئی اور وہ جل کر خاکستر ہو گیا۔

ارشادات قدسیہ

۱۔ حقہ بنی الہی صہا کہتے ہیں کہ جب ابن ہاج نے آپ پر تلوار کا وار کیا یعنی جب آپ رحمہ اللہ زخمی ہو گئے تو حضرت امام حسن رحمہ اللہ روتے ہوئے آپ رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں آئے تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: بیٹے میری ان چار ہاتھوں کے ساتھ چار ہاتھیں یاد رکھنا۔ حضرت حسن رحمہ اللہ نے عرض کیا وہ کیا ہیں۔ فرمایا: آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”سب سے بڑی تو گری محل کی توانائی ہے، حماقت سے زیادہ کوئی مغفلی اور جھگڑتی نہیں، فرد و کبر سب سے سخت و سخت ہے اور سب سے عظیم خلق، کرم ہے۔ امام حسن

رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ دوسری چار ہاتھیں بھی فرما دیجئے، آپ نے فرمایا ”حق کی محبت سے بچو، کیونکہ وہ تم کو نفع پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے، لیکن پہنچ جاتا ہے ضرر، جھوٹے سے پرہیز کرو کیونکہ وہ بعید کو قریب اور قریب کو بعید کر دیتا ہے، بخل سے اعراض کرو کیونکہ وہ تم سے ان چیزوں کو چھٹا دے گا جن کی تم کو احتیاج ہے، قاجر سے کنارہ کش رہو کیونکہ وہ تمہیں تھوڑی سی چیز کے بدلے فروخت کر ڈالے گا۔“

۲۔ ابن ہاج کا بیان ہے کہ آپ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا کہ مجھے بتائیے کہ ہمارا رب کب سے ہے، یہ سن کر آپ رحمہ اللہ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا اور آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”وہ ایسا ذات نہیں کہ کبھی نہیں تھا اور پھر ہو گیا، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہر جگہ اور ہر جگہ ہے، نہ اس کی ابتداء ہے اور نہ اس کی انتہا ہے۔ تمام نہایتیں اس سے پہلے ہی قائم ہو جاتی ہیں وہ ہر انتہا کی انتہا ہے۔“ یہ سن کر وہ یہودی اس وقت مسلمان ہو گیا۔

۳۔ جو شخص لوگوں میں انصاف کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرے۔

۴۔ سات ہاتھیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں (شیطانی حرکات ہیں)۔

(۱) بہت زیادہ غصہ (۲) زیادہ جاس (۳) جلد جلد بجائی آنا (۴) تے آنا (۵) گھیر پھون (۶) بول و براز (۷) یاد الہی میں غیب کا غلبہ۔

۵۔ عالم کے سامنے تیرا پڑھنا اور عالم کا تیرے سامنے پڑھنا برابر ہے۔

۶۔ لوگ ایک ایسا زمانہ بھی دیکھیں گے کہ مومن شخص کو غلام سے بھی زیادہ ذلیل سمجھا جائے گا۔

۷۔ انار کے دانے کو اس جمل کے ساتھ کھانا چاہیے جو دانوں پر لپٹی ہوتی ہیں یہ معنی صحت ہے۔

۸۔ زیادہ ہوشیاری و حاصل بدگمانی ہے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا نہایت نقصان دہ ہے۔

۱۰۔ فرصت کو کھوتا بہت بڑی مصیبت ہے۔

۱۱۔ علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو۔

۱۲۔ دنیا داروں کی دوستی ایک معمولی اور ادنیٰ بات سے دور ہو جاتی ہے۔

۱۳۔ حق نہایت زبردست مددگار ہے اور جھوٹ بہت کمزور معاون ہے۔

۱۴۔ مہر ایک ایسی سواری ہے جو کبھی ٹھوکر نہیں کھاتی۔

۱۵۔ شریف عالم تواضع اختیار کرتا ہے اور جب کمینہ باطم ہو جائے تو وہ بڑائی کرنے لگتا ہے۔

۱۶۔ جو شخص نیک سلوک کرنے سے درست نہ ہو وہ بدسلوکی سے درست ہو جاتا ہے۔

۱۷۔ جس شخص کا راز اس کے سینے میں نہیں سا سکتا اس کے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔

۱۸۔ جب رزق کی غلی حیرے اوپر ہو تو بعض مامک اللہ تعالیٰ سے یعنی ”استغفر اللہ“ اور ”کلمہ“ پڑھ کشادگی ہوگی۔

۱۹۔ خاموشی سے آدمی باوقار رہتا ہے اور بے ہودہ گوئی سے علم کا نشانہ بنتا ہے۔

۲۰۔ عقیدے میں شک کرنا شرک کے برابر ہے۔

۲۱۔ عقل مند اپنے آپ کو پست کر کے بلندی حاصل کر لیتا ہے اور نادان اپنے آپ کو بڑھا کر ذلت اٹھاتا ہے۔

۲۲۔ برائیوں سے پرہیز کرنا نیکیاں کمانے سے بہتر ہے۔

۲۳۔ محبت اور غلوں آپس کے قائلے کو کم کر دیتے ہیں۔

۲۴۔ بے موقعہ مزاح و غنی پیدا کرتا ہے۔

۲۵۔ اولیاء اللہ کے سینے اسرار الہی کے عین ہیں۔

امیر المؤمنین سیدنا

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ

علامہ قاری محمد طیب نقشبندی

اہل بیت رسول اکرم ﷺ کے اجتماعی فضائل پر قرآن و حدیث کی نصوص کے بعد مناسب نظر آیا کہ ان کے انفرادی فضائل پر روشنی ڈالی جائے تو یہ سلسلہ داماد رسول شوہر بچوں، قاتح خیر، کعبہ کے گوہر، فاطمہ کے شوہر، علی حیدر شیر خدا تاجدار اہل اقی، مولائے کائنات سید السادات اسد اللہ الغالب، غالب علی کل غالب، امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین سیدنا علی المرتضیٰ کومرہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ذکر خیر سے شروع کیا جا رہا ہے۔ رب العزت اسے راقم الحروف کے لیے ذریعہ نجات اور توشہ آخرت بنائے۔ آمین

حیات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چند نمایاں نقوش

آپ کی سیرت طیبہ اور مکمل سوانح حیات کے لئے راقم الحروف کی کتاب سیرت خلفائے راشدین کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں اس کا خلاصہ عرض کیا جا رہا ہے۔

ولادت

واقعہ قبل سے تیس برس بعد اور ظہور اسلام سے دس برس قبل بقول امام حاکم کعبہ شریف کے اندر ۱۳ رجب بروز جمعہ المبارک آپ ﷺ کی ولادت ہوئی۔ آپ ﷺ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے جنہوں نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد رسول کریم ﷺ کی تربیت فرمائی تھی۔ والد کا نام ابو طالب ہے جو نبی کریم ﷺ

☆ معصوم امین معصوم۔ روزِ داخل میں کام کے حوالے سے سند کبھی جانے والے معروف عالم دین۔۔۔ حال عظیم برطانیہ

کے والد حضرت عبداللہ کے ماں باپ دونوں کی طرف سے نیکی بھائی ہیں اور نبی ﷺ کی کفالت بھی انہیں کے سپرد رہی اور قریباً چالیس برس انہوں نے رسول پاک ﷺ کی مدد اور حمایت کا سلسلہ جاری رکھا۔

ترہیت

ابوطالب کثیر العیال تھے بطور نبوت سے قبل کہ میں قتل ہوا۔ ابوطالب کی سفید پوشی اور کثرت عیال کو دیکھ کر ان کے بچے جھڑکے جاساں ﷺ نے اور علی المرتضیٰ ﷺ کو رسول کریم ﷺ نے اپنی کفالت میں لے لیا چنانچہ وہ آپ کی زبرد کفالت و تربیت ہی رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی پر قرآن اتارا اور بطور نبی مبعوث فرمایا۔ گویا حضرت علی ﷺ کی یہ نمایاں خصوصیت ہے کہ انہیں محبوب خدا سید الانبیاء ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے پروان چڑھایا۔

قبول اسلام

کثیر روایات کے مطابق حضرت علی ﷺ سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ اگرچہ بعض روایات کے مطابق ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ ﷺ بعض کے مطابق ابوبکر صدیق ﷺ اور بعض کے مطابق زید بن حارثہ ﷺ سب سے پہلے مسلمان ہیں تاہم امام الاعظم سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ﷺ نے تعلیق دیتے ہوئے عورتوں میں حضرت خدیجہ الکبریٰ ﷺ کو، مردوں میں ابوبکر صدیق ﷺ کو، بچوں میں حضرت علی المرتضیٰ ﷺ اور غلاموں میں حضرت زید ﷺ کو پہلا مسلمان قرار دیا ہے۔ اعلان نبوت کے بعد تین برس تک سلسلہ وحی منقطع رہا پھر یہ آیت نازل ہوئی:

وَالَّذِي عَشِرْتُكَ الْاَقْرَبِينَ

”یعنی آپ اپنے رشتہ داروں کو دعوت اسلام دیں۔“

تو رسول اللہ ﷺ نے تمام بنو ہاشم کی دعوت طعام کی پھر انہیں دین کی

دعوت دی تو سب نے انکار کیا مگر اکیلے حضرت علی المرتضیٰ کو کہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکرم نے زندگی بھر آپ کا ساتھ دینے کا اعلان کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا تم میرے بھائی ہو اور میرے وحی ہو۔

ہجرت

نبی ﷺ نے نبوت کے حیرتوں سال مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت کی تو حضرت علی ﷺ سے فرمایا میرے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں انہیں ادا کر کے تم بھی میرے پیچھے چلے آنا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ حضرت علی ﷺ کو اپنی جگہ سلا کر رات کو اپنے گھر سے خفیہ طور پر نکل گئے اور مدینہ طیبہ کا راستہ لیا حضرت علی ﷺ امانتیں ادا کر کے چند خواتین اسلام کو ساتھ لے کر چند دن بعد رسول خدا ﷺ کے پیچھے مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔

عقد مواخات

مدینہ طیبہ پہنچ کر رسول خدا ﷺ نے امیر اور غریب صحابہ کرام اور مہاجرین اور انصار کے درمیان عقد مواخات قائم کیا۔ آپس میں دو دو آدمیوں کو بھائی بنائی بنایا۔ مثلاً امیر حمزہ اور زید بن حارثہ کو بھائی بنایا وہ دونوں مہاجر تھے مگر امیر و غریب کا فرق تھا اور عبدالرحمن بن عوف اور مسد بن ریح کو بھائی بنایا۔ عبدالرحمان مہاجر تھے اور مسد انصار میں سے مگر حضرت علی ﷺ کو چھوڑ دیا۔ وہ غم سے آبدیدہ ہو گئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا علی میں نے تجھے اپنے لیے ہی چھوڑا تمام دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

شادی

ہجرت کے دوسرے برس جنگ بدر کے بعد اپنی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمہ الزہرا ﷺ سے حضرت علی المرتضیٰ ﷺ کا نکاح قائم فرمایا۔ چنانچہ جنگ احد سے ایک ماہ بعد نصف رمضان ۳ھ میں آپ کے ہاں پہلے بیٹے امام حسن ﷺ کی

ولادت ہوئی اور ۳ شعبان ۳۰ کو دوسرے بیٹے حضرت امام حسین علیہ السلام نے تولد فرمایا۔
چشتان رسالت میں ان نواسوں کی صورت میں ایسے بھول چکے کہ سید المرسلین علیہ السلام
کو اپنی ساری نرینہ اولاد کے فوت ہونے کا غم بھول گیا۔

بدر واحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار

۲۰ میں جنگ بدر ہوئی مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا۔
آغاز جنگ میں ولید بن عتبہ آپ کے مقابل آیا آپ نے پلک جھپکنے میں اسے جہنم رسید
کر دیا۔ اس کے بعد عام حلیے میں حضرت علی علیہ السلام کی تلوار بجلی بن کر فکڑ کفار پر گرتی
رہی اور خرمن کٹ کر خاکستر کرتی رہی کفار کے ۷۰ ہم لوگ فانی التار ہوئے جن کی ایک
مقتول تعداد حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ سے جہنم پہنچی۔ ۳۰ میں احد میں معرکہ کفر و اسلام
پا ہوا۔ مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی علیہ السلام کے پاس تھا۔ آغاز میں مسلمانوں کو فلبہ حاصل
ہوا پھر اپنی فطحتی سے معاملہ بدل گیا کفار کا پلہ ہماری ہو گیا اس ایسے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا دفاع کرنے میں حضرت علی علیہ السلام شیر خدا نے بے مثال جوان مردی دکھائی اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا خوب دفاع کیا ایک روایت میں ہے جبرئیل علیہ السلام نے یہ دیکھ کر کہا:

انھا لمواساک

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انہ معی وانا معہ

”یعنی علی مجھ سے ہے اور میں اس سے
ہوں۔“

مطلب یہ کہ وہ میرا مددگار ہے اور میں اس کا مددگار ہوں۔ حضرت جبرائیل
علیہ السلام نے کہا:

تمہ میں آپ دونوں سے ہوں یعنی دونوں

وانا معكما

کا مددگار ہوں۔“

(طبری جلد ۳ صفحہ ۶۵)

جگ خندق

۵۰ خزوہ خندق ہوا جس میں لڑائی نہیں ہوئی صرف ایک جگہ سے کفار نے
خندق عبور کرنے کی کوشش کی وہاں مسلمانوں کا ایک حفاظتی دستہ کھڑا تھا اس جگہ عرب
کے مشہور شاہزور اور شہسوار عمرو بن عبدود سے آپ کا مقابلہ ہوا پہلے اس نے وار کیا جو
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال پر پڑا اور وہ پھٹ گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر کچھ دھم آیا پھر آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع دیتے بغیر اس کے سر اور کندھے کے مین درمیان وار کیا اور تلوار اس
کے سینے تک اتر گئی اور اس کا لاش ٹپنے لگا اس کے گلے سے تمام مسلمانوں کے چہرے
جتھا اٹھے دوبارہ کفار کو خندق عبور کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

خزوہ خیبر ۷۰ میں وقوع پذیر ہوا خیبر میں یہود کے پانچ قلعے تھے چار فتح ہو
گئے آخری قلعہ موسیٰ جو سب سے مضبوط تھا فتح کیا کئی دن لڑائی چلی مگر وہ فتح نہ ہوا جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل میں اس کے ہاتھ جھنڈا دے کر فکڑ بھیجوں گا جو اللہ اور
اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور وہ اس سے محبت رکھتے ہیں اگلے دن ہر صحابی کی
تتمنا تھی کہ جھنڈا اسے ملے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کہاں ہیں عرض کیا گیا وہ بیمار ہیں ان
کی آنکھیں دکھتی ہیں فرمایا علی کو بلاؤ تو انہیں لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں
لصاب دیا ان لگایا تو وہ فوراً ٹھیک ہو گئیں پھر وہ جھنڈا لے کر نکلے خیبر کے سب سے طاقتور
اور جنگجو جواں مرد مرحب نے آپ کو لٹکا اور کہا کہ میں مرحب ہوں، بہادر اور تجربہ
کار۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اور میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے میں جنگل کے
خودک شیر کی طرح ہوں حضرت علی علیہ السلام ہمیشہ دشمن کو پھل کرنے دیتے تھے تاکہ اس
کے دل میں حسرت نہ رہے کہ اس نے واری نہیں کیا پھر اسے کوئی لمحہ دیتے بغیر اس کا
کام تمام کر دیتے تھے مرحب نے وار کیا جو خطا کیا پھر آپ نے وار کیا جو مین سر میں لگا
اس کا سر خود پھٹ گیا اور تلوار ذوالفقار سر کو چرتی ہوئی داڑھیوں میں چا بیست ہوئی اللہ
تعالیٰ نے اس وقت دُعا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے آپ کے ہاتھوں میں وہ روحانی
قوت اور طاقت بھری کہ آپ نے قلعے کے دروازے کو پکڑ کر جھنجھڑا تو وہ کھل گیا تو

اسلامی فوج اس میں قاتحانہ داخل ہوگی۔

خیبر میں آپ کے لئے سورج کا لوٹایا جانا

خیبر سے واپسی پر مقام صہبہ میں رسول خدا ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی نماز صبح نہیں پڑھی تھی رسول کریم ﷺ بچکے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اٹھے تاکہ نماز صبح فوت ہوگی۔ بیدار ہونے پر پوچھا اے علی رضی اللہ عنہ تم نے نماز صبح پڑھ لی۔ عرض کیا نہیں۔ آپ نے دعا فرمائی اے اللہ تعالیٰ علی حیرے اور حیرے رسول ﷺ کی اطاعت میں تھا اس پر سورج کو لوٹا دے تاکہ وہ نماز پڑھ سکے۔ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے سورج کو ڈوبتے ہوئے خود دیکھا پھر دیکھا کہ اس کی روشنی نکل آئی اور پھاڑوں اور زمین پر پھیل گئی۔ امام طحاوی نے اسے مشکل الحدیث میں روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر مسلمان کو یہ حدیث یاد رکھنی چاہیے کہ یہ علامات نبوی میں سے ہے۔

(مواہب لدیہ جلد ۲ صفحہ ۵۸)

علی رضی اللہ عنہ دوش نبی پر

۸۸ میں فتح مکہ کے موقع پر کعبہ کے گرد گئے بت توڑے گئے کچھ بت دیوار کعبہ میں بہت بلند نصب کیے گئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے کندھوں پر کھڑے ہوں اور ان کو گرائیں۔ فرمایا علی تم ہار نبوت نہیں اٹھا سکتے۔ تم میرے کندھوں پر چڑھو اور انہیں گراؤ۔ تو وہ دوش رسالت مآب ﷺ پر چڑھے اور بت گرائے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے علی رضی اللہ عنہ! تم اس وقت خود کو کیا پاتے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری آنکھوں سے سارے جلالات اٹھ گئے ہیں اور میرا سراسر عرش سے جالاک ہے۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۷۰)

غزوہ تبوک اور مولا علی رضی اللہ عنہ

نبی کریم ﷺ ۹ھ میں تبوک کو تشریف لے گئے منافقین حیلوں بہانوں سے ساتھ

نہ گئے اور مدینہ شریف ہی میں رہ گئے آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ شہر مدینہ طیبہ میں ٹھہرایا تاکہ منافقین پر نظر رکھے۔ یہ پہلی بار تھی کہ وہ کسی غزوہ سے پیچھے رہ رہے تھے تو وہ پڑے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی آج میرے ساتھ تمہارا مقام ایسا ہے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ صرف یہ کہ حضرت ہارون علیہ السلام نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (یہ حدیث تقریباً تمام کتب صحاح ستہ میں ملتی ہے) یعنی جیسے موسیٰ علیہ السلام نے طور پر جاتے ہوئے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنی جگہ ٹھہرایا تھا میں تمہیں اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں

حجۃ الوداع سے چند ماہ قبل خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا گیا تاکہ لوگوں کو دعوت اسلام دیں وہ گئے مگر لوگ نہ مانے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا۔ آپ نے ایسے موثر انداز میں دعوت اسلام دی کہ سارا یمن اسلام لے آیا۔ قیام یمن کے دوران بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو یمن گئے ہوئے تھے بعض امور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف رائے ہوا انہوں نے آکر بارگاہ رسالت میں ان امور کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ سے نفرت مت رکھو البتہ اگر محبت رکھتے ہو تو اور محبت کرو، جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔

اعلان غدیر خم

حجۃ الوداع کے اختتام پر نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کا رخ کیا۔ ایک جگہ آپ ﷺ نے پڑاؤ فرمایا۔ جسے غدیر خم کہتے ہیں۔ وہاں تک وہ سارے لوگ جو یمن سے حج کرنے آئے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے چاہا کہ ان تمام لوگوں کو جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بے جا شکایتیں رکھتے تھے خواہ وہ یمن سے تھے یا مدینہ طیبہ سے یمن گئے ہوئے تھے۔ سمجھایا جائے آپ نے کہا اے ایک دوسرے پر کھڑے کر کے بلند جگہ بنوائی پھر اس پہ کھڑے ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ بلند کر

حیدر کرار سیدنا علی رضی اللہ عنہ

اعجاز الحق اعجاز (بی ایس سی)

”آج تم سے ایک ایسا شخص جدا ہو گیا کہ جب رسالت مآب ﷺ اُسے علم عطا فرماتے تھے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مدد سے فتح حاصل کئے بغیر واپس نہ آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اس نے سات سو درہم کے علاوہ چاندی نہ سونا، کچھ جمع نہیں کیا تھا درہم بھی اپنے گمراہوں کے لئے ایک خادم خاص کرنے کے لئے تھے جو کاموں میں ان کا ہاتھ بٹھائے۔“

یہ الفاظ اس خطبے سے لے گئے ہیں جو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی وفات کے بعد حضرت امام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے مسجد کوفہ میں دیا۔ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب میں منقول ہے کہ حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو فرمایا: ”اب عرب جو چاہیں کریں اب ان کو روکنے والا کوئی باقی نہیں رہا۔“ یہ ہیں وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم جو ۱۳ رجب المرجب ۴۰ھ عام الفیل کو خانہ کعبہ میں جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ نے آپ کا نام حیدر، آپ کے والد نے زید اور آنحضرت ﷺ نے علی رکھا۔ والد کا نام ”عبد مناف“ تھا لیکن اُن کی کنیت اُن کے بیٹے طالب کی مناسبت سے ابو طالب تھی۔ والدہ کا نام ”فاطمہ بنت اسد“ تھا۔ آپ کے والدین باہم بچا زاد تھے اس لئے آپ نجیب الطرفین باہمی حضور ﷺ کے حقیقی بچا زاد بھائی۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابو تراب اور ”حیدر“ آپ کا شخص۔ آپ کو اپنی کنیتوں میں ابو تراب بہت پسند تھی جو حضور اکرم ﷺ کی عطا کردہ تھی۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

مرسل حق کرد نامش ابو تراب حق یہ اللہ خواند در اُم الکتاب

کے فرمایا:

من کنت مولاه فهذا علی مولاه اللهم
وال من والاه وعاد من عادہ
”جس شخص کا میں محبوب ہوں اس کے
لئے علی بھی محبوب ہے۔ اے اللہ! جو علی
رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھے (دوست رکھے) تو
مجھے بھی اسے محبوب رکھ اور جو اس سے
صداقت رکھے تو مجھے اس سے صداقت
رکھ۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور تقبیل نبی

بیمہ الوداع سے واپس ہو کر نبی کریم ﷺ اڑھائی ماہ کے قریب دنیا میں رہے پھر ۱۱ رجب الاول ۱۱ھ بروز جمعہ بارہ بجے دن کے قریب آپ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ چونکہ آپ ﷺ کو غسل دینا گمراہوں کا کام تھا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، فضل بن عباس، حمزہ بن عباس اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل دیا۔ روایات میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ پر حکمت کا دروازہ کیسے کھلا تو فرمایا وقت غسل نبی ﷺ میں نے آپ کی آنکھوں اور ناسوں پہ لگا پانی چوس لیا تھا۔

قال رسول اللہ ﷺ ان من غلبت ذلک وادب وسلم

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي

جس نے علی (رضی اللہ عنہ) کو گالی دی بلاشبہ اس نے مجھے گالی دی۔
(مسندک: ۱۲، ۳)

حلیہ

آپ کا رنگ گورا، آنکھیں کشادہ، قد درمیانہ اور فصیلت نہایت پر مدبھی۔
آپ کے سر کے بال کسی قدر اڑے ہوئے، باقی تمام جسم پر بال لمبی اور کھنی واڑھی اور
دو ہر بدن تھا۔

قبول اسلام اور خدمات

نبوت کے اعلان کے وقت آپ ﷺ کی عمر دس گیارہ برس کی تھی آپ یمن
ہا سے حضور ﷺ کے ذمہ تربیت رہے اور اس پر یوں غور کرتے تھے کہ ”یمن ہی سے
رسول اکرم ﷺ نے میری تربیت اس طرح کی اور مجھے علوم اس طرح تعلیم کئے ہیں
کوئی طائر اپنے بچے کو دانا بھرتا ہے۔“

آپ چونکہ آغوش نبوی ﷺ میں ہی پلے تھے لہذا بلا چن و چرا اسلام قبول
کر لیا اور اس طرح ”الساہون الاولون“ میں شمار ہوئے۔ ہجرت نبوی کے وقت آپ کی
عمر ۲۱ برس کی تھی۔ ہجرت کی رات کفار مکہ نے دارالندوہ میں جمع ہو کر حضور ﷺ کے
قل کا منصوبہ تیار کیا اور رات کو آپ ﷺ کے مکان کو گھیر لیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے
محبوب کو وحی کے ذریعے اس واقعے سے باخبر کر دیا۔ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو
حضور ﷺ کی چادر اوڑھ کر آپ ﷺ کے بستر مبارک پر سونے کا شرف حاصل ہوا۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ خدمت اسلام میں ایک اہم خدمت سمجھی جاتی ہے اس لیے کہ
سے تمام مسلمان ہجرت کر کے جا چکے تھے۔ بہت ممکن تھا کہ مشرکین مکہ اپنی ناکامی کے
غیظ و غضب میں انہیں قتل کر ڈالتے یا کم از کم اذیتیں پہنچاتے۔ آپ ﷺ نے اس
موقع پر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بطور غرمانہ پیش کر دیا تھا۔ آپ ﷺ اس
رات کے ایک ایک لمحے میں شہادتِ حق کی مقام پر فائز رہے۔ مفسرین کرام لکھتے
ہیں کہ اس رات کی نیند کے عوض حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا نفس اللہ تعالیٰ کے ہاتھ چھ دیا
تھا اور رضائے الٰہی خرید لی تھی۔ کفار اقرار کرتے ہیں کہ راتِ بھر وہ بھی سمجھتے رہے کہ

حضور اکرم ﷺ اپنی چادر میں آرام فرما رہے ہیں اہل ایمان کہتے ہیں کہ واقعی آغوش
رسول ﷺ کی تربیت کی یہ وہ خوشبو تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صداقت کا نام
دیتے ہوئے کہا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو موت کی ترنا کر کے دکھاؤ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور حضور ﷺ کی امانتیں
یعنی خواتینِ عصمت کو لے کر تین دن کے بعد مدینہ منورہ کا قصد کیا حضور اکرم ﷺ قبا
کی پہاڑی میں پھر تھے ہجرت کے پہلے سال جب حضور اکرم ﷺ نے مہاجرین و انصار
کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حلق فرمایا کہ تم دنیا و آخرت میں
میرے بھائی ہو۔ ہجرت کے دو سال بعد حضور اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ
الزہرا رضی اللہ عنہا کا عقد آپ سے کر دیا۔ حالانکہ اس سعادت کے حصول کے لئے بعض
دوسرے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی کوشش کی۔ نسائی میں ہے کہ اس موقع پر رسول
اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

”بیٹی! میں نے تمہارا نکاح اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ عزیز شخص
کے ساتھ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔“

شجاعت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت تاریخ اسلام میں ضرب المثل بن چکی ہے اور
”لَا فَعْلَہُ إِلَّا عَلٰی لَاسِیْفِ الْاَدْوَالِغَارِ“ کی صداقت ہر ایک سے اپنا لوہا منوا چکی ہے تمام
فردات میں ان کا حصہ امتیازی تھا۔ اپنی شجاعت اور دلیری کی وجہ سے ”اسد اللہ
العالم“ کے لقب کے مستحق ہوئے۔

۱۲ میں غزوہ بدر ہوا جس میں ستر کافر مارے گئے ان میں سے ۲۶ حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں واصلِ جہنم ہوئے۔

۱۳ میں غزوہ احد ہوا جس میں تیس کافر مارے گئے ان میں سے ۱۳ کافر
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے مارے گئے اس بہادری اور ثابت قدمی کے صلے میں

آنحضرت ﷺ نے اپنی نگوار ”ذوالفقار“ بطور انعام عطا فرمائی۔

۵ھ میں غزوہ مطلق ہوا۔ اس غزوہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سہ سالاری کے فرائض انجام دیے اس میں بھی لشکر اسلام کو کامیابی نصیب ہوئی اسی سال غزوہ خندق ہوا جس میں کفار قریش اکثر قبائل عرب کو ساتھ لائے تھے۔ ان میں ایک مشہور بہادر ”عمرو ابن عہود“ بھی تھا جو تنہا ہزاروں پہلوانوں کے برابر کھڑا جاتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچا۔

۶ھ میں فدک کے مقام پر لشکر اسلام نے یہودیوں کے ایک بڑے لشکر کو جو مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں شکست دی۔ اسی سال صلح حدیبیہ کا معاہدہ ہوا جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا۔

خبر حکم بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان جب خبر پر حملہ آور ہوئے اور اس کا محاصرہ کیا تو متواتر پانچ روز تک کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ چھ روز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کل اس وقت اس شخص کو علم دیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے اور وہ حج بآب ہو کر لوٹے گا۔ یہ علم بدر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

۸ھ میں مکہ فتح ہوا اس موقع پر بھی فوج کا علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھا اس موقع پر انہیں سب سے بڑی سعادت یہ نصیب ہوئی کہ اس وقت حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے جب حضور اکرم ﷺ چیلروں کے ذریعہ کعبہ کے بت گرا رہے تھے اور ایک اونچے بت کو گرانے کے لئے حضور ﷺ نے انہیں اپنے مبارک کندھوں پر چڑھایا اور اس طرح انہیں بت کو توڑنے کا شرف حاصل ہوا۔ یوں انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے بعد اسلام کے دوسرے بت شکن ہونے کا شرف پایا۔ اسی سال غزوہ حنین ہوا۔ جس میں بہت کم مسلمان ثابت قدم رہ سکے چند فدائیانِ نبی جن کی بدولت اللہ تعالیٰ نے شکست کو فتح میں تبدیل کر دیا ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اسی سال حضور اکرم ﷺ غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام

مقرر کیا اور خوش کرنے کے لئے فرمایا:

”علی رضی اللہ عنہ! کیا تم اس سعادت کو پسند نہیں کرتے کہ تمہارا مرجع میرے ساتھ اس قسم کا ہو جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کا تھا اگرچہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔“

۹ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مکہ گئے اور کفار کو سورہ برأت سنائی جس میں کفار کا حج میں شرکت کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

۱۰ھ میں انہیں حضور اکرم ﷺ نے تبلیغ دین کے لئے یمن بھیجا جو آپ رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے مرکز اسلام بن گیا۔ اسی سال حضور اکرم ﷺ نے حجہ الوداع ادا فرمایا اور واپسی پر مقام ”قدیر خم“ میں اپنے خلیفے میں فرمایا: جس کا میں مولا ہوں، علی بھی اس کے مولا ہیں۔ اسی بناء پر آپ کو مولا علی کہتے ہیں۔ اسی بات پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا مبارک ہو مبارک ہو اے علی! اب تو تم میرے اور ہر مومن کے مولا ہو گئے۔“

۱۱ھ میں حضور اکرم ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی ہاشم کے چھ افراد کے ساتھ حسب وصیت کفن و دفن کے فرائض انجام دیے۔

حکومت و سیاست

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد تینوں خلفائے کے عہد میں آپ رضی اللہ عنہ بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو تین اہم محکموں کی ذمہ داری سونپی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنا مشیر بنائے رکھا اور جب کبھی مدینہ سے باہر جاتے تو انہیں اپنا قائم مقام بنا کر تشریف لے جاتے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہاشمہ گانہ مدینہ اور ہانیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا اور ۳۵ ذی الحجہ ۳۵ کو آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی لیکن ایک دن بھی آپ رضی اللہ عنہ کو یمن سے بیعتا نصیب نہ ہوا کیونکہ اسلامی معاشرہ اندرونی اختلافات کا شکار ہو چکا

تھا اور نو مسلمین، یہودی اور منافقین نے سادہ اور جدوجہد کی زندگی کے برخلاف اقتصاد کی اونچ نیچ کا مطلوب بنا دیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے تحفظ ہونے کو برداشت نہیں کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ حکومت اور سیاست کو اللہ تعالیٰ کی مقدس امانت جانتے تھے انہوں نے عوام الناس کی حکومت اس لئے سنبھالی تھی کہ وہ انہیں ہر طرح کا شکم پہنچائیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ ان کے عہد میں عوام بڑے خوش حال تھے اور انہیں زندگی کی ہر فراغت میسر تھی اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ ایرانی ذی کفار بھی کہتے تھے کہ ”اللہ کی قسم اس عربی حاکم نے تو شیر و اداں عادل کی یاد تازہ کر دی۔“

علم فضل اور حکمت

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پانچ سال ۳۵ھ سے ۴۰ھ تک خلافت کی۔ آپ کا شمار قریش کے ان سترہ افراد میں تھا جو کھانا پڑھنا جانتے تھے۔ آپ تنویری و طہارت اور حسن و اخلاق سے متصف تھے۔ اکابر صحابہ آپ سے مسائل فقہ پوچھا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بہترین فیصلے کرنا والا تسلیم کیا اور عبداللہ ابن مسعود نے انہیں مسائل ورافت کا ماہر تسلیم کیا ہے۔ انہوں نے علاوہ دشمن بھی آپ کی ذہانت کے قائل تھے۔

ایک مرتبہ دو آدمی کھانا کھانے بیٹھے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین، اچھے میں ایک اور آدمی آگیا ان دونوں نے اسے اپنے ساتھ کھانے کو بٹھایا جب وہ تیسرا آدمی کھانا کھا کر چلے گا تو اس نے آٹھ درہم ان دونوں کو دے کر کہا کہ جو کچھ میں نے کھایا ہے یہ اس کے عوض میں سمجھو۔ اس کے جانے کے بعد ان دونوں میں درہموں کی تقسیم کے سلسلے میں جھگڑا ہو گیا۔ پانچ روٹیوں والا بھڑکا کہ چونکہ میری پانچ روٹیاں تھیں لہذا مجھے پانچ اور تھے تین روپے ملنے چاہئیں کیونکہ تیری روٹیاں بھی تیں ہی تھیں لیکن دوسرا شخص اس تقسیم پر راضی نہ تھا لہذا وہ دونوں حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں کے

بیان سن کر تین روٹیوں والے سے کہا کہ تو رضا مند ہو جا۔ اس نے کہا کہ جب تک میری حق دیا نہ ہوگی میں کیسے راضی ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تیرے حصے میں صرف ایک درہم آئے گا اور تیرے ساتھی کے حصے میں سات درہم آئیں گے۔

یہ سن کر اسے بہت تعجب ہوا اس نے کہا کہ آپ بھی مجیب قسم کا انصاف کر رہے ہیں ورنہ مجھے سمجھا دیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا تو سنو۔ کل آٹھ روٹیاں تھیں اور تم تین آدمی تھے چونکہ مساوی طور پر تقسیم نہیں ہو سکتیں لہذا ہر ایک روٹی کے تین ٹکڑے قرار دے کر کل چوبیس ٹکڑے سمجھو یہ تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس نے کم کھایا اور کس نے زیادہ لہذا یہی فرض کرنا پڑے گا کہ تینوں نے برابر کھانا کھایا اور ہر ایک شخص نے آٹھ آٹھ ٹکڑے کھائے۔ تیری تین روٹیوں کے نو ٹکڑوں میں سے ایک اس تیرے شخص نے کھایا اور آٹھ تیرے حصے میں آئے اور تیرے ساتھی کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ٹکڑوں میں سات تیرے شخص نے کھائے چونکہ تیرا ایک ٹکڑا اور تیرے ساتھی کے سات ٹکڑے کھا کر اس نے آٹھ درہم دیئے ہیں لہذا ایک درہم تیرا ہے اور سات درہم تیرے ساتھی کے یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ ہاں اب میں راضی ہوں۔

حفظ قرآن اور علم قرآن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں بے مثل تھے مختلف علوم اسلامی، ادبی و فکری ایجاد کا سلسلہ بھی آپ کا فیض ہے فن نحو بھی آپ نے ایجاد کیا ہے، فصاحت و بلاغت میں بھی آپ کا کوئی نظیر نہ تھا۔ نثر و قلم دونوں میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔

شہادت

۴۰ھ میں خارجیوں میں سے ایک شخص عبدالرحمن بن ملجم المرادی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا تہیہ کیا۔ ۱۲ رمضان المبارک کو کوفہ کی جامع مسجد میں آپ رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ حسب معمول لوگوں کو الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی بلند آواز سے جگاتے ہوئے تشریف لائے۔ اس اثناء میں ابن ملجم نے اپنے دو ساتھیوں وردان اور

حبيب بن شجرہ کے ساتھ مل کر آپ ﷺ پر نکو ار کا وار کیا۔ حبيب بھاگنے میں کامیاب ہو گیا جبکہ وردان لوگوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ ابنِ طہم کو گرفتار کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو تم بھی اس کو قتل کر دینا اور اگر میں اچھا ہو گیا تو خود جو مناسب سمجھوں گا کروں گا۔

پھر آپ ﷺ نے ابو عبدالمطلب کو وصیت کی میرے قتل کو مسلمانوں کی خون ریزی کا بہانہ نہ بنانا صرف اسی شخص کو جو میرا قاتل ہے۔ قصاص میں قتل کر دینا۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو قاتل کر کے فرمایا کہ اے حسن! اگر اس زخم کے صدمہ سے میں مر جاؤں تو تم بھی اس کو نکو ار کے ایک ایسا ہی وار کرنا کہ اس کا کام تمام ہو جائے اور مسئلہ ہرگز نہ کرنا۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے مسئلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مفسر یہ کہ اسی قسم کی باتوں اور ذکر النبی میں آپ ﷺ نے اپنی جان آفرین کے سپرد کر دی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ

مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ

عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ اَطَاعَ عَلِيًّا فَقَدْ اَطَاعَنِيْ

وَمَنْ عَصَا عَلِيًّا فَقَدْ عَصَانِيْ

روایت شد

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جس نے علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے علی رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ (مسندک ۳: ۳۱۱)

فضائلِ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

آج تک آفاق میں ہے ہیبتِ شیرِ خدا

علامہ صاحبزادہ عرفان الہی قادری

ولادت باسعادت

مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد طواف کعبہ میں مصروف تھیں۔ طواف کرتے والوں کا جم غفیر تھا کہ حضرت فاطمہ کو درود شریعہ ہوا تو آپ گھبرا گئیں کہ کیا کروں اپنے گمراہ جانشین سکتی اور یہاں لوگوں کا ہجوم ہے۔ اچانک دیوار کعبہ پہنچی اور عرائس فحش آئی کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں اگر اپنے گمراہ جانشین تو ہمارے کمر میں آجا۔ ایسی حالت میں کوئی بھی عورت کسی بھی مسجد کے قریب نہیں جاسکتی بلکہ بی بی مریم کو حکم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہونے والی ہے۔ بیت المقدس سے ذرا دور چلی جا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کو کعبہ کے اندر بلا لیا گیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضور ﷺ نے صرف علی رضی اللہ عنہ کو ہی حالت جناب میں مسجد میں جانے (گزرنے) کی اجازت دی کہ جس کی ماں حالت نفاس میں کعبہ کے اندر جاسکتی ہے اس کا بیٹا حالت جنابت میں مسجد کے اندر کیوں نہیں آسکتا۔

یہاں ہم ایک قائل غورِ کتبہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ عام زمین سے میقات کی زمین افضل ہے کیونکہ اس سے آگے بغیر حرام کے نہیں جاسکتے پھر میقات سے حرام افضل ہے کہ وہاں کوئی غیر مسلم نہیں جاسکتا۔ پھر حرم مکہ سے شہر کہ افضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی یاد فرمائی ہے۔ پھر شہر کہ سے مسجد حرام کی سر زمین افضل ہے کہ جہاں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے پھر اس سے خانہ کعبہ کے ارد گرد کی جگہ جہاں

طواف کیا جاتا ہے۔ پھر اس سے کعبہ اللہ کی عمارت والی زمین افضل ہے۔ جو بیت
 حقیق ہے اور سارے جہانوں کے لئے ہدایت ہے اور کعبہ شریف کے اندر حضرت علی
 رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

کے را مہر نہ شد ایں سعادت کعبہ ولادت مسجد شہادت
 اور دوسرے الفاظ میں یوں ملاحظہ فرمائیے۔

مولا بھی محترم ہے ولا بھی ہے محترم کعبہ ہے اور جائے ولادت علی کی ہے
 کعبہ سے ابتداء ہے تو مسجد پہ انتہا مرقوم دو حرم میں حکایت علی کی ہے
 شہنشاہ ولایت کی محبت اور طواف کعبہ کے بارے میں:

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں ہزار ہجڑے کرے کوئی گناہ صاف نہیں
 بدن میں حج کا احرام دل میں بغض علی یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں
 جب حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت باسعادت ہوئی تو
 چشمان مبارک بند ہیں۔ عجیب بات ہے کہ لوگ ہزاروں، لاکھوں روپے لگا کر زیارت
 کعبہ کے لئے جاتے ہیں۔ شاید حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کعبہ کو بند
 میں دیکھنا چاہتے ہیں اور کعبہ کے کعبہ کے رخ شمس الاعلیٰ بدوالمعنی کی زیارت پہلے کرنا
 چاہتے تھے۔

جیسا کہ بریلی کے تاجدار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددین و ملت الشاہ امام
 احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

ان کے عقل حج بھی رب نے کرا دیئے اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
 یا اس لئے آئیں بند رکھیں کہ غریب کے گھر کا بچہ پیدا ہو تو سب سے پہلے
 محلے کی دائی کا منہ دیکھے۔ مگر بچہ پیدا ہو تو ہسپتال کی نرس کا منہ دیکھے۔ سوئی علی
 نے چاہا کہ نرس اور دائی کا منہ تو سارے بچے ہی دیکھتے ہیں۔ ایک بچہ ایسا بھی ہوتا
 چاہیے کہ جو پیدا ہوتے ہی نہ دائی کا منہ دیکھے نہ نرس کا بلکہ نہ اپنی ماں کا چہرہ دیکھے نہ

باپ کا پیدا ہوتے ہی ادھر اس کی آنکھ کھلے اور ادھر محبوب خدا کا چہرہ کھلا ہوا قرآن علی کو
 زیارت کرانے کا شعر ہو۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی اتفاق ایسا ہوا کہ ادھر بیت اللہ سے
 اپنی والدہ کی گود میں باب ولایت چل پڑے۔ ادھر بیت عبد اللہ سے باب نبوت و
 رسالت چل پڑے۔ ادھر سے شہنشاہ اولیاء چل پڑے۔ ادھر سے تاجدار انبیاء چل
 پڑے۔ ادھر سے باب اعظم چل پڑے۔ ادھر سے عبد اعظم چل پڑے۔ ادھر سے
 کرامات والا نظام چل پڑا اور ادھر سے معجزات والے آقا چل پڑے۔ ادھر سے حسین
 کا ابا چل پڑا۔ ادھر سے بتول کا ابا چل پڑا۔ ادھر سے اسد اللہ چل پڑے اور ادھر سے
 رسول اللہ چل پڑے۔ ادھر سے حبیب مصطفیٰ چل پڑے۔ ادھر سے محبوب خدا چل
 پڑے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

ساتے میں نبی و علی کی ملاقات ہوگئی۔ نبی ﷺ نے اپنی چچی فاطمہ بنت
 اسد (والدہ مولا علی رضی اللہ عنہ) کو بچے کی مبارک دی۔ انہوں نے مبارک قبول تو کی لیکن
 عرض کیا بچہ بڑا خوبصورت ہے لیکن آنکھیں نہیں ہے۔ حضور تاجدار کائنات ﷺ نے
 بچہ ہاتھوں پہ اٹھایا اور علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ہاتھوں پہ آئے ہی ایسی موٹی موٹی
 آنکھیں کھول دیں کہ:

اکھاں وج قدرتی سرے دی دھاری دلاں نوی چہر دی جویں کشاری
 فرمایا: چچی تو کہتی ہے آنکھیں نہیں ہے میں کہتا ہوں اس جیسی کسی کی آنکھیں
 ہی نہیں ہیں۔

اٹھے تو بجلی پٹا مائے گمرے تو خانہ غراب کر دے
 ملاہ کرام لکھے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب بڑے ہوئے تو حضور ﷺ نے
 ایک دن آپ سے پوچھا اے علی تو نے کعبہ میں پیدا ہو کر آنکھیں کیوں بند رکھیں تو
 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور اللہ نے مجھے آپ کے لئے بھیجا تھا تو میں نے سوچا:
 اعظم اوتھے کی ”دیکھنا“ جتنے بار نظر نہ آدے

یعنی یہ عقیدہ مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بتا دیا کہ بغیر عشقِ مصطفیٰ کعبہ کی ساتیں بھی کچھ نہیں۔ پھر ایسے علی رضی اللہ عنہ کی شان ایسی کیوں نہ ہو۔ وہ اولیاء کا پیشوا وہ عارفوں کا راہنما وہ بابِ علم و معرفت وہ زور و دستِ مصطفیٰ وہ بخون یقین بھی وہ آفتابِ دین بھی وہ خضر کا بھی خضر ہے وہ شاہِ ذوالفقار بھی محمد اعظمِ چشتی رضی اللہ عنہ نے بڑے خوبصورت شعروں میں شانِ علی رضی اللہ عنہ بیان فرمائی ہے۔ اہلِ ذوق کے لئے پیش خدمت ہے۔

اہلِ نظر کی آنکھ کا تارا علی علیہ السلام
دل کا سہارا علی علیہ السلام
رحمت نے لے لیا مجھے آغوشِ نور میں
میں نے بھی جو رو کے پکارا علی علیہ السلام
اک کیف اک سرور سار ہوتا ہے رات دن
جب سے ہوا ہے وہ ہمارا علی علیہ السلام
کعبے کے بت گرائے نہیں اپنے ہاتھ سے
حضرت نے مسکرا کر پکارا علی علیہ السلام
دنیا میں سب سے عالی گمرانے کے نور ہو
اس واسطے ہے نام تمہارا علی علیہ السلام
اعظم یہ مظہر کی سند ہے ہمارے پاس
ہم ہیں علی علیہ السلام کے اور ہمارا علی علیہ السلام
اسمِ گرامی، کنیت، القاب

آپ کا نام نامی اسمِ گرامی علی ہے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن، ابو تراب ہے۔ آپ کے القابات میں اسد اللہ الغالب، امام المشرق و المغرب، قس رسول، دلائل رسول، شوہرِ بطل، مرتضیٰ، شیرِ خد، حاجت روا، حیدرِ کرار، خلیفہ الرسول، مولیٰ المؤمنین، امیر المسلمین، امام الاولیاء، مولائے کائنات، تاجدارِ ولایت، شہسوارِ حقیقت و معرفت وغیرہ شامل ہیں۔

نسبِ مبارک

والد محترم کی طرف سے آپ کا نسب مبارک اس طرح ہے۔ علی بن ابی طالب (عمران) بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن لوی بن غالب

بن لہر بن مالک بن نضر بن کنانہ اور والدہ کی طرف سے آپ کا شجرہ نسبی یوں ہے: علی بن قافلہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف۔ آپ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی ہیں اور حضور نبی اکرم رضی اللہ عنہ کے ساتھ نسب میں آپ کو خصوصی نسب حاصل ہے کیونکہ عبد مناف حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ۲۶ ویں فرزند ہیں جن کے پوتے عبدالمطلب ہیں جو نبی و علی کے دادا جان ہیں۔ حضور رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی ابوطالب (عمران) آپس میں بچے اور حقیقی بھائی تھے۔

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

اسلام کی شمشیر کا جوہر ہے علی ہے کعبہ صدق اس کا گوہر ہے علی جس بی بی کے پیار کو اٹھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بی بی کا شوہر ہے علی ہمدردانِ اسلام اتمامِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ کا پیارا قرآنی جملہ بولا جاتا ہے یعنی کہ ”اللہ ان پر راضی ہو گیا۔“ لیکن سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کے نامِ اقدس کے ساتھ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ہرکت جملہ بولا جاتا ہے (اگر ڈمائیے ہو) تو اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ ان کے پھرے کو عزت دے (اگر معنی ماضی ہو) تو اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے پھرے کو عزت دی۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کبھی کفر و شرک کی آلودگی میں لوٹ نہ ہوئے۔ نہ غیر اللہ کو بوجہ کیا جب کہ وہ ایمان لانے کے وقت چھوٹے تھے۔ اس لئے آپ کو خاص طور سے ”کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم“ کہا جاتا ہے اور یہ ان کی خصوصیت ہے۔“ (سیرتِ مصطفیٰ ج ۳ ص ۸۲۲)

”حضرت حسن بن زید بن حسن رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ

ﷺ نے کبھی بھی بتوں کی عبادت نہیں کی (یعنی زمانہ جاہلیت میں بھی آپ کہیں بھی کسی بت کے قریب نہیں گئے اور زمانہ اسلام میں تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا) اسی وجہ سے آپ کو کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کہا جاتا ہے۔

(یارانِ مصطفیٰ ﷺ بحوالہ رسالۃ العبادان علی ہاشم نور الابصار)

بعض علماء کرام آپ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے الفاظ کی وجہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جب ایک جنگ کے موقع پر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں آنے والے بد بخت نے شہادتِ علی رضی اللہ عنہ کا نظارہ کر کے اپنی شکست کو یقینی دیکھا تو اس نے کہا۔ اے علی رضی اللہ عنہ! تیرا چہرہ سیاہ ہو (نعوذ باللہ) امام الانبیاء رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کرم اللہ وجہہ الکریم! اے علی! اللہ تعالیٰ حیرے چہرے کو عزت عطا فرماتے۔

(یارانِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہ مع دار فغان خلافت راشدہ ص ۶۵۲)

رسول پاکؐ کا ہمیری طرف سلام آیا ہمیری زبان پہ جس دم علیؑ کا نام آیا
امیرِ بزمِ ولایت خطاب ہے تیرا حدیثِ جہمک جیسی تیرا مقام آیا
وہ دو جہان کی دولت سے بالا مال ہوا تیرے حضور جو بن کر حیرا غلام آیا
سیاہ کار ہوں آقا مگر یہ کیا کم ہے کہ تیرے چاہنے والوں میں میرا نام آیا
علیؑ کا نام ہی اعظم وہ اسمِ اعظم ہے کہ جس کسی نے پکارا اسی کے کام آیا

اَنَا السِّدِّيقُ وَعَلِيٌّ السَّيِّدُ الْوَصِيِّ

میں انبیاء کا سردار ہوں اور علی وصیت کرنے والوں کے سردار ہیں۔

خصیت، افکار، خدمات

خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ

پروفیسر فضل الہی رفق

۱۔ تعارف

آپ کا نام علی رضی اللہ عنہ، کنیت ابی الحسن اور ابو تراب تھی۔ ماں نے آپ کا نام حیدر رکھا۔ امین، شریف، مرتضیٰ اور اسد اللہ آپ کے خطابات تھے۔

۲۔ ولادت

آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہجرت مدینہ سے انیس سال پہلے خانہ کعبہ میں ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد اور والد کا نام ابوطالب تھا آپ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی النسل تھے۔

۳۔ حضور رضی اللہ عنہ کی کفالت

تاریخ طبری میں مجاہد سے مروی ہے کہ قریش سخت تنگ دستی میں مبتلا ہوئے اور حضرت ابوطالب جو کہ کثیر النعمال تھے کے گمراہیوں کی نوبت آئی تو حضور رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو کہ متول تھے سے عرض کیا چچا! آپ کے بھائی ابوطالب کثیر النعمال ہیں اور ان دونوں کی مشکل سے بسر اوقات ہو رہی ہے چلیں اور ان کا بوجھ کچھ ہلکا کریں اور ان کے بال بچوں میں سے کچھ کی پرورش آپ اپنے ذمہ لیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رضا مند ہوئے تو دونوں حضرت ابوطالب کے پاس گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی کفالت اور حضور رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کفالت اپنے ذمہ لے لی اور یہ سلسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے تک جاری رہا۔

۴۔ ایمان سے سرفرازی نبوی

بشت کے فوراً بعد جب کہ صرف حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا دولت ایمان سے سرفراز ہو چکی تھیں۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے گھر آئے تو حضور ﷺ کو اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا قارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ حضور ﷺ نے بتایا یہ اللہ کا دین ہے جو تمہارا معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ میں تم کو بھی خدائے واحد کی طرف بلاتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں جب تک حضرت ابوطالب سے ذکر نہ کروں کچھ فیعلہ نہیں کر سکتا۔ رات بھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام ڈال دیا۔ صبح ہوتے ہی آپ ﷺ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۹ سال تھی۔

آپ حضور ﷺ کی کفالت اور آغوش تربیت میں آجانے کے باعث ہرم کی معاشرتی کمزوریاں سے محفوظ و مامون رہے۔

۵۔ بت فکنی کا اعزاز

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں اور حضور ﷺ خانہ کعبہ میں آئے حضور ﷺ مجھے بٹھا کر اور میرے کندھوں پر اپنے پاؤں رکھ کر کھڑے ہوئے لیکن آپ ﷺ میں میری کمزوری کا احساس ہوا تو آپ ﷺ خود بیٹھ گئے اور مجھے حکم دیا کہ میں حضور ﷺ کے کندھوں پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو جاؤں میں نے حکم کی تعمیل کی تو میں کعبہ کی سمت کے قریب پہنچ گیا اور وہاں جو جھل یا تانبے کا بت رکھا تھا اس کو دائیں بائیں اور آگے پیچھے حرکت دینا شروع کی تو حضور ﷺ نے فرمایا اسے گرا دو میں نے اسے گرا دیا تو وہ کالج کی طرح ریزہ ریزہ ہو گیا اور ہم دونوں نیز قدم چلے ہوئے مکان کے پیچھے چلے گئے تاکہ کوئی قریش ہمیں دیکھ نہ لے۔

یہ حدیث امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں۔ امام بخاری نے التاريخ میں۔

ابن ماجہ، الحاکم، نسائی نے انھماکس میں بیان کی اور واضح کیا کہ یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے۔

۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بستر رسالت ﷺ پر

کفار کی سختیاں جب حد سے بڑھ گئیں تو حضور ﷺ نے محکم ایزدی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وجہہ الکریمہ کو روک لیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بھی ہجرت کر جانے کا حکم دیا تو آپ ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلا کر ہدایت کی کہ صبح کفار کی تمام امانتیں انھیں واپس کر کے مدینہ منورہ پہنچ جائیں۔

۷۔ ہجرت مدینہ

صبح کو کفار جو حضور ﷺ کے مکان کا گھیرا ڈالے کھڑے تھے اور حضور ﷺ کو شہید کر دینے کا قزم کئے ہوئے تھے جب اس صورت حال سے آگاہ ہوئے تو پھر گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تشدد کیا جب ان سے نجات ملی تو آپ ﷺ نے قریش کی تمام امانتیں واپس کیں اور مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے۔ حضور ﷺ ابھی تک قبائلی کے مقام پر قیام پذیر تھے کہ آپ ان سے جا ملے اور مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔

۸۔ مواخات

ابن اسحاق نے سنن ترمذی شاہ ولی اللہ نے ازلیۃ الخفاء اور عمیر الصغیرین میں تحریر کیا کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مواخات اپنی ذات باریکات کے ساتھ قائم فرمائی۔ البتہ ابن سعد کی کتاب الطبقات الکبریٰ میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی مواخات سبیل بن حنیف کے ساتھ قائم کی ابن کثیر نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

۹۔ حضرت سیدہ النساء سے عقد ۳ھ

جنگ بدر کے بعد حضور ﷺ نے اپنی بیاری بیٹی حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شادی کر دی اور فرمایا "بیاری بیٹی! میں نے اپنے خاندان کے بہترین شخص سے تمہاری شادی کی ہے۔" شادی کے لئے ضروری سامان کی خرید کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ فروخت کی جسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ۴۰۰ درہم میں خریدا اور پھر زرہ پر قبضہ کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شادی کے عقد کے طور پر لوٹا دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ زرہ اور درہم لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے اور ساما واقعہ عرض کیا تو حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے کلمات خیر فرمائے۔ خاتونِ جنت کے عہد میں پہلے کا ایک گدا جس میں کجور کے پتے بھرے تھے۔ ہان کی ایک چارپائی، دو چکیاں، ایک چھاگل، ایک ٹھک اور دو مٹی کے گڑے شامل تھے۔ دولتِ ولیمہ کجوروں، جو کی روٹی، نذر اور ایک خاص قسم کے شوربہ پر مشتمل تھی۔

ایک انصاری صحابی حضرت حارث رضی اللہ عنہ بن نعمان نے اپنے مکانوں میں سے ایک مکان سے شادی شدہ جوڑے کی رہائش کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا یہ مکان حجرہ نبوی کے قریب تھا۔

۱۰۔ غزوات اور اسلام کی اشاعت و استحکام میں کردار

مدینہ منورہ آکر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فعال اور سرگرم زندگی کا آغاز کیا جس نے آپ کو اسد اللہ الغالب بنایا۔ اسلام کی تعمیر و ترویج کے لئے سرور کائنات ﷺ نے جو اقدامات فرمائے اور جس قدر غزوات لڑے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان میں بھرپور حصہ لیا جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(الف) تعمیر مسجد نبوی

آپ ﷺ نے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح مسجد نبوی کی تعمیر میں

بھرپور حصہ لیا اور انٹ گارا دھونے میں نہایت مستعدی سے شامل رہے۔

(ب) علی رضی اللہ عنہ معرکہ بدر میں

غزوہ بدر میں قریش کے مانے ہوئے بہادروں عقبہ اور شیبہ کو مبارزتِ طلی میں قتل کیا اور ایک دُعا حضرت عبیدہ بن حارث کو اپنے کمپ میں اٹھالائے اس جنگ میں کل ستر مشرک مارے گئے جن میں اٹھارہ کو واصل جہنم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا۔

(ج) غزوہ احد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کارنامے

غزوہ احد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کفار کے علم بردار کو ابتداء ہی میں مدح کیا پھر جب مسلمانوں کے علم بردار معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مکہ سنبالا اس جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سولہ زخم آئے۔

(د) غزوہ خندق اور عہد و کا قتل

غزوہ خندق کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قریش کے بہادر ترین شخص عمرو بن عبدود کو قتل کیا جو ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا اس کے قتل سے دشمنوں پر دہشت چھا گئی۔

(ر) صلح حدیبیہ اور عقیدت مرتضیٰ

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاہدہ تحریر فرمایا۔ قریش نے حضور ﷺ کے ام گرامی کے ساتھ رسول اللہ کا لفظ مٹانے پر اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ کی قسم مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔"

(س) جنگ خیبر اور شجاعتِ طلی

فتح خیبر میں آپ ﷺ نے شاعرِ فتح پائی اور اللہ کی خاص کرم نوازی سے ان کے مرکزی قلعہ کو فتح کیا۔

(ش) غزوہ حنین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پارودی

غزوہ حنین میں جب مسلمانوں پر اچانک حیروں کی بوجھاؤ شروع ہوئی تو مسلمان میدانِ احد کی سی کیفیت سے دوچار ہو گئے اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ انتہائی دلیری اور پارودی سے لڑے اور حضور ﷺ کی حفاظت کا حق ادا کر دیا۔

(ص) اعلانِ برائت

۹ ہجری کو تین سو مسلمانوں کا قافلہ حج کے لئے روانہ ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امیرِ الحج تھے۔ قافلہ کی روانگی کے بعد سورہ توبہ کی ابتدائی چالیس آیات مقدسہ نازل ہوئیں۔ ان میں شامل احکامات کے پیش نظر حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا تاکہ حج کے موقع پر یہ آیات پڑھ کر سنائیں اور اعلان فرما دیں کہ آئندہ کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور جن مشرک قبائل کے ساتھ مسلمانوں کے معاہدے ہیں وہ چار ماہ کے بعد ختم ہو جائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا یہ فرض بطریق احسن انجام دیا۔

(ض) یمن کا سفر

حج مکہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو تبلیغِ اسلام کے لئے یمن کے ایک بہت بڑے قبیلہ ہمدان کے پاس بھیجا گیا آپ رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

(ل) بت توڑ دیا

۹ ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ طے کا بتِ اُمّلس توڑنے کے لئے بھیجا گیا انہوں نے جا کر بت کو توڑا۔ بہت سا مال غنیمت اور قیدی ہاتھ لگے ان قیدیوں میں حاتم طائی کی بیٹی سنانہ بھی تھی۔

۱۱۔ یمن کا قاضی

جب یمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قاضی بنا کر بھیجا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے

عرض کیا کہ اس قوم میں مجھ سے زیادہ عمر رسیدہ اور تجربہ کار لوگ موجود ہیں ان کے معاملات کا فیصلہ کرنا میرے لئے مشکل ہوگا۔ حضور ﷺ نے جناب مرتضیٰ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی ”اے اللہ علی رضی اللہ عنہ کی زبان کو درست بنا دے اور اس کے دل کو ہدایت کے نور سے منور فرما۔“ اس کے بعد آپ کے سر پر حضور ﷺ نے عمامہ باندھا اور روانہ کیا۔

۱۲۔ حیدر کرار کا اعزاز

حیدر کرار سے واپسی پر مدینہ پاک کے راستے میں بعض افراد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں چہ میگوئیاں کیں جو حضور ﷺ کے کانوں تک بھی پہنچیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غدرِ غم کے مقام پر پڑاؤ کیا اور ایک خطبہ دیا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی اور فرمایا:

ترجمہ: ”میں جس کا مولا ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا مولا ہے۔“ ”جو علی رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے وہ میرا بھی دشمن ہے۔“

پھر فرمایا:

ترجمہ: ”اے اللہ جو علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت رکھ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر علی رضی اللہ عنہ سے بغل گیر ہوئے انہیں مبارک باد کی اور کہا آج سے آپ میرے بھی مولا ہیں۔“

۱۳۔ حضور ﷺ کا وصال: ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ

حضور سرورِ کونین ﷺ نے وصال فرمایا۔ حضور ﷺ کے اعزاء و اقارب نے تجہیز و تکفین کی خدمات انجام دیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی مدد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا اور قبر میں اتارا۔ یہ آخری سعادت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی۔

۱۴۔ خلافت صدیقی میں

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے پر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت کر لی تھی اور جب انھیں زکوٰۃ اور مرتدین نے عظیم فتنہ و فساد برپا کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مل کر اس فتنہ کو کچلنے کی پوری کوشش کی اور مدینہ پر حملہ آور ہونے والوں کو مار بھگایا۔ بعد میں بھی ان کے شیر و معاون و مددگار رہے۔

۱۵۔ خلافت فاروقی میں

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بلا جیل و جہت کی اور ہر معاملہ میں بھرپور تعاون کیا ان کے شیر رہے سفید اور گچ مشورے دیئے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اگر علی (رضی اللہ عنہ) نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔“

۱۶۔ خلافت عثمان میں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہو گئے تو دوسروں کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی بیعت کر لی پھر انھیں ہمیشہ انھیں غلامانہ قیصری مشورے دیتے رہے آپ اس وقت تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے رہے جب تک کہ بلوائیوں کے ہاتھوں بالکل بے بس نہ ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر آپ کو بے حد دکھ اور قلق ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت میں ڈھی ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ایہ سنا تو آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا ”خدا یا! میں عثمان کے خون سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں۔“

۱۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں۔ آپ اس صدمت سے ہلکا رہیں

کہ حضور ﷺ آپ رضی اللہ عنہ کو ماں کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت ابوطالب کی کفالت کے دوران اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت اور معافانہ سرپرستی کے باعث آپ کو یہ اعزاز عطا ہوا۔ ۴ ہجری میں جب آپ رضی اللہ عنہ اللہ کو یاری ہوئی تو حضور ﷺ نے انھیں اپنے کمرے سے نوازا اور فرمایا کہ اس کے بدلے میں انھیں جنتی لباس سے نوازا جائے گا۔ حضور ﷺ تھوڑی دیر کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کی قبر میں لیئے پھر انھیں اپنے مبارک ہاتھوں سے قبر میں اتار کر دفن کیا۔

۱۸۔ بلوائیوں کی دھمکی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی خلافت سنبھالنے کو تیار نہ ہوا تو بلوائیوں نے اہل مدینہ کو جمع کر کے دودن کی سہلت دی اور دھمکی دی کہ اگر اس مدت میں آپ خلیفہ کا انتخاب عمل میں نہ لائے تو ہم فلاں فلاں شخص کو قتل کر کے واپس چلے جائیں گے۔ اہل مدینہ اس دھمکی پر سخت پریشان ہوئے اور سب مل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اصرار کیا کہ آپ منصب خلافت سنبھالیں۔ شروع شروع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ رضا مند نہ ہوئے لیکن جب اہل مدینہ کے اصرار نے زور پکڑا تو آپ نے ایک دو روز سوچنے کی سہلت لی دوسرے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بلوائی اور کوفہ کے لوگ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور دہاؤ بڑھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت قبول کر لی۔

۱۹۔ خلافت حیدر کرار ۳۵ھ تا ۴۰ھ بمطابق ۶۵۶ء تا ۶۶۱ء

ہر سرفریضین کے اصرار اور تکرار پر آپ رضی اللہ عنہ خلافت کے لئے تیار ہوئے تو مسجد میں تشریف لے آئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت اور تمام خوارج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کی لیکن ان کے اقوال کے مطابق ان سے جبراً بیعت لی گئی تھی۔ بیعت کے فوراً بعد یہ دونوں حضرات مکہ سے چلے گئے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، حسان بن مالک

مولائے مرتضیٰ علیؑ کی بابرکت ولادت

بحال عبدالناصر

مستند تاریخی حوالوں سے حضرت علیؑ کو رحمہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت با سعادت کی تاریخ ۱۳ رجب ۶۰۰ھ ملتی ہے۔ آپ کی ولادت کے سلسلہ میں کئی حوالے ملتے ہیں جس سے کہ آپ کی پیدائش خانہ کعبہ کے اندر بتائی جاتی ہے۔ انہی حوالوں میں سے چھ ایک ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے آپ کی پیدائش اندرون کعبہ بتائی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ”فاطمہ بنت اسد نے حضرت علیؑ کو اندرون کعبہ جنم دیا۔ اسی سلسلہ فکر سے تعلق رکھنے والے سید الجوزی نے بھی آپ کی پیدائش خانہ کعبہ کے اندر بتائی ہے۔“

محمد حاضر کے تاریخ دانوں میں سے ڈاکٹر حمید اختر حضرت علیؑ کی بابرکت ولادت کے بارے میں یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کی پیدائش کے مجرمانہ واقعات اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ کا اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کیا مقام و مرتبہ ہے۔ آپ ۱۳ رجب ۶۰۰ھ کو خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ فاطمہ بنت اسد دروازہ سے کراہتی ہوئیں خانہ کعبہ کی طرف بڑھتی چارہی تھیں خانہ کعبہ کے پاس پہنچیں تو کعبہ کی دیوار شق ہوئی اور آپ اس کے اندر داخل ہو گئیں۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی جگہ بھر سے بھر ہو گئی۔ دیکھنے والے درطہ حیرت میں ڈوب گئے انہوں نے اندر داخل ہونے کی انتہا کوشش کی مگر نہ تو دیوار سے راستہ ملتا نہ دروازہ ہی کھل سکا۔ فاطمہ بنت اسد تین دن کے بعد ایک خوبصورت بچہ گود میں لیے ہوئے باہر آئیں تو حضور ﷺ نے اس کو مولود کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔ اس بچہ نے جس ہستی کو دنیا میں پہلی بار دیکھا وہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ تھی۔ یہ کعبہ کی

نبی اللہ ﷺ، ابوسعید خدریؓ، نعمان بن بشیرؓ جیسے چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیعت سے انکار کر دیا۔

۲۰۔ حضرت علیؑ کا پہلا خطبہ

شہادت عثمانی کے تقریباً ایک ہفتہ کے بعد حضرت علیؑ نے خطبہ خلافت ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! تم میں سے کسی کا مجھ پر کوئی حق نہیں سوائے اس کے کہ تم نے مجھے امامت کے لئے منتخب کیا۔ میں امارت سے گریز کر رہا تھا تمہاری پریشانی اور مسلسل اصرار کے باعث میں نے یہ ذمہ داری قبول کی ہے۔“ حاضرین نے یک زبان ہو کر کہا ہم لوگ اب تک اپنے اس بیان پر قائم ہیں۔ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا ”اے اللہ گواہ رہتا“ اس کے بعد بیعت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور آپ ﷺ سے ان سب نے بیعت کر لی جو اس سے قبل بیعت کرنے سے گریز اس تھے۔ بیعت کے بعد حضرت علیؑ اپنے گھر تشریف لے گئے۔

ناں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ
فَقَدْ أَتَى الْغُلَامَ فَبَيَّنَ الْبَابَ

ابن عباس

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے تو جسے علم چاہیے
اسے دروازے پر آنا چاہیئے۔ (مسند: جلد ۳ صفحہ ۱۳۶)

تاریخ میں پہلا واقعہ تھا کہ کسی کی ولادت اس کے اندر ہوئی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی ولادت کے تیس سال کے بعد دنیا میں تشریف لائے۔

نامور صوفی بزرگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے حوالے سے بہت خوبصورت اعزاز میں ارشادات بیان کیے ہیں۔ ان میں حضرت خواجہ محسن الدین چشتی اجیری رحمہ اللہ نمایاں ہیں فرماتے ہیں کہ ”جب حضرت علی شیر خدا خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے تو زمین و آسمان نور سے بھر گئے اور جبریل امین علیہ السلام نے یہ منادی کی کہ خانہ کعبہ کے اندر پائرت ولادت ہوئی ہے۔“

نبی ﷺ کا جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی کفالت میں لینا

ایک دفعہ کہ میں شدید قحط سالی ہوئی تو اس سے جہاں دیگر لوگ متاثر ہوئے وہاں جناب ابو طالب بھی معاشی لحاظ سے بڑی طرح متاثر ہوئے۔ اس صورتحال کا سید المرسلین آقائے دو جہاں محمد ﷺ کو اچھی طرح اعادہ تھا۔ اسی کے پیش نظر آپ ﷺ نے جناب حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے گزارش کی کہ ابو طالب کی معاشی حالت کچھ بہتر نہیں ہے۔ ہمیں ان کی مدد کرنی چاہیے۔ اس لیے ان کے بچوں میں سے ایک کی کفالت میں اپنے ذمہ لے لیتا ہوں اور ایک کی آپ لے لیں۔ لہذا آپ اپنے چچا ابو طالب کے پاس گئے اور حضرت علی کو محمد اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی کفالت کی ذمہ داری اٹھائی۔ اسی طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جناب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو اپنی کفالت میں لیا۔ جناب مرتضیٰ نے ایام قحط سے بلوغت تک آپ کے سایہ رحمت تلے پرورش پائی۔ حضرت محمد ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے کھانے پینے کا خاص خیال رکھتے اور اپنے ساتھ ہی سلاتے۔

اس کی وجہ تھی کہ جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بے شمار خوبیوں، فضائل و کرامت کے حامل تھے۔ جناب امیرِ مومنین رضی اللہ عنہ میں فصاحت و بلاغت کے جو جو ہر پائے جاتے تھے۔ وہ نبی ﷺ کے آغوش میں پرورش پانے ہی کا نتیجہ تھے۔ فصاحت و بلاغت میں نبی ﷺ کے بعد اگر کوئی تھے تو وہ جناب علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ تمام عرب آپ کی

ذہانت و علم و حکمت کا قائل تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

کئی نامور اسلامی سالرز خصوصاً مسعودی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت علی کو محمد اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کبھی اپنی تمام زندگی میں کبھی بت پرستی نہیں کی اور نہ ہی کسی غیر اللہ کی پرستش کی اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ دینِ ابراہیمی پر عمل پیرا تھے۔ اس لیے یہ کہنا کہ آپ کب اسلام لائے درست نہیں ہے کیونکہ آپ نے تو کبھی غیر اللہ کی پرستش ہی نہیں کی۔ اسی وجہ سے تو آپ کو محمد اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کہا جاتا ہے کہ کبھی آپ نے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کی۔

جب نبی ﷺ مسند نبوت پر محکم ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ بی بی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اسلام کی دعوت دی جو بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے قبول کی اللہ کے ایک ہونے کی گواہی دی اور آپ ﷺ کے نبی ﷺ اللہ ہونے کا اقرار کیا۔ تاریخ کی کتب میں حضرت علی سے متعلق اسلام کا بالقلب و باللسان اقرار کرنے کے جو واقعات ملتے ہیں۔ ان میں یہ بات تقریباً سب میں مشترک ہے کہ آپ کو نبی ﷺ نے دعوت اسلام دی جو آپ نے فوراً قبول کی اور کلمہ حق اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہداً ان محمد رسول اللہ باللہ کیا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۱۰ سال تھی یہ وہ وقت تھا جب قحط دو ہی افراد نے آپ ﷺ کے کلمہ حق کی تصدیق اور گواہی دی تھی۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے چچاؤں اور دیگر افراد سے ٹھپ کر مکہ کی گھاٹیوں میں جا کر نماز ادا کیا کرتے تھے اور شام کو پلٹ آتے تھے۔ ایک مرتبہ تک یہی دستور رہا ایک دن اتفاقاً حضرت ابو طالب نے آپ کو ان پھاڑوں میں عبادت کرتے دیکھ لیا اور حضرت محمد مصطفیٰ رضی اللہ عنہ سے حیرت کے ساتھ پوچھا۔ اے سچے بھائی تم کس دین پر عمل پیرا ہو تو آقائے دو جہاں محمد ﷺ نے جواب دیا چچا یہ آپ کے اور میرے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اور اللہ نے مجھے رسول بنا کر دین اسلام کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ دین اسلام کی تبلیغ میں میرا

ساتھ دیجئے یہ حق آپ کا زیادہ ہے۔ جناب ابو طالب نے کہا کہ بیٹے! جب تک میں زندہ ہوں تمہیں کوئی ڈراما بھی گزرنہ پہنچا سکے گا۔ تم اپنا مشن جاری رکھو پھر ابو طالب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا بیٹے تم کس دین پر عمل کرو ہو۔ آپ نے کہا اہا جان میں اللہ کے ایک ہونے اور محمد ﷺ کے خدا کے نبی ہونے پر ایمان لایا ہوں۔ میں نے محمد ﷺ کے نبی اللہ ہونے کی تصدیق کی ہے اور شہادت دی ہے۔

اولین اسلام لانے والوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارث، حضرت بلال رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کی ایک مختصر فہرست تیار ہو گئی جو کہ ابھی تک ڈھکے چھپے ہی نماز کی ادا تھی کیا کرتے تھے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک دن محمد ﷺ اور ابو جہل کا مفا کے قریب آمنا سامنا ہوا تو وہ آپ ﷺ کے بارے میں نازیبا درشت و ناگوار الفاظ کا استعمال کرنے لگ گیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ابو جہل نے دست درازی کی بھی جسارت کی اسی دوران حضرت حمزہ بن عبد المطلب بھی وہاں آ گئے انہوں نے ابو جہل کے پیچھے پر اپنی کمان سے اس زور کی ضرب لگائی کہ درد کے مارے ابو جہل کی چچ کل گئی اور دم سہلانا ہوا رخصت ہوا۔ اسکے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

تبلیغ دین کے لیے حکم الہی

امام ابن اسحاق، ابن ابی حاتم، ابن مردودہ، ابویہم اور تائلی رحمہم اللہ نے دلائل میں مختلف سندوں کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ جب آیت **وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَكْثَرِينَ** "اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔" آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو بلاؤں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ مجھے اس آیت کے بارے میں بتایا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ ان سے ایسا طرزِ عمل دیکھوں گا کہ جو ناپسندیدہ ہوگا۔ حضرت علی شیر خدا

رضی اللہ عنہ اس پر خاموش رہے کہ جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زور دے کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اس پر عمل درآمد کریں۔ اس پر محمد ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قریبی رشتہ داروں کی دعوت کا اہتمام کرنے کو کہا۔ جناب سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ وجہہ الکرمہ نے گوشت اور دودھ کا انتظام کیا اور بنو عبد المطلب کو اکٹھا کیا۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس روز ان کی تعداد چالیس تھی۔ اس دعوت میں آپ کے چچ ابو طالب رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابو لہب بھی تھے۔ جب سب آپ کے تو آپ ﷺ نے کھانا لانے کا حکم دیا۔ جب علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کھانا لائے تو نبی ﷺ نے گوشت کا ٹکڑا چکھا اسی طرح دودھ کا گھونٹ پیا تو کھانے میں اس قدر برکت ہوئی کہ تمام لوگوں نے کھانا کھایا اور سیراب ہو گئے۔ حضرت محمد ﷺ کہنے کے لیے اٹھے ہی تھے کہ ابو لہب نے جلدی کی اور فضول گوشت کی اس طرح سب چلے گئے۔ پھر اگلے دن دعوت کا اہتمام کیا تو ابو لہب نے ایسا ہی کیا اس بار کھانے کے بعد حضور ﷺ نے گفتگو فرمائی فرمایا اے بنو عبد المطلب! اللہ کی قسم! میں عربوں میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا جو اپنی قوم کے پاس ایسی چیز لایا ہو۔ جو اس سے افضل ہو جو تمہارے پاس لایا ہوں۔ میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی لایا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اس کی طرف بلاؤں تم میں سے کون میری اس محافلے میں مدد کرے گا۔ اس موقع پر تمام حاضرین محفل خاموش رہے فقط ایک صدائے حق بلند ہوئی۔ یہ آواز ایک دس سال کے نوجوان نوجوان کی تھی۔ یہ جناب خیر البراء شیر یزداں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تھے جنہوں نے اتنی کم عمر میں مصطفیٰ ﷺ کے کلمہ حق کی گواہی دی اور اس ناواقف میں آپ کا ساتھ دینے کا ایقانہ عہد کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ وجہہ الکرمہ کے اس جواب پر تمام لوگ انس پڑے کہ محمد ﷺ کے مشن کی کامیابی کے لیے یہ فقط دس سال کا نوجوان کیا ساتھ دے گا۔ لیکن بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے کہے کو پوری طرح سچ کر دکھایا۔ غزوہ بدر، غزوہ احد یا غزوہ خندق ہو۔ ان سب میں جناب امیر علیہ السلام کی حیثیت کلیدی رہی۔

جناب ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کا ایک شعر اس بات کی بھرپور عکاسی کرتا ہے کہ اسلام کے دامن میں بس دوی تو جڑ ہے اک مجھہ شیری! اک ضرب یہ الہی بے شک ضرب یہ الہی (ضرب علی) تو تھی جس نے اسلام کو حیاتِ جاودانی بخشی۔ اس میں جناب سید الشہداء حضرت امام حسین ؑ کا بڑا حصہ ہے۔ جنہوں نے کربلا میں یزیدیت کے خلاف امر بالمعروف و نہی منکر کا عملی مظاہرہ پیش کرتے ہوئے اپنے رفقا کے ساتھ جامِ شہادت نوش کیا۔

ہجرت مدینہ سے قبل

قریش نے جب یہ دیکھا کہ ان کے تمام تر مظالم اور اذیتوں کے باوجود اسلام تیزی سے پھیلنے لگا ہے اور لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں تو انہوں نے یہ تدبیر کی کہ بنو ہاشم کا معاشرتی بائیکاٹ کیا جائے جس کا مطلب ہے کہ خاندانِ بنو ہاشم سے کسی بھی طرح کا لین دین، تعلق واسطہ، معاشی تعلق قائم نہ رکھا جائے۔ اس غرض سے تمام قبائل قریش مکہ نے ایک معاہدہ تحریر کیا اور اسے خانہ کعبہ پر آویزاں کر دیا۔

ابو طالب تمام خاندان کو لے کر شعب ابی طالب میں پناہ گزین ہوئے۔ یہ پہاڑ کا ایک درہ تھا جو خاندانِ بنو ہاشم کا موروثی تھا۔ خاندانِ ہاشم نے تین سال لگے بھر کیے اور ایسی ایسی صورت حال کا سامنا کیا کہ کوئی اور ہوتا تو اس دھاؤں کے نتیجہ میں کھٹے ٹھک دیتا۔ مگر اس خاندان کے کسی ایک فرد کا ارادہ ذرا بھر بھی متزلزل نہ ہوا۔ تاریخی کتب میں ذکر ملتا ہے کہ ان افراد نے سچے کھا کر گزارا کیا۔ اس سلسلے میں حضرت سعد بن وقاص ؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات میرے ہاتھ میں سوکھا ہوا چھڑا آگیا تو میں نے اسے پانی سے دھویا آگ پر بھونٹا اور پانی میں ملا کر کھا گیا۔

فرشید کچھ لوگ جو کہ قریش قبائل سے تھے ان کے دل میں کوئی ہمدردی کا جذبہ جاگا ان میں سے مطعم بن عدی نے ابو جہل سے خاص نگرار کے بعد معاہدہ چاک کر دیا اور یہ افراد مطعم بن عدی، امدی بن قیس، ابو الجحری سب بنو ہاشم کے پاس گئے اور انہیں درہ سے نکال لائے۔ ؑ

سن ۱۰ نبوی میں بنو ہاشم شعب ابی طالب سے باہر آئے ہیں۔ اسی سن نبوی میں حضرت بی بی خدیجہ الکبریٰ کا انتقال اور کچھ عرصہ بعد اسی سن میں جناب ابو طالب بھی راہِ عدم کو سدھار گئے۔ آپ کو ان شخصیات کے چلے جانے کا شدید ڈکھ ہوا۔ آپ نے اس سال کو عام الحزن ؑ قرار دیا۔

حضرت حمزہ اور حضرت عمر ؓ کے قبولِ اسلام کے بعد مسلمانوں کی اس چھوٹی سی جماعت میں ہمت و حوصلہ پیدا ہوا اور وہ اپنی عبادت اور تبلیغِ اسلام کلمے عام کرنے لگ گئے۔ مگر قریش اس صورت حال میں خاموش بیٹھنے والے نہ تھے۔ انہوں نے جبر و تشدد میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ اس میں جناب حضرت بلال ؓ (حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے غلام) کو خاص تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ اس کے علاوہ دیگر صحابہ کرام ؓ یا ان کے عزیز و رشتہ داروں کو طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں کہ وہ اس سلسلے دین (اسلام) کو چھوڑ کر اپنے آباء اجداد کے دین پر واپس آ جائیں۔ مگر جو کلمہ حق ان کے دلوں میں رچ بس گیا تھا وہ ذرا بھی کم نہ ہو سکا۔ ان کے حوصلے کسی طرح بھی پست نہ کیے جاسکے۔ حضرت محمد ؐ کو بھی کفار قریش نے طرح طرح سے اذیتیں و پریشائیاں دیں جب ان سب سے کام نہ بن سکا تو حضور ؐ کو دنیاوی مال و دولت کا لالچ دیا گیا۔ جب قریش اپنے تمام حربے آزما چکے اور کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی تو نبی ؐ کو قتل کرنے کی سازش تیار کی گئی۔

حوالہ جات

- (۱) اولادِ انصاریہ۔ (۲) تذکرۃ الخویش الاول۔ (۳) الرضی الامام سید ابی الحسن علی ہدی۔ (۴) تاریخ الامم والملوک لابن جریر طبری۔ (۵) جناب ابو طالب کو اس بات کا پہلی طرح اطلاع تھا کہ محمد ؐ نے جس سلسلے دین کی بنیاد ڈالی ہے اس کے جواب میں تمام قریش قبائل کی شدید مخالفت کریں گے اور کسی بھی طرح کی جرات کرنے سے گریز نہیں کریں گے لہذا آپ نے یہ کہہ کر کہ تم اپنا مشن جاری رکھو جس کوئی گزند نہ پہنچ سکے گا محمد ؐ کو ایک قوتِ حاکم کی۔ (۶) تاریخ الامم والملوک لابن جریر طبری۔ (۷) البدایہ والنہایہ۔ (۸) ابو عبد اللہ مطب۔ (۹) تفسیر درمثور از امام جلال الدین سیوطی جلد ہفتم صفحہ ۲۶۹، بحوالہ تفسیر طبری ذیل آیت بڑا جلد ۱، صفحہ ۱۳۹۔ (۱۰) معاہدہ حرم کرنے والے کا نام مصعب بن عمیر۔ سیرت النبی از شبلی نعمانی جلد اول صفحہ ۱۳۹۔ (۱۱) علامہ شبلی نعمانی نے شعب ابی طالب میں پناہ گزین ہونے کا سن ۷ ہی لکھا ہے۔ (۱۲) سیرت ابن ہشام تاریخ طبری۔ (۱۳) فہم کا سال۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ.....

شخصیت کا اجمالی خاکہ

قاری مبدل رحمہ چشتی *

نام: علی والد کا نام: ابو طالب والدہ کا نام: فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا
 کنیت: ابو تراب، ابو الحسن لقب: المرتضیٰ، حیدر کرار تاریخ پیدائش: اعلان نبوت
 سے ۱۰ سال قبل یعنی ۶۰۰ھ مقام پیدائش: مکہ مکرمہ تاریخ شہادت: ۲۱ رمضان
 المبارک ۴۰ھ مقام شہادت: کوفہ عراق مدفن: نجف اشرف عراق عمر:
 ۶۳ سال مدت خلافت: تقریباً پانچ سال۔

کارنامے

آپ نے فزوات و جہاد میں بے مثل شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ حتیٰ کہ غزوہ
 خندق میں حرب کے شرور آفاق جنگجو عمرو بن عبدود کو قتل کیا اور غزوہ خیبر میں قلعہ خیبر کو
 آپ ہی نے فتح کیا۔ آپ کو نبی اکرم ﷺ نے یمن کا قاضی مقرر کیا۔ جہاں آپ نے
 قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق فیصلے صادر فرمائے آپ نے طم الخو کو ایمان کیا۔
 آپ نے اپنے دور خلافت میں فتنہ خارجیت کا قلع قمع کیا۔

خصوصیات

آپ خالص کعبہ اللہ میں پیدا ہوئے۔ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لائے
 آپ کی تربیت خود نبی کریم ﷺ نے فرمائی۔ آپ نبی اکرم ﷺ کی سب سے چچی
 صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے شوہر نامدار ہیں کہ جن کے یمن سے نبی اکرم
 ﷺ کا سلسلہ نسب چلا ہے۔ آپ کو نبی اکرم ﷺ نے اپنے اہل والا فرمایا ہے۔

☆ مدرس: شعبہ ترویج (جامعہ انوار القرآن، مجلس اقبال، کراچی)

مواغات مدینہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم دنیا و آخرت میں میرے
 بھائی ہو۔

فضیلت

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ
 نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ اُم المؤمنین
 حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے علی سے محبت
 کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور
 جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا
 اس نے اللہ سے بغض رکھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسہر میں جنبی آدمی کا رہنا
 جائز نہیں ہے سوائے میرے اور علی کے۔ اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ علی کی طرف
 دیکھنا بھی عبادت ہے۔

کلمات تحسین

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سب سے بہتر فیصلہ
 کرنے والے علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت قاروق اعظم رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر علی
 رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا اور میں ایسے مشکل مسئلے سے اللہ کی پناہ مانگتا
 ہوں جس کا حل علی رضی اللہ عنہ کے پاس نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے علی رضی اللہ عنہ کے بعد زندہ نہ
 رکھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ موجودہ افراد میں علی سنت کے سب
 سے زیادہ عالم ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایک شخص نے حاضر ہو کر
 ایک مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھو کہ وہ زیادہ عالم
 ہیں۔ اس نے کہا کہ مجھے آپ کا جواب زیادہ پسند ہے تو آپ نے کہا کہ تو نے بہت
 بُری بات کہی ہے تو نے ایک ایسے بزرگ کے جواب کو مکروہ جانا کہ جنہیں حضور ﷺ
 بہت گہرے علوم سکھاتے تھے۔

امیر المؤمنین اسد اللہ الخالب

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

محمد دین کلیم قادری

اسلام کے مہن میں بس اس کے سا کیا ہے اک ضرب یہ المٹی، اک سجدہ شبیرؑ
(علامہ اقبال)

کیت ابوتاب اور ابوالحسن ہے۔ لقب مرتضیٰ، خطاب اسد اللہ الخالب، اور اسم گرامی علی بن ابی طالب ہے۔ پوری سلسلہ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم اور مادری سلسلہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم پر ختمی ہوتا ہے۔ ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ بچوں میں سب سے قبل اسلام قبول فرمایا۔ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد ۳۵ھ مطابق ۶۵۵ء میں مسند خلافت کو زینت بخشی۔ چار پانچ سال خلیفہ المؤمنین کے منصب عالی پر فائز رہے۔

آپ کے فضائل و مناقب کو بیان کرنے کے لئے ایک عمر درکار ہے۔ خدائے ایزد تعالیٰ نے آپ کے لئے دو بار مغرب سے سورج کا زرخ بھیرا۔ ہادی کونین نے فرمایا کہ جس سے میری دوستی ہے علی بھی اس کے دوست ہیں۔ تمام سلاسل آپ پر ختم ہوتے ہیں۔ آنجناب امام اول ہیں۔ ایک دوسرے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے علی! تو میرے واسطے ایسا ہے جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے مگر شرط یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نمی نہیں آئے گا۔

آپ خلیفہ چہارم اصحاب رسول اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ آپ سے ۵۸۶ احادیث مروی ہیں۔ ۱۲۳۱ھ احادیث بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہیں۔ سرکار مدینہ کے اصحاب شوریٰ میں داخل تھے۔ جب سرکار دو عالم ﷺ مدینہ منورہ شریف

بیعت و شہادت

آپ کو حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد بالاتفاق خلیفہ مقرر کیا گیا۔ آپ نے تقریباً پانچ سال تک خلافت کے امور سرانجام دیے۔ آپ کے دور خلافت میں ہی کچھ لوگ آپ کے مخالف ہو گئے اور معاذ اللہ آپ کو واجب القتل قرار دینے لگے۔ انہیں لوگوں میں سے آپ کو ایک خارجی ابنِ ملجم نے صبح فجر کی جماعت کے وقت تنوار سے ڈھی کر دیا اور اس وحید کا صدق ظہرہ کہ جو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ پچھلے دور میں سب سے زیادہ بد بخت وہ تھا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کیا تھا اور اس دور میں سب سے بد بخت وہ ہوگا جو علیؓ کے چہرے کو خون سے رنگین کرے گا۔ آپ تین دن تک زخمی حالت میں رہنے کے بعد واصلِ بچن ہو گئے۔

ارشادات عالیہ

حضرت سیدنا امام حسنؓ سے آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں چار اور چار نصیحتیں کرتا ہوں، انہیں یاد کر لو۔

(۱) سب سے بڑی مالداری عقل ہے۔ (۲) سب سے بڑی غریبی سناقت ہے۔ (۳) سب سے بڑی وحشت خود بینی ہے۔ (۴) سب سے بڑا کرم حسن خلق ہے۔

انہوں نے عرض کیا اور چار کون سی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ (۱) خیر دار احسن کی دوستی سے دور رہنا کہ وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا لیکن نقصان دے گا۔ (۲) جھوٹے کی دوستی سے چمنا کہ وہ تجھے دور کی چیز نزدیک اور نزدیک کی چیز دور دکھائے گا۔ (۳) بخیل کی دوستی سے دور رہنا کہ جب تمہیں ضرورت پیش آئے گی وہ تمہاری کوئی مدد نہیں کرے گا۔ (۴) فاجر کی دوستی سے چمنا کہ وہ تمہیں کوڑی کی قیمت پر فروخت کر دے گا۔ (خصوصی مجلہ "قائوس" ۲۰۰۵ء..... خلافت راشدہ نمبر)۔

لے گئے تو چند دنوں کے لئے آپ کو مکہ معظمہ رہنے کا حکم ملا ہوا تھا تاکہ لوگوں کی امنشیں اور وصایا جو سرکارِ عالی تبار کے ذمہ تھے ان کو واپس کر دیئے جائیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کے سوال کیا کہ حضور ﷺ کو مردوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت تھی فرمایا علی سے (رضی اللہ عنہ) جب اخوت کا عالمگیر رشتہ قائم ہوا تو حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی بنے تھے۔ فزود بدر، احد، خندق، بیت رضوان، فتح خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف ان تمام جنگوں میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خود شریک تھے۔ جنگِ احد میں آپ کو سولہ زخم آئے تھے۔ پانچ سال کی مدت خلافت میں آپ نے امور مملکت اور مہمات فکلی کو سلجھانے کے لئے جو گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ ان کی تفصیل سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔

علامہ عبدالوہاب الشعرانی رحمہ اللہ اپنی کتاب الطبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ کی خدمت اقدس میں قالود پیش کیا جب وہ سامنے رکھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تو خوشبودار خوش رنگ اور خوش مزہ تو ہے لیکن مجھے پسند نہیں کہ اپنے لیس کو ایسی چیز کا خورک بنائوں جس کی پہلے عادت نہیں۔ آپ اپنے کرتہ میں خود بچہ لگایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بچہ لگانے سے دل میں خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے۔ زہد و ریاضت میں آپ کا مقام بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ مسند امام ضیل رحمہ اللہ میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ میں بھوک سے ایسی حالت میں ہوتا ہوں کہ حکم پر پھر باعد ہتا ہوں لیکن میرے صدقات کی مقدار چار ہزار اشرفی تک ہو چکی ہے۔ دوسری روایات میں چالیس ہزار اشرفی ہے۔

آپ دین اسلام کے رموز و اسرار کے عالم تھے۔ لیکن عمل کی زندگی کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ صرف خواص کو آپ نے تصوف کے حقائق و معارف سے نوازا۔ بے حیل تقریر فرماتے تھے اور خطابت تو آپ کے گھر کی لوطی تھی۔ بڑے بڑے مجموعوں میں فی البدیہہ تقریر فرماتے جو مدلل اور موثر ہوتی تھی۔ صحیح احادیث میں آپ کے اشعار بھی موجود ہیں۔ خطبات کا مجموعہ باسم ”نسخ البلاغت“ اور ”دیوان علی“ شاعری کا

مجموعہ آپ کی طرف منسوب ہیں۔ آپ نے عربی زبان کی گرامر مدقن کرنے میں ابو الاسود کی مدد کی تھی۔

شہادت ۴۰ھ مطابق ۶۶۱ء میں عمر ۶۳ سال بمقام کوفہ ہوئی۔ نجف اشرف میں پالواری مقبرہ ہے۔ غسل جنازہ میں امام حسن رضی اللہ عنہ، امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شریک ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سرکارِ مدینہ کی تعمیر و محنتیں سے کچھ حصرِ حدیث مدنی سے اپنے لئے بچا رکھے تھے۔ اسی سے جسم اطہر معطر کیا گیا۔ کفن عین کپڑوں پر مشتمل تھا۔ دستار اور پیرا بن نہ تھا۔ نماز جنازہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ آپ کے روضہ مبارک کا گنبد سنہری ہے اور دروازے سونے کے بنے ہیں۔

اے جبا کیا یاد فرمایا ہے مولا نے مجھے

آج میرا دل کھپا جاتا ہے کیوں سونے علی

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

بَاغِلِي مَحَبَّتِكَ مُحِبِّي

مِنْ بَعْضِكَ بِبَعْضِي

اے علی صرف مومن ہی تجھ سے محبت رکھے گا

اور منافق ہی تجھ سے بغض رکھے گا۔

مولود کعبہ مولائے کائنات امیر المومنین

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

پروفیسر محمد اکرم رضا

جس طرح آفتاب نصف النہار پر ہوتا ذرات ریگزار کو اپنی روشنی کا پرتو بخش دیتا ہے اور ذرات بے مایہ بھی جگہ جگہ اٹھتے ہیں اسی طرح جب حضور محمد مصطفیٰ ﷺ مہر عالمیاب نبوت بن کر کوہ قارون پر جلوہ گر ہوئے تو آپ کے کردار کی لازوال کرلوں نے ذرات ریگزار کی صورت بے مایہ صراشتیوں کے قلب و جان کو منور کر کے انہیں اقوام عالم میں ممتاز کر دیا، جو بھی آپ کے دامان فیوض سے وابستہ ہوا بزم ہستی کی ٹکاہوں کا ستار بن گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا لقب پایا، حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو قاضی اعظم کا خطاب ملا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کامل الصفاء والایمان کی سند ملی اور جب سیدنا علی ابن ابی طالب آپ کے دربار گہر ہار سے فیض یاب ہوئے تو اسد اللہ الغالب کا اعزاز ان کا مقدر بن چکا تھا۔ کس کس صفت سرور کو نہیں ﷺ کا تذکرہ کیا جائے، حق تو یہ ہے کہ:

جس طرف چشم محمد کے اشارے ہو گئے جتنے درے سامنے آئے ستارے ہو گئے

ولادت حضرت علی رضی اللہ عنہ

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳ رجب المرجب بروز جمعہ المبارک عام الفیل کے تیس سال بعد کہ مکہ میں ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی عبدالمطلب کے چند لوگوں کے ساتھ مسجد بیت الحرام میں تشریف فرما تھے کہ مولا علی کوہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی والدہ فاطمہ بنت اسد وہاں تشریف لائیں۔ جب وہ مصروف طواف ہوئیں تو چوتھے پکر میں چلنے کی قوت نہ رہی، درودہ نے شدت اختیار کر لی تو آپ بے اختیار ہو کر پکاریں:

☆ مولود کعبہ مصنف، شاعر وادیب، قیام کوہ اناولہ 0554-244459

”اے رب کعبہ بجزمت کعبہ اس ولادت کو مجھ پر آسان کر“

یغلت دیوار کعبہ شق ہوئی اور فاطمہ بنت اسد کعبے کے اندر تشریف لے گئیں اور وہاں موجود افراد کی ٹکاہوں سے اوجھل ہو گئیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کو امدودن کعبہ تلاش کیا مگر آپ نہ ملیں۔ چوتھے روز آپ اسی کعبہ سے باہر تشریف لائیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گود میں لئے ہوئے تھیں۔

جب حضور ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کی خبر ملی تو آپ نے اپنے بچا اور بچی سے فرمایا کہ اس کا نام کیا رکھا ہے؟ حضرت ابوطالب نے کہا کہ میں نے اس کا نام زید اور اس کی والدہ نے اسد رکھا ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اس کا نام علی رکھو جو مالی ہستی کی خبر دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ نے عرض کیا خدا کی قسم مجھے غیب سے یہ آواز ہی آتی تھیں کہ فاطمہ اس کا نام ”علی“ رکھ کر میں نے اس کو چھایا تھا۔

قبول اسلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ اقلیت حاصل ہے کہ آپ نے نو عمر لڑکوں میں سب سے پہلے دعوت اسلام کو قبول کیا اور حضور محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر ابھی دس سال ہی کی تھی کہ جناب رسول خدا ﷺ کو رب کی طرف سے اعلان نبوت کا حکم ملا ہوا اور اس کے ساتھ ہی نماز بھی فرض ہو گئی۔ ایک دن حضور ﷺ اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حیرت سے اس سچے منظر کو دیکھا اور اپنے بزرگ بھائی سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یہ سب کیا تھا؟ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی توحید، اپنے منصب نبوت اور نماز وغیرہ کے بارے میں بتایا اور انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ ایک دن کے خور و نگر کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ دامان نبوت سے ہمیشہ ہمیش کے لئے وابستہ ہو چکے

تھے۔ اسلام قبول کرنے والوں میں آپ تیسرے فرد تھے۔

اشاعت اسلام میں معاونت رسول ﷺ

جب حضور ﷺ اعلان نبوت فرما چکے تو آپ تین سال تک خفیہ طریقے سے اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔ عام اجتماعات سے خطاب کرنے کے بجائے آپ مخصوص افراد سے ملاقاتیں کرتے اور انہیں قبول اسلام کی دعوت دیتے۔ اعلان نبوت کے چوتھے سال حضور ﷺ کو خدا کی طرف سے حکم ہوا کہ اب آپ خفیہ طور پر نہیں بلکہ اعلانیہ طور پر تبلیغ کیجئے اور اس کی ابتداء اپنے قریبی رشتہ داروں سے کیجئے۔

حکم رہائی کی قبیل میں حضور ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر اپنے خاندان کے لوگوں کو جمع کیا اور انہیں توحید اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کو ارشاد فرمایا لیکن الہلب نے حضور ﷺ کی شان میں بد قیڑی کی، جس سے مجمع منتشر ہو گیا۔ آپ نے ایک مرتبہ پھر اپنے عزیزوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ اے ابو عبد المطلب میں تمہارے سامنے دنیا اور آخرت کی بہترین نعمتیں پیش کرتا ہوں۔ تاؤ اس معاملہ میں کون میرا ساتھ دے گا؟ آپ کی یہ بات سن کر جملہ عزیز خاموش رہے۔ فقط حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آواز ابھری، انہوں نے پر عزم لہجے میں کہا:

”اگرچہ میری عمر سب سے چھوٹی ہے، میری آنکھیں دکھی ہیں اور میری ٹانگیں پتلی ہیں لیکن میں اسلام کی راہ میں آپ کا ساتھ دوں گا۔“

چھوٹی سی عمر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبولیت اسلام کا اظہار اور حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے معاونت کا اعلان آنے والے ادوار میں آپ کی انتہائی سہ بخشی کا سبب ثابت ہوا۔

ہجرت رسول ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانثاری

جب کفار نے حضور ﷺ کی شہادت کا منصوبہ بنا لیا تو حضور ﷺ کو ہجرت کا حکم ملا۔ رات کا وقت تھا آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیت میں مکہ

سے مدینہ کی جانب روانہ ہونا چاہتے تھے مگر آپ کے پاس اہل مکہ کی امانتیں تھیں، جنہیں لوٹانا ضروری تھا۔ کفار نے چاروں طرف سے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اس موقع پر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے پاس اہل مکہ کی بہت سی امانتیں ہیں، جنہیں واپس لوٹانا ضروری ہے، تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ، صبح جب تم یہ امانتیں حق داروں کے سپرد کر چکو تو مدینہ چلے آنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم معصومی کی اطاعت میں ذرہ بھر بھی تاہل نہیں کیا اور بے خوف و خطر حضور ﷺ کے بستر پر لیٹ گئے۔ صبح جب کفار نکواریں سونت کر حضور ﷺ کے مکان میں آئے تو دیکھا کہ حضور ﷺ کے بجائے حضور ﷺ کا جانثار آپ کے بستر پر سو رہا ہے۔ دل و جان مطمئن، لوگوں پر کفار کے لئے خمد استہزاء، کفار کی دھمکیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پائے استقلال میں ذرہ بھر بھی لغزش پیدا نہ کر سکیں اور آپ کی جملہ امانتیں حق داروں میں تقسیم کر کے تین چار یوم بعد حضور ﷺ کے حکم کے مطابق مدینہ کو ہجرت کر گئے۔

دلیری و شجاعت

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شجاعت شجاع، بہادر، جواں مرد اور دلیر تھے۔ آپ کی شجاعت و دلیری ضرب الغل میں ڈھل چکی ہے، جس دشمن کے مقابلے میں میدان میں اترے، اس سے کبھی شکست نہ کھائی، ہر مصرعے میں آپ کو اپنے حریف پر فتح کامل عطا ہوئی۔ آپ نکواریں کے وطن، جنگ آزما اور حرب و ضرب کے ماہر تھے۔ علامہ محمد اقبال نے آپ کی شجاعت کو عالم اسلام کا افتخار قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ:

تری خاک میں ہے اگر شر تو خیال فقر و غنا نہ کر

کہ جہاں میں نان شیر پر ہے مداوت حیدری

آپ کی فتح بے نیام جب کفار کے خلاف نیام سے باہر آتی تھی تو قلبہ اسلام کا احساس دلائے بغیر نہیں رکھتی تھی۔ آپ میدان جہاد میں دشمنوں پر ہمیشہ بڑھ چڑھ کر وار کرتے تھے۔ غزوہ بدر میں آپ نے بھادری و دلیری کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمن

دنگ رہ گئے۔ اس دور میں دستور تھا کہ پہلے حواری فوجوں کے بہادر افراد ہادی ہادی مقابلے کے لئے نکلتے تھے اور پھر عام جنگ شروع ہوتی تھی۔ کفار کی طرف سے عقبہ ولید اور شیبہ مقابلے کو نکلتے جبکہ مسلمانوں کی طرف سے حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم مقابلہ میں آئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عقبہ کو مار گرایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولید کو قتل کر دیا، ان کے برعکس شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تلوار سونت کر آگے بڑھے اور ایک ہی ضرب کاری سے شیبہ کو قاتل التار کر دیا۔ اس معرکہ کے علاوہ آپ نے غزوہ احد، غزوہ خندق، بنو نضیر اور بنو قریظہ سے جنگ، بنو سہد کی سرکوبی اور معرکہ خیبر میں بھی ایمانی شہادت کا مظاہرہ کیا۔

خیبر کا معرکہ بالخصوص سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خداوند شہادت کا مظہر ہے جب کئی روز تک لڑائی کے باوجود قلعہ خیبر فتح نہ ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ کل میں جہنم اُس کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ خیبر کو فتح کرے گا۔

اگلے روز اصحاب رسول صخر تھے کہ یہ جہنم اس خوش بخت کو عطا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے جملہ صحابہ کی طرف دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہارے میں دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں؟ صحابہ نے کہا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، وہ بیمار ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لعاب دہن لگنے کی دیر تھی کہ درد جاتا رہا اور پھر کبھی آنکھوں کو تکلیف لاحق نہ ہوئی پھر حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طم خاص صلا کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلے کفار کو اسلام کی دعوت دینا پھر ان سے جنگ کرنا۔

اس جنگ میں خیبر کا سردار مرحب آپ کے مقابلے پر اترا، اُسے اپنی طاقت اور شہ زوری پر بہت گھمنڈ تھا اور اس نے اپنی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے اور اس کے سنی شیر کے ہیں۔ یہ کہا اور ایک ہی وار میں مرحب کا خاتمہ کر دیا۔ جنگ کے دوران میں قلعہ خیبر کا دروازہ کہ جسے چالیس آدمی بھی مل کر نہ اٹھا سکتے تھے۔ حضرت علی

رضی اللہ عنہ نے ایک ہی ضرب سے اسے جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ امام رازی کے مطابق اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ قوت یزدانی کے مظہر بنے ہوئے تھے۔ اسی قوت یزدانی کے سامنے قلعہ خیبر کا دروازہ ایک لمحے کی حیثیت رکھتا تھا۔ کج ہے کہ

شیر مرداں، شاہ یزداں، قوت پروردگار لائی الا علی لاسیف الا ذوالفقار

باب مہمۃ العلم

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی طویل صحبت میسر آئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے محبت رسول اللہ ﷺ کے سہارے شب و روز احکام مصطفویٰ کو بجا لانا اپنا شعار زندگی بنا لیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضور رسول اللہ ﷺ بھی آپ پر غیر معمولی شفقت و عنایت فرمایا کرتے تھے۔ اسی عنایت خاص کا کرشمہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جہاں دلیری و شہادت میں بے مثال تھے، وہاں حکمت و دانائی میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

انما مدینۃ العلم وعلی بانہا

”میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔“

اب ظاہر ہے کہ شہر جس قدر وسیع، عظیم اور بے مثال ہوگا، اس کے دروازے کی قدر و منزلت بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

علامہ محمد اقبال کہتے ہیں:

ذات او دروازہ شہر علوم زہر فرماں جہاں دہن و روم

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دانائی و حکمت کا کمال یہ تھا کہ آپ بڑے بڑے مسائل چشمِ دون میں حل کر دیتے تھے۔ حضور ﷺ آپ سے محبت فرماتے تھے۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا ”علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔“

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے واپسی پر جب حضور ﷺ نہر یغم کے مقابلے پر پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اٹھا کر صحابہ سے

مطلب ہو کر فرمایا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تمام مسلمان مجھے اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں، آپ نے پھر فرمایا کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہر مومن مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب رکھتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں، پھر حضور ﷺ نے فرمایا جس کا میں محبوب ہوں، اس کے علی محبوب ہیں۔ اے اللہ! اس سے محبت کر جو علی سے محبت رکھے۔ اے اللہ! اس سے عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھے۔

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ بڑے سے بڑے اعزاز کا مستحق سمجھا، جب آپ ہجرت کی غرض سے مکہ کو روانہ ہوئے تو تمام امانتیں آپ کے سپرد کر گئے۔ دوسری بار آپ غزوہ تبوک کی خاطر تھریف لے گئے تو اہل مدینہ کی حفاظت کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ گئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جہاد میں شرکت سے محرومی پر رنجیدہ ہوئے تو سلطان دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اے علی! کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو، جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔“

حضور ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کس قدر عزیز تھے، اس کا اعجازہ رئیس کے واقعہ سے ہو جاتا ہے۔ ایک بار حضور ﷺ صحر کی نماز ادا فرمانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر استراحت فرمانے لگے کہ معاذ اللہ وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی تک صحر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سورج کو فروب ہوتے دیکھتے رہے لیکن احرام نبوت کے پیش نظر دیر بھی جنبش نہ کی، جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو آقائے دو جہاں ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خاطر رب کریم سے عرض گزار ہوئے کہ

”اے اللہ! بے شک یہ حیرت اور حیرے رسول کی اطاعت میں تھا، پس تو سورج کو اس کے لئے لوٹا دے۔ چنانچہ ڈوبا ہوا سورج دوبارہ طلوع ہو گیا۔“

بقول امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ:

حیرت مرضی پام کیا سورج پھرا اٹکے قدم حیرت اٹلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چمک گیا جملہ اصحاب رسول اس امر سے بخوبی آگاہ تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ کو کس قدر عزیز ہیں اسی لئے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تکریم و تعظیم کرتے تھے۔ خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اہم مسائل میں آپ کے مشورے اور رائے سے فیصلہ کرتے تھے۔ حضرت الامام عسکری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”اے علی! تمہارے ساتھ محبت رکھنا ایمان ہے اور تمہارے ساتھ بغض رکھنا منافقت ہے سب سے پہلے تمہارے محبت جنت میں داخل ہوں گے اور تمہارے ساتھ بغض رکھنے والے سب سے پہلے دوزخ میں داخل ہوں گے۔“

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح

حضرت علی رضی اللہ عنہ جناب رسول کریم ﷺ کو اس قدر عزیز تھے کہ آپ نے انہیں دامادی کا شرف بھی عطا کر دیا۔ غزوہ بدر کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ حضور ﷺ کی محبوبہ صاحبزادی سے نکاح کے لئے درخواست کریں، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مدعا کہہ چکے تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ تمہارے پاس مہرا ادا کرنے کے لئے کچھ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ایک گھوڑے اور ایک زرہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا گھوڑے کو جہاد کے لئے رکھو اور زرہ کو فروخت کر دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ زرہ چار سو اسی درہم میں فروخت کی اور قیمت لا کر حضور ﷺ کو پیش کر دی۔ حضور ﷺ نے بلال کو حکم دیا کہ بازار سے صبر اور خوشبو لائیں۔ اس کے بعد خود نکاح پڑھایا اور خیر و برکت کی دعا دی۔ نکاح کے تقریباً دس گیارہ ماہ بعد رخصتی ہوئی۔ رخصتی کے وقت خاتونِ جنت کو جو حمیز ملا وہ یہ تھا ایک چنگ، ایک بستر، ایک چادر، دو چکیاں اور ایک مکینزہ۔ خاتونِ جنت کو دیا جانے والا یہ حمیز راقی دنیا تک اُمت اسلام کے لئے موصوفہ

عمل بنا رہے گا۔

دور خلافت

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا دور خلافت ہنگاموں اور شورشوں کی زد میں رہا۔ ان ہنگاموں کا سلسلہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ درالحکومت اور پھر اسلامی سلطنت کے مختلف صوبوں میں شورشوں اور بغاوتوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے سب سے زیادہ تکلیف وہ یہ امر تھا کہ انہیں مجبوراً اپنیوں کے خلاف صف آراء ہونا پڑا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت نے مفسدوں کو قوت بخش دی تھی اور اب وہ اسلامی سلطنت کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کے ورپے تھے۔ لیکن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ٹھان رکھی تھی کہ جب تک بیٹے میں سانسوں کی روانی ہے وہ اپنے موقف اور اسلامی سلطنت کی مرکزیت کو قائم رکھنے کے تصور سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

جنگ صلیب میں حضرت امیر معاویہ، حضرت عمرو بن العاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ جیسے جلیل القدر صحابہ آپ کے خلاف صف آراء ہو گئے۔ یہ جنگیں تھیں کہ حیثیت ایزدی، دونوں طرف اصحاب رسول اور تابعین کا خون بہہ رہا تھا۔ آج ہم میں سے کوئی بھی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ ان جنگوں میں کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔ کس کی حرمت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سے کسی ایک کے حق میں حقوق باطل کا فیصلہ بنا سکے۔ یہ تو تاریخ اسلام کا وہ الناک باب ہے کہ جس پر ایک نظر ڈالتے ہی قاری کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھریاں لگ جاتی ہیں۔ البتہ یہ بات برحق ہے کہ حضرت علی غلیظہ راشد تھے اور اپنے معاصر صحابہ اور تابعین میں سب سے افضل تھے، علم و حکمت، عدل و انصاف، سخاوت و عبادت میں کوئی آپ کا ہمسرہ نہ تھا۔ اگر اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت مستحکم ہو جاتی، شورشیں اور بغاوتیں دب جاتیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سکون اور دلچسپی کے ساتھ حکومت کرنے کا موقع میسر آ جاتا تو امت اسلام آنے والے ادوار کے حترل و ادہار سے کافی حد تک محفوظ ہو جاتی۔

القاب

آپ کے القاب میں اسم اللہ القاب، مرتضیٰ، حیدر کرار، امام الاولیاء، سید العرب، مطلوب کل طالب، خلیفۃ الرسول، امیر المسلمین، مولیٰ المؤمنین وغیرہ خاص شہرت کے حامل ہیں۔ آپ کی کنیت ابوتراب ہے۔ یہ کنیت آپ کو بہت پسند تھی کیونکہ یہ آپ کی بارگاہ مصطفوی سے عطا ہوئی تھی۔ مسلم شریف میں ہے کہ حضور ﷺ اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر شریف لے گئے تو گھر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ پایا۔ حضور ﷺ نے ان کے بارے میں دریافت فرمایا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ باتیں ہوئیں، جس پر وہ ناراض ہو کر چلے گئے۔ حضور ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ دیکھو علی کہاں ہیں؟ اس شخص نے عرض کیا کہ علی مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر ان کے پہلو سے پٹی ہوئی تھی اور ان کے بدن پر مٹی لگ گئی تھی۔ حضور ﷺ نے وہ مٹی صاف کر رہے تھے اور فرماتے جا رہے تھے۔

قد اہا العراب۔ قد اہا العراب

اے ابوتراب! اے ابوتراب! اے ابوتراب! اے ابوتراب!

اسی طرح آپ کو کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ محمد بن علی الصبان ابن سعد کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ حضرت حسن بن زید بن حسن جلیقہ نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی مجھ کی پوجا نہیں کی اور اسی وجہ سے آپ کو کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کہا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے چہرے کو عزت دے۔

شہادت

خارجیوں کا گروہ علی الاعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کر رہا تھا۔ یہ لوگ خود کو دین کا محافظ کہتے تھے۔ حالانکہ یہ دین کے بدترین دشمن تھے۔ خارجیوں کی سوچ یہ

تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا خاتمہ کر دیا جائے تو اسلامی دنیا آئے دن کی شورشوں اور فسادات سے محفوظ ہو جائے گی۔ اس مقدمہ کی خاطر تین خارجی عبدالرحمن بن ملجم، برک بن عبداللہ اور عمرو بن مکہرم حبشی مکہ معظمہ میں جمع ہوئے اور طے پایا کہ ابن ملجم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، برک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور ابن مکہرم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو شہید کرے گا۔ برک نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا، وارثا کام ہوا اور وہ بچ گئے، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اس روز شہید ہی نہ آئے، ان کے دھوکے کوئی اور شہید کر دیا گیا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ملجم کے حملے سے نہ بچ سکے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے لئے کوفہ کی جامع مسجد میں تشریف لائے۔ آپ راستے میں بلند آواز سے لوگوں کو نماز کی طرف بلا رہے تھے۔ مسجد میں داخل ہو کر نماز کی نیت باغزی اور نماز ادا کرنے لگے۔ ابن ملجم نے آپ کے سر پر زہر میں بھیجی ہوئی تلواریں سے ضرب لگائی جو آپ کے دماغ تک پہنچ گئی۔ آپ نے ایکس رمضان المبارک ۴۰ھ بروز جمعہ جام شہادت نوش کیا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ برس کی تھی۔ حضرت امام حسن، امام حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو غسل دیا اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ پانی ڈالتے جاتے تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات سے دنیائے اسلام میں انتشار و افراق کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ عشاق رسول ﷺ کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ناقابل برداشت صدمے کے مترادف تھی۔

جناب حسن بن کثیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جس روز سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس روز آپ رضی اللہ عنہ گھر سے نماز فجر کے لئے باہر نکلے تو آپ رضی اللہ عنہ کے آگے بٹخوں نے چلانا شروع کر دیا۔ لوگوں نے ان کو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہٹایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”ان کو چھوڑ دو یہ تو نوحہ پڑھ رہی ہیں“ اور اس

کے فوراً بعد ہی آپ رضی اللہ عنہ کو ابن ملجم نے شہید کر دیا۔ (نور الابصار)

ازواج و اولاد

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی کل نو ازواج تھیں۔ جناب سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرا (سلام اللہ علیہا)، جناب امام اہل بیت خرام بن خالد، جناب لعل بنت مسعود، جناب اسامہ بنت مہیس، جناب امام بنت ابوالحاصل، جناب غزلہ بنت جعفر، جناب ام سعید بنت عروہ، جناب ام حبیبہ بنت ربیعہ، جناب مسامہ بنت امراء اہل بیت۔

آپ کے اٹھارہ صاحبزادے اور اٹھارہ صاحبزادیاں تھیں۔

صاحبزادان کے نام

سیدنا امیر المومنین امام حسن، سیدنا امام حسین شہید کربلا، سیدنا عمر، سیدنا عباس، سیدنا جعفر، سیدنا عبید اللہ، سیدنا عثمان، سیدنا عبداللہ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عون، سیدنا یحییٰ، سیدنا محمد، سیدنا اوسط، سیدنا محمد حبیب، سیدنا محمد اکبر، سیدنا عمر اطراف، سیدنا حسن، سیدنا عمران (رضی اللہ عنہ)۔

عظیم شخصیت

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بلاشبہ تاریخ اسلام کے عظیم محسن ہیں۔ آپ کی پوری زندگی مشق محمد مصطفیٰ ﷺ کا نمونہ ہے۔ آپ نے اس وقت اسلام قبول کیا جب حضور ﷺ چاروں طرف سے غلظت کی زد میں تھے۔ آپ نے ہر موقع پر حضور ﷺ پر جان نثار کرنے کی کوشش کی اور حضور ﷺ کے پیغام کو عام کرنے کے لئے کبھی بھی کسی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ ہجرت کی رات حضور ﷺ کے بستر پر سونے سے لے کر غزوات میں شمولیت تک آپ نے ہر موقع پر بے جگری اور غیر معمولی شجاعت اور فداکاری کا مظاہرہ کیا۔ اسی بناء پر تاریخ کے صفحات میں شیر خدا کے نام سے جگہ پائی۔ ایک طرف آپ کی شجاعت ضرب المثل تھی تو دوسری طرف آپ کا فخر انتہاء کو

بچپا ہوا تھا۔ آپ کو سیدہ فاطمہ زہرا ؑ سے شادی پر جو حینر ملا تھا، عمر بھر اس میں اضافہ نہ کیا۔ امیر المؤمنین ہو کر بھی سادگی، فقر و غنا اور توکل کو اس حد تک اپنا شعار حیات بنائے رکھا کہ کوئی بھی انہیں دیکھ کر ان کے لباس سے تیز نہیں کر سکتا تھا کہ یہ خلیفہ المسلمین ہیں۔

مسلم اول نہ مرواں ملحق عشق را سرمایہ ایمان ملحق

اس قدر دلیری و شجاعت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے جذبات اور فحشے پر قابو کی طاقت بھی عطا کی تھی کیونکہ گنج معنوں میں طاقور وہی ہوتا ہے جو اپنے نفس کو بچاؤ کر رکھے۔ ایک مرتبہ آپ ؑ کی ایک کافر سے جنگ ہوئی۔ دیر تک مقابلہ آرائی کے بعد آپ ؑ نے اس کافر کو زیر کر لیا اور تلواریں کھینچ کر چاہا کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ اس لمحے کافر نے آپ ؑ کے چہرے پر قہقہہ دیا۔ ایک لمحہ کے لئے آپ ؑ کا چہرہ شدت غیظ سے خمیر ہوا مگر پھر فوراً کافر کے سینے سے اتر آئے اور مقابلے سے دستبردار ہو گئے۔ حضرت علی ؑ کی طرف سے اس بے موقع معافی پر وہ کافر سخت حیران ہوا اور پوچھنے لگا کہ آپ نے مجھ پر قابو پا لیا اور پھر معاف بھی کر دیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت علی ؑ نے جواب میں فرمایا کہ پہلے میں اللہ تعالیٰ کے لئے جنگ کر رہا تھا اور تمہیں قتل کرنا چاہتا تھا مگر تمہارے قہقہے کے بعد اگر میں تمہیں قتل کر دیتا تو میری یہ جنگ اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ ذاتی انا اور انتقام کی لڑائی بھی جاتی میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، اس کے لئے تلواریں چلاتا ہوں، میں اپنے نفس کا قلام نہیں ہوں۔

گفت من چقا از پے حق سے ذمہ بندہ ختم نہ مامور ختم
بلاشبہ آپ ؑ شیر خدا تھے اور شیر خدا وہی ہوتا ہے جس کی زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ بلاشبہ سیدنا علی المرتضیٰ ؑ نے قبولیت اسلام سے شہادت تک ناموس مصطفیٰ ؐ کے عظیم فدا کی حیثیت سے زندگی گزار کر ثابت کر دیا کہ آپ ؑ رسول اللہ اور محبوب رسول اللہ ؐ کی طرف سے عطا کئے گئے تمام اعزازات کے مستحق تھے۔

کے ما میمر نہ شد این سعادت بہ کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب

علامہ محمد علی چراغ ☆

نام و نسب

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام ابوالحسن بھی ہے اور یحییٰ کنیت بھی، ابوتراب بھی کنیت شہر کی جاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد کا نام ابوطالب ہے، اور والدہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت اسد ہے، ان کا سلسلہ نسب علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔ چونکہ جناب ابوطالب کی شادی اپنے چچا کی لڑکی سے ہوئی تھی، اس لیے نجیب الطرفین ہاشمی اور آنحضرت ؐ کے حقیقی چچا زاد بھائی تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد جناب ابوطالب بن عبدالمطلب مکہ کے ذی اثر اور حصول افراد میں سے تھے۔ جناب ابوطالب حضور ؐ کے چچا تھے۔ اس طرح حضور پاک ؐ کے دادا کی وفات کے بعد جناب ابوطالب ہی نے آپ ؐ کی پرورش اور کفالت کی تھی۔

جناب ابوطالب اس دور میں مکہ کے معززین اور ذی اثر لوگوں میں سب سے اہم تھے۔ ان کے گھر میں رجب کے مہینے میں سن ۳۰ عام الفیل یعنی ۶۰۰ء میں حضرت علی پیدا ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے وقت حضور نبی اکرم ؐ کی عمر قریباً تیس سال تھی اور ان کی داہن بھی جناب ابوطالب ہی کے ساتھ تھی۔ بتایا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے امداد پیدا ہوئے۔

کاشانہ نبوی میں

اپنی شادی سے پہلے حضور نبی اکرم ؐ ہر طرح کے کاروبار میں جناب

ابوطالب ہی کے ساتھ تھے۔ اور آپ ﷺ اپنے چچا کی اس سرپرستی پر مطمئن اور خوش تھے کیونکہ جناب ابوطالب نے اپنے بچے حضرت محمد ﷺ کو تجارت اور اصول تجارت میں خاصا ماہر کر دیا تھا۔ اور ان میں اس قدر اعتماد پیدا کر دیا تھا کہ اب آپ ﷺ خود تنہا بھی کسی طرح کا سفر اور تجارت کر سکتے تھے۔

اسی اثناء میں جناب ابوطالب ہی کی وساطت سے اللہ کے رسول ﷺ کی شادی محترمہ خدیجہ الکبریٰ سے ہو گئی تھی۔ خدیجہ الکبریٰ سے شادی کے باوجود حضرت رسول اکرم ﷺ اپنے چچا جناب ابوطالب ہی کے سب سے زیادہ قریب اور مجلس رہتے تھے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پرورش میں حضور نبی کریم ﷺ بھی بدستور شامل رہے۔ بتایا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بچپن ہی سے رسول اللہ ﷺ سے محبت اور الفت رکھنے لگے تھے اور ان کا اکثر وقت حضور نبی کریم ﷺ کی موانست ہی میں گزرتا تھا۔ اس لیے اللہ کے رسول کا اسوۂ حسنہ اور مکام اخلاق کا پرتو شروع دن ہی سے پڑنے لگا تھا۔

قبول اسلام

بتایا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی نو دس سال ہی کے تھے کہ انہوں نے محسوس کرنا شروع کر دیا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کہہ کے عام لوگوں کی روایتی ذکر سے ہٹ کر زندگی گزارتے ہیں۔ اسی اثناء میں اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان بھی کر دیا تھا۔ اور اس طرح وہ گھر میں بھی اپنے ایک بچے خالق اللہ کی عبادت کرنے لگے تھے۔

یہاں کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر ابھی صرف دس سال تھی کہ "ایک روز آنحضرت ﷺ اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو کسی طرح کی عبادت میں مصروف دیکھا اس موثر نگارے نے آپ پر بہت اثر کیا۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مظاہرہ استہجاب کے ساتھ پوچھا، آپ دونوں کیا کر رہے تھے؟ حضرت سرور کائنات ﷺ نے اس پر نبوت کے منصب گرامی کی خبر دی اور کفر و شرک کی مذمت کر

کے توحید کی دعوت دی۔ "فطرت سنور چلی تھی۔ توفیق الہی شامل ہوئی۔ اس لیے غور و فکر کی ضرورت پیش نہ آئی اور اعلان اسلام فرما دیا۔" یہاں تک بھی بتایا جاتا ہے کہ اپنے اسلام قبول کرنے کے اس عمل خیر میں نوخیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد محترم جناب ابوطالب کی رائے اور اجازت کا انتظام بھی نہ کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے کچھ عرصہ پہلے کا ایک واقعہ اس حوالے سے بھی اہم ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے دادا کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کے چچا جناب ابوطالب نے آپ ﷺ کو اپنی تحویل اور سرپرستی میں لے لیا تھا لیکن پھر جب کئی دیگر اسباب اور کثیر العیال ہونے کے حوالے سے جناب ابوطالب کے مالی حالات خدوش ہوئے اور ان کے مالی حالات بھی زوال پزیر ہونے لگے تو اس وقت اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا کی مدد کرنے کی خاطر حضرت عباس سے مشورہ کر کے یہ پیش کش کر دی تھی کہ آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہر طرح کی پرورش اور کفالت کا ذمہ لینے کے لیے تیار ہیں۔ گویا یوں حضور اکرم ﷺ نے بچپن ہی سے جناب علی بن ابی طالب کو اپنی نگرانی اور کفالت میں لے لیا تھا۔ اور اسی طرح حضرت عباس نے جناب جعفر کی ذمہ داری اٹھالی تھی۔ گویا اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اب بدلے ہوئے حالات کے تحت کاشانہ نبوی میں آچکے تھے۔ اس کے بعد سے تو حضرت علی نے ہمہ راست نبوت کی تجلیات اور برکات کو دیکھنا اور محسوس کرنا شروع کر دیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نوجوانی ہی میں قبول اسلام کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں، ان کی نو عمری کی سطح پر دعوت اسلام دی تو وہ آقا میں تو سوچ بچار میں پڑ گئے۔ کیونکہ یہ ایک سرسرا تازہ اور نئی دعوت اور ایک انوکھی آواز تھی۔ اس کا تو ابھی چرچا بھی نہیں ہوا تھا، اور تو اور ابھی جناب ابوطالب کہ جو محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے بہت بڑا سہارا تھے انہوں نے بھی اس دعوت کو قبول نہیں کیا تھا۔ لہذا اس پس و پیش کی کیفیت میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ٹکانے کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں یہ مشورہ دے دیا تھا کہ اس امر پر اپنے

دل و دماغ سے غور و فکر کر لو اور اگر میری دعوت تمہیں سچ اور بہتر محسوس ہو تو اسے ضرور مان لو۔ بتایا جاتا ہے کہ اس وضاحت کے بعد تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوئی تامل نہ کیا اور فوراً اسلام قبول کر لیا۔

جناب ابوطالب کا کردار

حضور نبی اکرم ﷺ کے دادا عبدالطلب نے اپنی تباری کے دلوں ہی میں رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کی تحویل اور سرپرستی میں دے دیا تھا۔ آثار میں تو جناب ابوطالب کی تمہارت اور کاروبار خاصا اچھا تھا، لیکن چند ایک قلم سالیوں اور زیادہ اولاد کے باعث انہیں مشکل وقت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ مجموعی طور پر جناب ابوطالب کا ایک سادہ سا گھر تھا کیونکہ ان تک ان کا موٹی در نہ نہیں پہنچ سکا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنے بچے کے لیے سب کچھ تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو جلد ہی اپنی تمہارت میں اپنا ساتھی بنا لیا تھا اور اس کے ساتھ آپ ﷺ کو تمہارت کے شائستہ اور اعلیٰ اصولوں سے بھی حصارف کرا دیا تھا۔ اس کے علاوہ حضور نبی اکرم ﷺ کو عربوں کی ثقافتی اور سماجی زندگی سے بھی بہرہ ور کراتے رہے تھے۔ جناب ابوطالب نے اللہ کے رسول ﷺ کو ابتدائی عہد میں عکاظ کے میلوں اور ثقافتی اجتماعات سے بھی حصارف کرا رکھا تھا۔ جناب ابوطالب کے بیٹوں اور بیٹیوں کی تعداد سات آٹھ تھی، اس کے باوجود وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی پرورش میں خصوصی توجہ دیتے رہے تھے۔ جناب ابوطالب کی کچھ باراتی اور نیم پہاڑی اراضی بھی تھی، لیکن اس سے پیداوار قائل ذکر نہیں تھی۔ اس سارے پس منظر کے ہوتے ہوئے بھی انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی شادی مکہ کی قریباً سب سے حمول اور مالدار خاتون حضرت خدیجہ بنت خویلد سے کر دی تھی۔ گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے پانچ سال پہلے حضور نبی اکرم ﷺ کی شادی حضرت خدیجہ سے ہوئی۔ بتایا جاتا ہے کہ حضرت خدیجہ کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کے نکاح کی بات حیت میں جناب ابوطالب نے اہم کردار ادا کیا اور آپ ﷺ کے نکاح کا خلیہ بھی ابوطالب نے ہی پڑھا تھا۔ پھر اس کے بعد بخت نبوی

تک جناب ابوطالب نے بالواسطہ طور پر حضور نبی اکرم ﷺ سے اپنا مسلسل اور مستقل رابطہ رکھا۔ بلکہ اس دور میں جناب ابوطالب سے حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کفالت اور سرپرستی کی ذمہ داری لے لی تھی۔

حضور نبی اکرم ﷺ کو اعلانِ نبوت کے بعد جن مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا، ان میں جناب ابوطالب نے آپ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا۔ اگرچہ حضور نبی اکرم ﷺ کی حضرت خدیجہ سے شادی کے بعد مالی حالت خاصی بہتر ہو گئی تھی، لیکن اس کے باوجود بھی اخلاقی اور خاندانی سرپرستی کے اعتبار سے جناب ابوطالب کا مقام و مرجع آپ ﷺ کے لیے بڑا محترم تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ جناب ابوطالب اپنی وقتی مالی مجبوریوں کے باوجود بھی اہل مکہ کی مالی امداد کرتے رہے تھے۔ اسیثناء میں اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی تحویل اور سرپرستی میں لے لیا تھا۔ اس طرح حضور نبی اکرم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں اپنی اولادِ زینہ کی مفارقت کے غم کو بھی ہلکا ہوتا ہوا محسوس کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مین جوانی ہی میں دعوتِ اسلام قبول کر لیا تھا تو پھر کچھ عرصہ تک تو صرف اللہ کا رسول اور آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ خدیجہ اور چچا زاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی عبادت الہی میں مصروف رہے تھے۔

ایک تاریخی مکالمہ

ایک واقعہ یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن یہ تینوں اللہ کی عبادت میں مصروف تھے کہ انہیں جناب ابوطالب نے دیکھ لیا۔ یہ وہ وقت ہے کہ شاید ابھی جناب ابوطالب اسلام اور اسلام کی تعلیمات سے واقف نہیں ہوئے تھے۔ اس صورت حال میں جناب ابوطالب نے دریافت کیا کہ ”بھتیجے، تم یہ کس مذہب کی تقلید کر رہے ہو؟“

اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے جواب دیا۔ ”یہ وہ مذہب ہے جو اللہ کا دین ہے۔ فرشتوں کا دین ہے اللہ کے نبیوں اور رسولوں کا بھی یہی دین ہے اور ہمارے جد

امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی اسی دین پر قیام تھا اور ہاں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اسی دین کی تبلیغ و ترویج کے لیے بھیجا ہے۔" اس کے ساتھ ہی حضور نبی اکرم ﷺ نے اس موقع پر اپنے چچا ابوطالب کو بھی دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس امر کا اعتبار بھی فرما دیا کہ آپ اس دین کی ترویج میں میرا ساتھ دیں اور میرے ساتھ تعاون بھی کریں لیکن بتایا جاتا ہے کہ اس دعوت پر جناب ابوطالب نے بڑے ہی دو ٹوک الفاظ میں اور قدیم ساری وقار و عظمت کے ساتھ جواب دیا کہ "بھتیجے! میں اپنے باپ دادا کے مذہب سے نہیں ہٹ سکتا۔ میرے لیے اس قدیم مذہب کو چھوڑنا مشکل ہے۔ لیکن میں تمہیں اتنا یقین ضرور دلاتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں، کوئی شخص تمہیں کسی طرح کی گزند نہیں پہنچا سکے گا۔"

اس کے ساتھ ہی جناب ابوطالب نے اسی وقت اپنے بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اس دین کے بارے میں پوچھا تو اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ "ابو جان! میں اللہ اور اس کے نبی ﷺ پر ایمان لا چکا ہوں اور انہی کی پیروی کرتا ہوں۔" اس واضح اور غیر مہمل جواب پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد جناب ابوطالب نے اپنے بیٹے کو کھلے دل سے اسلام پر کار بند اور قائم رہنے کی اجازت دے دی۔

اسلام کو قبول کر لینے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اب تو مستقل طور پر حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہی رہنا شروع کر دیا تھا۔ وہ ابھی تو عمر ہی تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کی تبلیغی محفلوں، اور خفیہ یا اعلانیہ دینی مجلسوں اور مجالس میں بھی شامل اور شریک رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام اور دین محمدی کے ازلی دشمنوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی برا بھلا کہنا اپنا معمول بنا لیا تھا۔

رسول ﷺ کا ساتھی

بشت کے چوتھے سال میں جب ابھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر چودہ یا پندرہ سال ہو گئی۔ اس وقت اللہ کے رسول ﷺ کو اس امر کا حکم ہوا کہ اپنے عزیزوں، لواحقین اور دیگر رشتے داروں کو عذاب الہی سے ڈرایا جائے اور انہیں اللہ کے دین

دشمن کی جانب دعوت دی جائے۔ اللہ کے اس حکم پر حضور نبی اکرم ﷺ نے کوہ صفا پر اپنے خاندان والوں کو جمع کیا اور پھر ان سے فرمایا "اے بنی مطلب! میں تمہارے لیے، تمہارے سامنے دنیا کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں۔ تم میں سے کون میرا ساتھ دیتا ہے اور تم میں سے کون میرا معاون اور مددگار بننا ہے۔ تو اس کے جواب میں صرف ایک آواز آئی کہ گو میں عمر میں چھوٹا ہوں اور میری ٹانگیں کمزور ہیں، تاہم میں آپ کا معاون اور مددگار اور قوت بازو بنوں گا۔" یہ آواز حضرت علی بن ابی طالب کی تھی۔

آنحضرت ﷺ نے اس سوال کو سن دیکر دہرایا اس کے جواب میں ہر مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی آواز ابھری۔ اس صلہ میں آپ ﷺ نے ان کو یہ اعزاز بخشا کہ "تم میرے وارث اور بھائی ہو" یہ صرف دعویٰ ہی نہ تھا بلکہ آپ ﷺ کا عمل اس سے بھی بڑھ کر تھا۔

دین اسلام کی خاطر نوجوانی ہی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس قدر داری اور جاں نثاری کے جذبے کو دیکھتے ہوئے اب تو دشمنوں نے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی ٹھٹھہ اور شمشیر اڑانا شروع کر دیا تھا لیکن اس صورت حال میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمہ وقت حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ وہ آپ کے دست و عصمت کو بڑی جاہت اور محبت کے ساتھ سنتے تھے۔

ابوطالب کا مقام

اسی اثناء میں حضور نبی اکرم ﷺ نے بدستور اپنی تبلیغ اور دست و عصمت کا سلسلہ جاری رکھا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے شانہ بشانہ ساتھ رہے۔ قریش نے چونکہ جذبہ حسادت میں اپنی آنکھوں پر ڈھٹائی کی پٹی باندھ رکھی تھی، اس لیے وہ آپ ﷺ کی باتوں پر کان ہی نہ دھرتے بلکہ شمشیر اور تھوپک کرنے میں ہی لگے رہتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اہل مکہ نے مٹی بھر مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھانے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا ان لوگوں کی حاسمانہ کارروائیوں کی انتہا ہو گئی تھی۔ اس موقع پر بھی چونکہ

حضور نبی اکرم ﷺ کی پشت پناہی میں لوگوں کو جناب ابوطالب دکھائی دیتے تھے اور پھر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد بھی تھے اس لیے وہ دشمن جناب ابوطالب کے پاس آکر گھس گھس کرتے کہ عمر رضی اللہ عنہ ان کے بیٹوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اس لیے وہ اپنے بھتیجے کو اس عمل سے روکیں اور ان کے بیٹوں کے تقدس کا بھرم رکھیں لیکن جناب ابوطالب ان لوگوں کو بڑی دانش مندی اور طبیعت کے ساتھ ٹال دیا کرتے تھے۔

اس زمانہ ادبار و آلام میں بھی حضور نبی اکرم ﷺ اپنی تبلیغ و تقریر میں گے رہے۔ اب تو آپ ﷺ کے کلام میں شعلہ نوائی اور جذباتیت بھی پیدا ہو چکی تھی اس موقع پر مخالفین نے ایک ہمارا آپ ﷺ کو اللہ کے گھر کعبہ سے بھی نکال دیا تھا اور پھر وہی لوگ ایک اجتماع کی صورت میں آپ کے چچا جناب ابوطالب کے پاس آئے اور برملا ان سے کہا کہ ”اے ابوطالب! ہمیں آپ کی بزرگی اور قریش میں آپ کے مقام کا لحاظ ہے لیکن آپ کا بھتیجا ہمارے آباء و اجداد اور ان کے بیٹوں کی شان میں گستاخیاں کرتا رہتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اسے ان نازیبا حرکات سے روکا جائے بصورت دیگر تکرار ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔“

اس بیان کے بعد قریش کے سردار وہاں سے چلے گئے لیکن جناب ابوطالب کے لیے یہ ایک بڑا ہی کٹھن مرحلہ تھا۔ کیونکہ نہ تو وہ اپنے بھتیجے کی سرپرستی کو چھوڑ کر انہیں تنہا چھوڑنا چاہتے تھے اور نہ ہی وہ اپنے خاندان قریش سے کٹ کر رہ سکتے تھے۔ لہذا انہوں نے یہ سارا واقعہ حضور نبی اکرم ﷺ کے گوش گزار کر دیا تھا۔

ایک تاریخ ساز خطاب

تاریخ میں بتایا جاتا ہے کہ اسی موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ نے بڑی ہی جرأت، بے ہاکی اور دو ٹوک انداز میں وہ تاریخ ساز اور پروکار الفاظ کہے کہ جو برملا پیغمبرانہ خاصا تھے۔ آپ نے اس موقع پر اپنے چچا سے مخاطب ہو کر فرمایا:

”اے میرے چچا جان! اگر یہ لوگ میری ایک ہتھیلی پر سورج اور دوسری پر

چاند بھی لا کر رکھ دیں تو میں پھر بھی اپنے ارادے سے باز نہیں آؤں گا۔ میں اس وقت تک اس کام میں لگا رہوں گا جب تک میں زندہ ہوں۔“

آپ ﷺ کے ان بلند ارادوں کو جان کر اور بھی لگن کو محسوس کر کے جناب ابوطالب نے کہا ”اے میرے بھتیجے! میں نے تمہارے ارادوں کو جان لیا ہے اس لیے تم جو چاہو کرتے رہو، کبھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔“

اہل مکہ اس ساری صورت حال کے باوجود حضور نبی اکرم ﷺ کو طرح طرح کی کوششوں سے روکتے رہے، اب ان لوگوں نے ابوطالب سے درخواست کی کہ وہ ایک شخص جس کا تعلق خاندان مخزوم سے ہے، اس کے بدلے میں حضور نبی اکرم ﷺ کو ان کے سپرد کر دیں۔ لیکن جناب ابوطالب نے ان بدخواہ لوگوں کی پیش کش کو بھی ٹھکرا دیا تھا۔ اس طرح اب تو قریش ابوطالب کے اس طرح کے رویے سے بہت مایوس ہونے لگے تھے۔ لہذا اب انہوں نے اپنی نئی حکمت عملی کے تحت مسلمانوں پر ظلم و ستم اور دھمکیوں کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ جناب ابوطالب خود بھی قبیلہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ایک باعزت اور محترم رئیس تھے، اور اس کے ساتھ ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کے سب سے نزدیکی قرابت دار اور سرپرست بھی تھے، اس لیے قریش کے لوگوں نے انہیں اس حیثیت سے بھی یہ ہادر کرنا شروع کر دیا تھا کہ وہ اپنے بھتیجے کو دشمنوں کی عداوت اور مخالفتوں سے بچائیں۔

لیکن جناب ابوطالب نے دشمنان اسلام کی ان تمام تر کارروائیوں اور دھمکیوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور وہ بدستور اپنے بھتیجے حضور نبی اکرم ﷺ کا ساتھ دیتے رہے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جناب ابوطالب کی محبت اور پشت پناہی نے اب تو جناب علی رضی اللہ عنہ کے کردار و عمل میں بھی بڑا جوش اور جذبہ پیدا کر دیا تھا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی محسوس کرنا شروع کر دیا تھا کہ ان کے والد ابوطالب محض اپنی خاندانی خد اور وقار کی خاطر دین اسلام کو قبول کرنے سے تالاں ہیں، حالانکہ ان کا وجود اور سرپرستی سراسر حضور پاک ﷺ اور اسلام کے حق میں بہتری ہے۔

تریت علی کا شانہ نبوی میں

بہر صورت اس سارے پس منظر میں یہ عیاں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد جناب ابوطالب ہر حال اور ہر پہلو سے اللہ کے رسول کے اہل بیت اور خیر خواہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے نعت جگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل اور سرپرستی میں دے دیا تھا۔

متحد تاریخی حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کعبہ میں ولادت کی خبر اور بشارت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سنائی تھی۔ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نور ہی نے اپنی گود میں لیا تھا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھٹی بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ بعض روایات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلا حمل ولادت بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ اور والد جناب ابوطالب نبی رحمت سے اس قدر متاثر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر محبت کرتے تھے کہ انہوں نے اس نومولود بچے کا نام علی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر رکھا تھا۔ ان امور سے یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی کے پہلے ہی دن سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل دخل شروع ہو چکا تھا۔ پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رواج کے مطابق ابتدائی تعلیم و تربیت ہو رہی تھی تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تعلق داری کا اکتہار فرماتے رہے تھے پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو اس وقت سے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوطالب کی رضا مندی کے ساتھ انہیں اپنی کفالت اور سرپرستی میں لے لیا تھا۔ یہاں پر یہ امر قابل ذکر ہے کہ جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چھ سال کی ہوئی تھی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جناب ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کفالت میں لیا تھا، اور اب جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر چھ سال ہوئی ہے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی کفالت اور سرپرستی میں لے لیا "گویا یہ ایک طرح سے صلہ تھا جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوطالب کو دیا۔"

گویا اس طرح سے چھ سال کی عمر کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑا راست حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی اور سرپرستی میں آگئے تھے۔ اس کے بعد سے تو انہوں نے بلا واسطہ طور پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اکتساب فیض کرنا شروع کر دیا تھا۔ بعض حوالوں میں دس گیارہ سال کی عمر لیکن واقعہ حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تیرہ سال کی عمر میں اسلام کو قبول کر لیا تھا۔ اس دور اور اس نوعمری میں اسلام قبول کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سب میں چھوٹی عمر کے نوجوان تھے اور یقیناً یہ ایک بہت بڑا شرف تھا۔

اول المؤمنین

اول اول ایمان لانے والوں اور مشرف بہ اسلام ہونے والوں میں اس نوجوان علی مرتضیٰ کا رتبہ بڑا اختیاری دکھائی دیتا ہے۔ کم سنی کی عمر "لیکن پختہ جہی" فراست اور بصیرت اسی میں بہتوں سے آگے ہے۔ جسمانی طور پر مرطہ بلوغ نہ ملے کیا ہو لیکن عقل بالغ کی پہچان رکھتا ہے اگر بچوں کی طرح اسے پھسلا لینا ممکن ہوتا تو باپ ابوطالب زیادہ آسانی سے پھسلا کر اپنی ملت میں رہنے پر آمادہ یا مجبور کر سکتا تھا، لیکن یہ اپنے بچپن میں بھی اسی طرح سمجھ بوجھ کر اپنے ہم زاد بھائی کی صداقت پر ایمان لاتا ہے جس طرح کوئی سن رسیدہ بچہ کار ایمان لا سکتا ہے۔ یہ تو اپنی کم سنی میں اسلام قبول کرنے پر یوں فخر کرتا ہے کہ میں نے تو اسلام قبول کرنے میں تم سب پر اس وقت شرف اولیت حاصل کیا ہے کہ جب میں کم سن تھا اور بالغ بھی نہ ہوا تھا۔"

یہ علی مرتضیٰ ہیں جو گویا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پلے ہیں۔ ہم زاد بھائی ہیں۔ امداد باہر ہر وقت ساتھ ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی گوشہ ان کی نگاہوں سے اوجھل نہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی اور اعلیٰ کرداری کا کوئی گوشہ بھی شک و شبہ کی صحافت پیدا کر سکتا تو انہیں کیا پڑی تھی جو ایک شفیق باپ کی ملت کو چھوڑ بیٹھے اور ساری کائنات کو اپنا دشمن بنا لیتے اگر عقل کی ناپختہ کاری کی وجہ سے وہی طور پر ایمان لائے ہوتے تو عقلی پہچان آپ کے بعد انہیں اپنی راہ بدل لینے سے کون

ی چیز روک سکتی تھی؟

”حقیقت یہ ہے کہ علی مرتضیٰ کا ایمان اس وقت بھی بڑے سے بڑے فرزندانے کے ایمان کے برابر تھا اور یقیناً ان کا شمار بھی حضرت خدیجہ اور جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح اول المومنین ہی میں ہے اور ان کا اسلام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و بلند کرداری کی سب سے بڑی شہادت ہے۔“

ابوطالب سے سوال جواب

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد محترم کہ کے سرداروں میں ممتاز مقام رکھتے تھے، اس لیے جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تبلیغ سرگرمیوں میں زیادہ شدت اور تسلسل پیدا کر لیا، تو اس وقت قریش کے ہاثر لوگوں کا ایک وفد جناب ابوطالب کے پاس پہنچا۔ اس وفد میں حبہ بن ربیعہ، شعبہ، ابوسفیان، حاص بن وائل، حاص بن ہشام، ابوجہل، ولید بن مغیرہ وغیرہ شامل تھے اس وفد نے ابوطالب سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے برادر زادے کو اس ”جے جے“ کی اشاعت و تبلیغ سے روک دیں۔

وفد کے رخصت ہو جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد جناب ابوطالب نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑگانہ اعزاز و وقار اور شرفانہ محبت سے کہا ”جانِ محمد پر اتنا بوجھ تو نہ ڈالو جو میری برداشت سے باہر ہو۔ دیکھو جنوں اور معبودوں کی اہانت سے ساری کی ساری قوم ناراض ہو گئی ہے، کیوں نہ تم اپنی موجودہ تبلیغ روک دو۔“

ابوطالب کے اس حندیہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غصہ سا جواب دیا وہ ہمیشہ مقام نبوت کو ظاہر کرتا رہے گا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ ”میں اس فرض کی ادائیگی سے ہار نہیں رہ سکتا جس کے لیے میں خدا کی طرف سے مامور ہوں۔“ اس دور میں کہ جب جناب ابوطالب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آخری دنیوی سہارے کی حیثیت رکھتے تھے، اس وضع کا دو ٹوک جواب دینا بہت بڑی ہمت اور اللہ پر

بھروسے کا کام تھا لیکن اس چھوٹے سے بچے نے ابوطالب کو اتنا حاصر کیا کہ انہوں نے کہہ دیا کہ ”اچھا تو تم جو کچھ کر رہے ہو کیے جاؤ، جب تک میں ہوں تمہاری طرف کوئی اٹل بھی نہیں اٹھا سکتا۔“

شعب ابی طالب

اطلاق نبوت کے ساتویں سال میں کفار مکہ نے بنی ہاشم کا ساتھی مقابلہ کرنے کی ایک نئی تحریک شروع کی۔ لیکن اس موقع پر بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد جناب ابوطالب نے تمام ہاشمیوں کو جمع کر لیا تھا اور پھر بہت سا سامان غور و خوض لے کر وہ انہیں لے کر مکہ کے قریب ایک ٹھک سی درہ نما گھاٹی میں چلے گئے تھے۔ اس گھاٹی کا نام شعب ہاشم یا شعب ابوطالب تھا، موردی طور پر یہ ہاشمیوں ہی کی ملکیت تھی یہ جناب ابوطالب کا بہت بڑا اقدام تھا کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ کے سپرد کرنے کے بجائے خود کٹھن حالات میں رہنا قبول کر لیا تھا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑنا قبول نہ کیا۔

شعب ابی طالب میں ہاشمیوں اور مسلمانوں نے تقریباً تین سال کا عرصہ بڑی ہی کٹھن صورت حال میں گزارا۔ یہاں پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار ساتھیوں نے ایک دوسرے سے بڑھ کر ایثار و قربانی کا ساتھ دیا۔ اس موقع پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نوجوان ساتھیوں بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کردار عمل بڑا مثالی رہا۔

قبول اسلام سے لے کر واقعہ ہجرت مدینہ تک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک طرح سے بیک وقت اہل قریش کا قاصدانہ اور عداوتوں بھرا نہایت مکروہ کردار دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اللہ کے دین کی تبلیغ و ترویج کی خاطر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت اور بے پناہ لگن دیکھی تھی۔ لیکن ان دونوں انتہا درجے کی کیفیتوں کے ساتھ ساتھ وہ اپنے والد محترم جناب ابوطالب کے کردار و عمل کو بھی بخور و بکھ اور محسوس کر

رہے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس ساری صورت حال کو بھانپ لیا تھا کہ ان کے والد چونکہ بنی ہاشم کے معتقد اور بااثر سرداروں میں سے ہیں، ان میں عربوں کی روایتی شہامت اور بددھاری بھی ہے، اور بنی ہاشم میں انہیں جو مقام و مرتبہ حاصل ہے اس کے بھی کئی سامی اور روایتی قحاطے ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ ساری عربوں کی روایات کے بھی علمبردار ہیں۔ لیکن اس سارے تناظر اور تاریخی و موروثی قبائلی قحاطوں کے برخلاف جناب ابوطالب بدستور اپنے بھتیجے کی باضابطہ سرپرستی اور پشت پناہی کرتے رہے یہی نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو یہ بھی دیکھ لیا اور محسوس کر لیا تھا کہ ان کے والد محترم، حضور نبی اکرم رضی اللہ عنہ کی ہر طرح کی حفاظت اور پاسداری بھی کرتے رہتے ہیں، اور اہل قریش کی منطق، دہاؤ اور سامی مقابلے کی کوئی پرواہ نہ کرتے۔ جناب ابوطالب کی بزرگی نے ان کے اندر عقل، بددھاری اور جرات و حوصلہ اور معاملہ جھی کی سبے پناہ صلاحیتیں پیدا کر رکھی تھیں۔ اس لیے انہوں نے ہر سردگرم میں حضور نبی اکرم رضی اللہ عنہ کا بھرپور ساتھ دیا، یہی نہیں بلکہ حضور اکرم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہر طرح کی مصونیتیں اور مصیبتیں بھیلے رہے۔

بہر صورت جناب ابوطالب، رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے بہت بڑے محسن تھے، شریف النفس اور جاں نثار بزرگ تھے انہوں نے اعلان نبوت کے دسویں سال اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس طرح حضرت علی اپنے محترم والد اور رسول اللہ رضی اللہ عنہ ایک فدا کار و جاں سپار اور بے پناہ الفت رکھنے والے بچا اور سرپرست سے محروم ہو گئے لیکن چونکہ اسی اثنا میں ابن ابی طالب جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ تو رسول اکرم رضی اللہ عنہ کی سرپرستی اور فرزندگی میں آچکے تھے۔

علی سے بغض بھی ہے اور جج کی خواہش بھی | عبادتوں کا بھی کوئی اصول ہوتا ہے
علی کی جائے ولادت سے انحراف تو کر | میں دیکھوں جج تیرا کیسے قبول ہوتا ہے
احباب: سید علی عابد السنی

شیریں داں صنم سرور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا عبادت ہے

کرل محمد انور مدنی

ابو یعلیٰ اور یزید رضی اللہ عنہما نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”جس نے علی رضی اللہ عنہ کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔“

طبرانی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اسناد سے روایت کی کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”جس نے علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی، اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی اس نے خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت کی جس نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض و عناد کیا اس نے میرے ساتھ بغض کیا اور جس نے میرے ساتھ بغض کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض کیا۔“

امام احمد اور حاکم رضی اللہ عنہما نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

طبرانی نے ضعیف سند سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے محبوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی تم اور تمہاری جماعت اللہ تعالیٰ کے پاس خوشی خوشی آؤ گے اور تمہارے دشمن بُری حالت میں غضبناک حاضر ہوں گے! پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ گردن کی طرف بڑھایا انہیں غضب کی حالت دکھا رہے تھے۔

خلاصہ حالات

ولادت

جمعہ ۳۱ رجب ۳۰ مام الخلیل (تقریباً ۶۰۰ء)

جائے ولادت

خانہ کعبہ (مکہ معظمہ)

رسالت مآب ﷺ سے رشتہ

چچرے بھائی اور داماد

قبول اسلام

عمر ۱۰ سال (رسول اللہ ﷺ کو اعلان نبوت کے ایک دن بعد) دیے تو

آپ پہلے ہی مسلمان تھے۔ ہاں!

شادی

۲۲ ہجری ۳۵ سال۔

نام زوجہ

حضرت فاطمہ الزہراء بنت محمد ﷺ

آغاز خلافت

دو شہد ۲۱ ذی الحج ۳۵ھ (۲۰ نومبر ۶۴۱ء)

مدت خلافت

۴ برس ۹ ماہ

شہادت

ایک ہفتہ ۲۱ رمضان ۴۰ھ بوقت شب (۲۷ جون ۶۶۱ء)

دفن

بنی اشرف

عمر

۶۳ سال

اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا

حضرت سیدنا امام حسن، حضرت سیدنا امام حسین، حضرت محسن، حضرت نعب،

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔

ولادت باسعادت

حضرت علی رضی اللہ عنہ ۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل مطابق تقریباً ۶۰۰ء مطابق ۹۳۰

سکندریہ کو تولد ہوئے۔ اس وقت ہرحر کا بیٹا پرویز فارس کا شہنشاہ تھا۔ آنحضرت ﷺ

اور خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کی شادی کو تین سال گزر چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک

اس وقت اٹھائیس سال کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔

جناب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کر بلائے معلیٰ کی زیارت کر

رہے تھے اور بہت سی عورتیں وہاں موجود تھیں۔ ان میں سے ایک عورت ہمارے پاس

آئی۔ ہم نے پوچھا تو کون ہے؟ کہنے لگی میں قبیلہ ساعدہ سے تعلق رکھتی ہوں، ریدہ

بنت الحماں میرا نام ہے۔ ہم نے اس سے کہا کوئی واقعہ یاد ہو تو سناؤ۔ کہنے لگی مجھ

سے عمارہ بنت قتلہ بن مالک بن حماں الساعدی کہتی تھی کہ میں ایک روز عرب کی بعض

عورتوں میں موجود تھی کہ حضرت ابوطالب تشریف لائے ان کے چہرے سے غم و فکر کے

آہرنمایاں تھیں۔ میں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا بنت اسد کو درد لاحق ہے

پھر فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ پکڑ کر خانہ کعبہ میں لے گئے اور کہا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس

جگہ بیٹھ جا۔ ابھی وہ اچھی طرح بیٹھنے نہ پائی تھیں کہ ایک اور پاکیزہ خوش رو لڑکا پیدا

ہوا۔ ایسا خوبصورت اور حسین لڑکا ہم نے بھی نہ دیکھا تو ابوطالب نے اس کا نام علی

رضی اللہ عنہ رکھا۔

آنحضرت ﷺ وہاں تشریف لائے اور فاطمہ بنت اسد کے ہاتھ سے اٹھا

کر گمراہی کے اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اس سے بہتر کبھی کوئی بات نہیں سنی۔

آغوش رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تربیت

حضرت ابوطالب نہایت ہی نیک بزرگ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امی کے آغوش شفقت میں تربیت پائی تھی۔ طائے نبوت کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کی وادیوں میں اعلان حق فرمایا تو حضرت ابوطالب ہر موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرتے رہے اور ہر وقت آپ کی مدد میں میسر ہو رہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے فتنیل چچا کا بہت خیال رہتا تھا اور ان کی ہر تکلیف میں شریک رہتے تھے۔ اتفاق سے مکہ مکرمہ میں قحط پڑا۔ حضرت ابوطالب چونکہ کثیر العیال تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس وقت ہمیں حضرت ابوطالب کا بوجھ آپس میں بانٹ لینا چاہیے یعنی ان کا ایک لڑکا میں لے لیتا ہوں اور ایک آپ لے لیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس مانے کو پسند فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہودش اپنے ذمہ لے لی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت کا حکم دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اہراج کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔

قبول اسلام

آپ کا سن مبارک دس گیارہ سال کا تھا کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو معروف عبادت دیکھا۔ اس نظارہ نے آپ پر اتنا اثر کیا چونکہ ابھی بچہ ہی تھے مظانہ حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کر رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کے منصب اعلیٰ کی خبر دیتے ہوئے کفر و شرک کی مذمت فرمائی اور توحید کا پیغام سنایا۔ چونکہ قدرت نے ابتدا ہی سے آپ کی فطرت سنواری تھی

اس لئے توفیق الہی عزوجل شامل حال تھی۔ غور و فکر کی ضرورت ہی محسوس نہ کی اور اسلام قبول کر لیا۔

اسلام میں سبقت

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے کون اسلام لایا؟ اس بارے میں کئی روایتیں ہیں بعض روایات سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولیت ظاہر ہوتی ہے اور بعض کا خیال ہے کہ حضرت زید بن حارثہ سب سے پہلے اسلام لائے لیکن محققین نے اس کا فیصلہ یوں کر دیا ہے کہ عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سبقت اسلام کے بارے میں سلمان قاری روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس امت کا وحش کوثر پر سب سے پہلے وارد ہونے والا، اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالب ہے۔ (الاستیعاب)

حضرت سلیمان قاری اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا اور یہ اس امت کے حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے اور یہ صدیق اکبر ہے۔

(المعراج الطہری والذہلی)

ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے کہ تو مجھ پر سب سے پہلے اسلام لایا اور تو نے میری تصدیق کی۔ (المعراج العاکم)

نماز میں سبقت

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کو یہ شرف

حاصل ہوا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔

(اخر جہ البیوی فی مصنف)

ذیل کی روایات بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس شرف و فضیلت کی شاہد ہیں۔

ابودافع سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر کی صبح کو مجھے اعلان نبوت کا حکم ملا، اسی روز ان کے پیچھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نماز پڑھی۔ علی رضی اللہ عنہ نے منگل کے روز نماز پڑھی۔ انہوں نے سات سال کئی ماہ تک پوشیدہ نماز پڑھی قبل اس کے کہ کوئی اور ہمارے ساتھ نماز پڑھتا۔ (اخر جہ الطبری)

فضیلت کندی کہتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں میں مکہ مکرمہ گیا اور عباس بن عبدالمطلب کے ہاں ٹھہرا جب سورج نے بلند ہو ہو کر گھبرا ڈالا تو میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس وقت ایک جہان نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور آگے بڑھ کر کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا کچھ دیر گزری تھی کہ ایک لڑکا اس جہان کے دائیں طرف کھڑا ہو گیا پھر تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک عورت آ کر ان کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔

جب اس جہان نے رکوع کیا تو اس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا اور اس جہان نے سر اٹھایا تو ان دونوں نے بھی سر اٹھایا۔ اس جہان نے سجدہ کیا تو ان دونوں نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے عباس سے کہا یہ عجیب بات ہے وہ کہنے لگے تو جانتا ہے یہ جہان کون ہے؟ میں نے کہا نہیں جانتا اس نے کہا یہ محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے اور یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا یہ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب میرے بھائی کا چچا اور یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ یہ عورت کون ہے؟ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم کہنے لگے یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد ہیں میرے بیٹے کی بی بی۔ اس جہان نے مجھ سے کہا میرا خدا آسمانوں اور زمین کا خدا ہے۔ صرف اسی بات پر ان کے دین کا عار ہے تمام روئے زمین پر ان تین اشخاص کے سوا کوئی اور اس دین پر نہیں۔

علامہ جریر طبری نے ان الفاظ کے اضافے سے روایت کیا ہے کہ جب

حضرت اسلام لائے اور اسلام ان کے دل میں خوب پختہ ہو گیا تو وہ کہتے تھے کاش میں ان تین اشخاص کے ساتھ چڑھتا ہوتا۔

اکثر روایوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت ابوطالب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے میرے بیٹے! یہ کون سا طریقہ ہے جس پر تم عمل کر رہے ہو؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر ایمان لایا ہوں اور جو کچھ وہ لائے ہیں میں نے اس کی تصدیق کی ہے اور کچھ کہا ہوں کہ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور ان کی بیوی کی ہے۔ جب حضرت ابوطالب نے ان سے کہا کہ تم ان آنحضرت ﷺ کی بات ضرور مانو کیونکہ وہ تمہیں نیک بات کے سوا اور کچھ نہ بتائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کا بھائی اور وارث

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً پندرہ سال کی تھی کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے خاندان کے سامنے دعوت اسلام کی صدا بلند کی قریباً چالیس اقرباء موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر یوں خطاب فرمایا اے بنی عبدالمطلب! اللہ تعالیٰ کی قسم میں تمہارے سامنے دنیا و آخرت کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں۔ تاؤ تم میں سے کون اس شرط پر میرا ساتھ دے گا کہ میرا مددگار اور معاون ہو۔ سب افراد خاموش رہے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صدا بلند ہوئی۔ فرمایا کہ میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں اور میری آنکھیں بھی دکھی ہیں۔ میری ٹانگیں پتلی ہیں مگر اس کے باوجود میں آپ کا ساتھ دوں گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا اچھا تم بیٹھ جاؤ، پھر دوبارہ ان افراد سے یہی سوال فرمایا لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دوبارہ اٹھے مگر اس مرتبہ پھر رسول کریم ﷺ نے دوبارہ بیٹھا دیا۔ یہاں تک کہ جب تیسری مرتبہ بھی کسی نے رسول کریم ﷺ کو جواب نہ دیا اور اس بار گراں کو اٹھانے کی حامی نہ بھری تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پھر اٹھے اور چاندازی کے انداز میں پھر وہی الفاظ کہے جو پہلے کہے تھے تب رسول کریم ﷺ نے فرمایا علی تو میرا بھائی اور وارث ہے۔

کون شہنشاہ ولایت

سب سے پہلے فرمانِ رسول کریمؐ سن لیں جب سورہ الرحمہ کی آیت ”لما انت منذر ولكل قوم هاد“ نازل ہوئی تو رسول کریمؐ نے مولا علیؑ کے سینہ اقدس پر ہاتھ رکھا اور فرمایا ”انا منذر وانت الهادی یا علیؑ ہک یهدی المہدودون من بعدی“ میں ڈر سنانے والا ہوں اور تو ہادی ہے اے علیؑ میرے بعد راہ پانے والے تھے سے راہ پائیں گے۔“ (تفسیر کبیر)

نتیجہ یہ ہے ولایت کی شہنشاہی یعنی کہ مولائے کائنات جن کے حلقِ فرمانِ رسول کریمؐ ہے کہ جس کا میں مولا اس کا یہ علیؑ مولا ہے چونکہ آپؐ شہنشاہ رسالت ہیں اور سیدنا مولا علیؑ شیر خدا ﷺ شہنشاہ ولایت ہیں۔

شہنشاہ ولایت اور فرمانِ رسول کریمؐ

۱۔ یا علیؑ تم مسلمانوں کے سردار، مومنوں کے بادشاہ، حقیقوں کے امام اور نورانی چہرے والوں کے پیش رو ہو۔ (دلیلی)

۲۔ حضرت انس بن مالک اور حضرت نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ جناب علیؑ کے حاضر ہونے پر رسول کریمؐ نے فرمایا شاہاں اے مسلمانوں کے سردار اور حقیقوں کے امام۔ (فردوس الاخبار)

۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا معراج کی رات مجھے تین امور کے بارے میں وحی ہوئی کہ وہ (حضرت علیؑ) مومنین کے سردار، حقیقوں کے امام اور سفید ہاتھ پاؤں اور منہ والوں کے پیش رو ہیں۔ (ابو نعیم)

جس کا میں مولا اس کا علیؑ مولا ہے

مقامِ عرفات کا میدان حجۃ الوداع میں فرمانِ رسول کریمؐ ”من مکت مولا فہذا علیؑ مولا“ یہ فرمانِ مبارک سن کر صحابہ کرام نے سیدنا مولا علیؑ کو ربہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مبارک بادیں دیں۔

ذکر خیر سیدنا علی المرتضیٰؑ

کاروانِ عشق کے رہبر علی المرتضیٰؑ

پیشکش: محمد اور لیس خان قادری سواتی ☆

اؤ حسنِ یار کی ہائیں کریں اور سب باتوں سے بھر ہیں یار کی ہائیں
کنیت

ابو الحسن، ابو تراب، ام گرامی علیؑ جو کہ ملو سے شفق ہے اور حضور ﷺ نے یہ نام نامی ام گرامی ”علیؑ“ رکھا ہے۔

والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشمؓ یہ جو ہاشم کی پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی یہ حضرت علیؑ و حضرت جعفرؓ کی والدہ حضرت عقیلؓ کی والدہ ہیں۔

مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ نبی کریمؐ نے ان کے کفن میں اپنا کرتہ صاف فرمایا اور جب ان کو لحد میں اتارا گیا تو رحمتہ للعالمینؑ بھی ان کے ساتھ لحد میں لیٹ گئے اور فرمایا ”میں نے قبض اس لئے دی کہ اللہ تعالیٰ اُن کو عجلۃ جنت پہنچائے اور ساتھ اس لئے لینا کہ قبر کی وحشت جاتی رہے۔“

نبی کریمؐ ان کے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ ابوطالب کے بعد ان سے بڑھ کر میرے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا اور کوئی نہ تھا۔

ابوطالب کا نام عمران مگر کنیت ابوطالب سے مشہور ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کی والدہ ماجدہ کو بھی بت پرستی سے روکے رکھا جب کہ آپؑ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تھے جب وہ بت کے سامنے جانے کا ارادہ کرتیں حضرت علیؑ

ذاتی بت کے سامنے جھکنے نہ دیجے۔

(نزہۃ المجالس جلد دوم حرجم: مصنف علامہ صفوری)

ولادت طیبہ

عرب کے قبائل طوائف کعبہ میں گئے تھے ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ بھی تھیں آثار ولادت پیدا ہو گئے درود شروع ہوا۔ کعبہ اللہ کی دیوار پست مکی آوار آئی "اے قاطبہ کعبہ کے اندر آجا" اندر چلی گئیں۔ وہیں پیدائش ہوئی۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ کہا جاتا ہے۔ (مدارج النعمۃ شریف)

خلیق قریشی فیصل آبادی کہتے ہیں:

تائید حق میں پہلی شہادت علی کی ہے غنیمتی نبی ﷺ کی ولادت علی کی ہے
مولا بھی محترم ہے ولد بھی محترم کعبہ ہے اور جائے ولادت علی کی ہے
مولود کعبہ کے لئے مشہد بھی خوب بنا مسجد میں اللہ اللہ شہادت علی کی ہے
کعبہ سے ابتدا ہے تو مسجد پہ انتہا مرحوم زوجہ میں شہادت علی کی ہے
برمطابق ایک روایت پیدائش جمعہ کے دن شعبان المعظم میں ہوئی۔

خیر الانبیاء ﷺ کو اطلاع دی گئی مولیٰ فریمان ﷺ تشریف لائے گو میں
اٹھایا اور حمل بھی دیا اور فرمایا "آج علی رضی اللہ عنہ کو پہلا حمل میں دے رہا ہوں اور کل
مجھے آخری حمل علی رضی اللہ عنہ دے گا۔"

(مقامات صحابہ رضی اللہ عنہم مصنف مولانا انصار الحسن زیدی رضی اللہ عنہ)

حضور سید المرسلین رضی اللہ عنہ نے زبان مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالا
اور لعاب مبارک بھی تو حضرت رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھول دیں۔

ادھر آغوش کی حسرت ادھر دیدار کا ارمان

علی نے کھول دیں آنکھیں نبی ﷺ نے گو بھیلای

پرورش

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی پرورش و تربیت ہی میں لے لیا
ابتدائی زندگی نہایت پاکیزہ گزاری۔ (ابن اخطب رضی اللہ عنہ)

قبول اسلام

قبول اسلام کا شرف بچپن ہی میں حاصل ہوا جوں ابں اخطب آپ رضی اللہ عنہ کی
عمر اس وقت حیرہ برس تھی۔

(تاریخ الخلفاء برمطابق کتب صحروہ مشرق مصنف تاجی حبیب الرحمن منصور پوری قول علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ)
بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْاِفْطَيْنِ وَاسْتَلَمَتْ يَوْمَ الْاِفْطَالِ

"آپ رضی اللہ عنہ دو شنبہ (سوموار "یز" کے دن) مبعوث ہوئے اور میں سہ شنبہ
(مگل) کو اسلام لایا۔"

فقیہ المثال جاٹاری شب بھرت کے دوران

شب بھرت حضور رؤف درجہ کے بستر مبارک پر لیٹا بہت بڑا ہے محل
اٹار ہے جب کہ کفار کے بد معاشوں نے دولت کدہ کا محاصرہ آپ رضی اللہ عنہ کے گل کے
لئے کر رکھا ہو۔

حضرت سید علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ المعروف بہ فاطمہ حج مغل قدس سرہ فرماتے ہیں
"جب حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور ﷺ کے بستر پر سو گئے تو کفار اپنی
تجوڑ کے مطابق آنحضرت رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے آئے۔ اُس وقت خداوند کریم
نے جبرائیل و میکائیل علیہ السلام سے فرمایا "اے فرشتو علی رضی اللہ عنہ کا رجبہ اور شرف دیکھو میں
نے علی رضی اللہ عنہ اور اپنے حبیب رضی اللہ عنہ کے درمیان برادری قائم کی ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے اپنا
قل ہوتا پسند کیا اور میرے غنیمت برحق رضی اللہ عنہ کے بستر پر بلا خوف سو گیا اور اپنی زندگی
آپ رضی اللہ عنہ پر قربان کی اب تم دونوں زمین پر جاؤ اور میرے بندے علی رضی اللہ عنہ کو دشمنوں

سے نکال رکھو۔

چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام اسی وقت زمین پر تشریف لائے اور ایک فرشتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سرہانے کی طرف بیٹھا اور دوسرا پاؤں کی طرف۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے ابوطالب کے بیٹے! آج کون تیری خلیفہ ہے اللہ تعالیٰ تیری ذات والا صفات پر فرشتوں میں فخر کرتا ہے اور تو بلا خوف وطمینان کی نیند سو رہا ہے۔ یہ واقعہ آپ رضی اللہ عنہ کے بے مثل ایثار کا واضح ثبوت ہے۔

(بحوالہ: کشف المحجوب حرم)

آیت کریمہ یہ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسًا ابْنِعَا مَوْضِعًا
اللَّهُ وَاللَّهُ رُفُفٌ بِالْعِبَادِ
”لوگوں میں وہ شخص کون ہے جو اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنی جان فروخت کر دیتا ہے اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت مدینہ منورہ

صبح کھارنے آپ رضی اللہ عنہ کو بستر نبوی ﷺ پر پایا تو حرم مکہ میں جا کر قید کر دیا اور دو چار دن بعد آپ رضی اللہ عنہ کو رہا کر دیا۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور ہجرت مدینہ شریف کے لئے پورا سفر تبدیل فرمایا پاؤں مبارک محرم ہو گئے تھے حضور سرابا منیرا ﷺ نے اپنا لعاب مبارک پاؤں پر لگا دیا ساری تکلیف رفع ہو گئی۔

(بحوالہ: محمد رسول اللہ ﷺ از شیخ محمد رضا صاحب قاہرہ مصر)

دینی خدمات:

سوائے غزوہ تبوک کے سوا باقی تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ

رہے اور کارہائے نمایاں دکھائے۔ صرف جنگ اُحد میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کو سولہ زخم آئے تھے کئی فوجی دسے آپ رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں بھیجے گئے جن میں خاطر خواہ کامیابی رہی فتح خیبر کے سلسلہ میں قوس کا قلعہ جسے ناقابلِ تغیر بیان کیا جاتا تھا آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ غزوہ تبوک میں اگرچہ آپ رضی اللہ عنہ شامل نہ ہو سکے لیکن اس وقت رسول اکرم ﷺ نے آپ کو مدینہ شریف میں رہ کر نہایت جانفشی کے فرائض انجام دینے کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب بنا کر گئے تھے اسی ہی میں تمہیں اپنا نائب بنا کر غزوہ تبوک میں جا رہا ہوں۔

آپ رضی اللہ عنہ بارہ آئمہ طریقت میں سے پہلے امام ہیں اور سرچشمہ ولایت ہیں چونکہ ابتداء ہی سے پرورش و تربیت کے لئے آغوش نبوت ملی اس لئے آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضور اقدس ﷺ کے دست و پاؤں پر رہے۔

ثَابِتُونَ ثَمَامًا مِّنْ قَبْلِ يَوْمِ تَبُوكَ

اِمَّا مَثَلٌ عَلٰى فِىْ هَذِهِ الْاُمَمِ
مَثَلٌ
فَلْهُوَ اَللّٰهُ اَحَدٌ فِى الْفِرَاقِ

(نفاذ شجرہ)

طی کی مثال اس امت میں ایسے ہے

جیسے قرآن مجید میں ”کل هو اللہ احد“

ہے "از مناقب او (ای حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم) کہ درجین ولادت او ظاہر شد یکے آن است کہ در جوف کعبہ معظمہ تولد یافت" کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مناقب میں سے جو ان کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئے ایک یہ کہ وہ جوف کعبہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور محدث رک حاکم کے الفاظ یہ ہیں:

"قال الحاكم قد تواترت الاخبار ان فاطمة بنت اسد ولدت امير المؤمنين علي بن ابي طالب كرم الله وجهه الكرم في جوف الكعبة" (المستدرک علی الصحیحین، ذکر مناقب حکیم بن حزام القرطبی، ۹۰/۳۲، مصدر جامع الحديث) دہائے اسلام میں مسلمہ شخصیت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صفاء میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا اور اس کی تصدیق فرمائی اور روایتیں کیا کہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خاتہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔

"وفي مستدرک الحاكم ان علي بن ابي طالب كرم الله وجهه ولد ايضا في داخل الكعبة" (شرح صفاء للقاضي عياض الجزء الاول)۔

حضرت شیخ عبد السریز محدث دہلوی "تقد اثنا عشریہ" میں فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خاتہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ (تقد اثنا عشریہ ص ۱۶۵) اور امام قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے "اخبار کتبہ" میں بھی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا بنی ہاشم میں سے جوف کعبہ میں پیدا ہونا لکھا ہے اور امام حاکم کے قول سے بھی استدلال کیا ہے۔

"ذكر الفاكهي بان عليا اول من ولد من بني هاشم في جوف الكعبة واما الحاكم ان الاخبار تواترت بان عليا ولد في جوف الكعبة" (اسمى المطالب في سيرة امير المؤمنين علي بن ابي طالب ص ۱۹ للعلامة علي محمد الصلابي) علامہ کمال الدین محمد بن طلحہ "مطالب السؤل" میں رقم فرماتے ہیں:

"ولد بالكعبة البيت الحرام وكان مولده بعد ان تزوج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بعبدة بنت اسد" (مطالب السؤل، ص ۳۷) یعنی مولائے کائنات خاتہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے آپ کی ولادت نبی کریم ﷺ کی حضرت خدیجہ رحمۃ اللہ علیہ سے شادی کے تین سال بعد ہوئی۔ اس طرح امام کبیر مورخ جلیل ابو الحسن علی بن الحسین بن علی مسعودی اپنی کتاب "مروج الذهب" میں فرماتے ہیں "وكان مولده في الكعبة"

(مروج الذهب باب ذکر خلافة امير المؤمنين علي بن ابي طالب ۲/۳۳۹) یعنی آپ کا مولد کعبہ معظمہ ہے۔ ان دلائل کی روشنی میں امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مولود کعبہ کہنا بالکل جائز و درست ہے اور علماء ملت میں کسی نے اس بات کا انکار نہیں کیا۔ ان دلائل کے علاوہ بھی بہت سے دلائل ہیں مگر اعتبار حق کیلئے اتنا ہی کافی ہے اللہ تعالیٰ حق کو جاننے کے بعد اسے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

مولود کعبہ کے حوالے سے

ایک علمی استثناء کا علمی و تحقیقی جواب

حق اہلسنت مفتی محمد عمر چشتی (مفتی دربار) عالیہ غوثیہ مہرہ کلاڑہ شریف اسلام آباد

کتبت مولائے علی مولائے کل ہکذا قد قالہ عبد الرسول (از کلام: حضرت مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت پیر صاحب نے درج ذیل حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

"قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه"

اس کو بھی نہیں مان سکتے، صلی علیہ وسلم ملاحظہ ہو۔

معلوم ہوا کہ مفتی صاحب اپنے اسلامی شرعی فتویٰ مدلل و محقق کی رو میں آ گئے ہیں کہ مولوی صاحب بمع حکیم الامت جہلاً و متواء سے تھے اور اہل علم نہیں تھے تو جاہل احمق کو بڑی مریدی اور امامت نہیں کرنی چاہیے یہ بات تو اس کی اپنی تحریر سے ثابت ہوئی اس اعتبار سے بھی یہ مولوی صاحب بڑا امام ہونے کے لائق نہیں کہ یہ شخص گستاخ ہے اور بزرگوں کے گستاخ سے نفرت ہونی چاہیے بڑے بڑے بزرگوں پر اس نے حملے کیے ہیں۔

ناظرین! امام حاکم ابو عبد اللہ عیساہری کے بارے میں یہ مولوی صاحب لکھتا ہے کہ حاکم عیساہری کو فقہاء محدثین زمانہ نے شیعہ کہا ہے۔ (صفحہ ۷) صفحہ ۶ پر لکھتا ہے ان تمام اقوال سے ثابت ہے کہ مستدرک حاکم ظاہراً سنی باطناً شیعہ رافضی تھا۔ حاکم کے بارے میں متنبہ ذیل عبارات مولوی کو نظر نہیں آئیں۔

(۱) "امام اہل الحديث فی عصرہ" یعنی اپنے دور میں محدثین کا امام۔

(حاشیہ زمرہ البخاری فی ترویج نوبۃ الفکر ص: ۵)

(۲) "فان التصانيف قد كثرت للائمة فمن اول من صنف فيه القاضي ابو محمد والحاكم ابو عبد الله" یعنی اصول حدیث میں آئمہ حدیث کی تصنیفات بہت ہیں اوائل مصنفین میں سے قاضی ابو محمد اور امام حاکم ابو عبد اللہ ہیں ملخصاً حسب ضرورت ملاحظہ ہو دہکتہ الفکر مع الشرح ص ۳ حاکم کو دوسرے نمبر پر ذکر کیا گیا ہے۔

(۳) "ولقد صنف الاخرون من الائمة صحاحاً مقل صحیحہ ابن عروبة و مقل

صحیحہ الحاكم ابی عبد اللہ النیسابوری الحافظ النعمان المسمی بالمستدرک"

المقدمۃ فی شرح عبد الحق الدہلوی صفحہ ۷ ملخصاً یعنی بخاری و مسلم کے علاوہ دوسرے آئمہ حدیث جنہوں نے صحاح لکھی ہیں جیسا کہ ابن خزمہ کی صحیح اور ثقہ حافظ حاکم ابو عبد اللہ عیساہری کی صحیح جس کا نام مستدرک ہے۔ نوٹ ثقہ حافظ الحدیث حاکم کی مستدرک وہ صحیح ہے جس میں جو احادیث صحیح بخاری و مسلم میں نہیں لکھی گئیں صحت ہیں ثابت ہوا کہ حاکم

کے بارے میں شیعہ رافضی کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے۔ مولوی صاحب کو وہ اقوال پسند ہیں جن میں بزرگوں کی گستاخی ہو کوئی پرہیز بھول کر پسند کرتا ہے اور کوئی گندگی۔ پسند اپنی اپنی۔

***** خلاصہ *****

نمبر ۱

خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ (۳) حکیم الامت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۴) ثقہ امام المحدثین حاکم صاحب المستدرک رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت عبدالرحمن مغوری رحمۃ اللہ علیہ۔ سچے لوگ ہیں سچ پسند کرتے ہیں تم اس واقعہ کو سچا مان لو مولوی صاحب کے استحالے ان کے حارروں کے حوالے کرو "محل قربان کن بہ پیش اولیاء"۔ استحالوں کو حلیم کرنے سے کافی واقعات سے انکار کرنا پڑے گا۔ مثلاً بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶۶ پر ہے کہ حضرت سعد کی شہرہ جگہ شہرہ میں کٹ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عبادت کیلئے مسجد میں غیمہ نصب کر دیا۔ مسجد نبوی میں کئی غیمے تھے اہل مسجد کی طرف ایک غیمے سے بہتا ہوا خون نکلا تو وہ گھبرا گئے کہ حضرت سعد سے خون بہہ رہا تھا۔ ان کا مسجد میں ہی انتقال ہوا۔ مولوی صاحب اگر استحالے پیش کریں کہ مسجدوں کو پاک صاف رکھنے کا حکم ہے، یہ ہسپتال نہیں ہے مسجد خون سے لوث کیوں ہوئی، مسجد میں غیمے کیوں لگائے گئے؟ تو ہم مولوی صاحب کے استحالوں کو مسترد کر دیں گے۔ اس واقعہ میں خون کی بہتات کا ذکر ہے جبکہ ممکن ہے کہ بچنے کے بعد معمولی خون آئے کتبہ ثقہ میں مذکور ہے بہار شریعت دیکھ لو کہ اس میں ایک آن کیلئے خون نفاس مذکور ہے بخاء بریں خون نفاس کی کم مدت کا ذکر نہیں۔ مولود کعبہ ہونا تو اب بھی ممکن ہے حلیم کعبہ کعبہ ہے کما فی الحدیث اور اس حلیم میں اکثر اوقات مردوزن ہوتے ہیں تو حاملہ عورت کا حمل ساقط ہونا ممکن ہے پس بچہ جنم دینا بھی ممکن ہے۔ مولوی صاحب نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ولادت کیلئے کوئی اور جگہ تلاش فرمائی مگر ثبوت کیلئے ضابطہ بھول گئے کہ اپنے فتویٰ میں صفحہ ۹-۱۰ پر لکھا ہے کہ واقعات کے ثبوتی دلائل قرآن، احادیث مبارکہ، تاریخی بیانات اور اسماء الرجال ہی سے ہونے چاہئیں۔

مفتی اعظم آزاد کشمیر فرہانگ

علامہ مفتی محمد حسین چشتی

مہتمم: سنی حنفی دارالعلوم، باطری عباس پور صدر جماعت اہلسنت، آزاد کشمیر



اہلسنت و جماعت کے نزدیک یہ امر ثابت و محقق ہے کہ حضرت مولا مشکل کاشیدنا علی المرتضیٰ خاتہ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کعبہ میں پیدا ہوئے۔

(۱) مغل شہنشاہ شاہ جہاں کا بیٹا قادی سلطان اور گزیب عالمگیر کا حنفی بھائی سلطان الاولیاء حضرت میاں میر قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید صادق شہزادہ دارا شکوہ مرحوم و منظور اپنی تالیف ”سفر الاولیاء“ میں لکھتے ہیں ”خاتہ کعبہ میں آپ (علی علیہ السلام) متولد ہوئے۔ (سفر الاولیاء ص: ۳۶، مترجم مولانا محمد وارث)

(۲) صاحب نور الابصار لکھتے ہیں ”ولد علی بمكة داخل البيت الحرام ولد بعد فی البيت الحرام قبلہ احد مولانا یعنی حضرت علی علیہ السلام کے کے اہل خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور آپ کے بغیر آپ سے پہلے کوئی بھی خانہ کعبہ میں پیدا نہیں ہوا۔ (نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص: ۸۵)

(۳) مولانا محمد عبدالسلام رضوی مؤلف شہادت نواسر سید الامام نے حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خانہ کعبہ میں پیدائش کا پورا واقعہ لکھا ہے۔

(شہادت نواسر سید الامام ص: ۳۲۲)

(۴) ترجمہ الجالس ص: ۲۰۹ جلد ۲ نیز مولانا الحاج محمد جعفر ضیاء القادری نے نعتوں اور محفلوں پر مشتمل چند کتابچے طبع کروائے جن میں مختلف اکابر شعرائے اہلسنت کا منظوم کلام ہے۔ مثلاً صحابہ کی شان اور شان اہل بیت وغیرہ چند شعراء اہلسنت کا وہ کلام پیش ہے جس میں سیدنا علی المرتضیٰ کی خانہ کعبہ میں پیدائش کا ذکر ہے۔ حضرت علی علیہ السلام

اس قسم کے واقعات میں تطبیق کی ضرورت ہوتی ہے یا ترجیح کی زیادہ بحث کی فرمت نہیں۔ حضرت خواجہ بزرگ کے کلام پر اپنی تحریر کو ختم کرتا ہوں کہ

کے را میر نہ شد ایں سعادت بہ کعبہ ولادت، بہ مسجد شہادت
☆☆☆

علامہ مفتی غلام رسول جماعتی

علی پور سیدھاں شریف، ضلع سیالکوٹ



ولادت حیدر کرار در کعبہ اللہ

حضرت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی پیدائش کعبہ کے اندر ہوئی ہے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کعبہ کا طواف کر رہی تھی کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے دیکھا اور فرمایا اللہ تجھے مولود مسعود عطا فرمائے والا ہے۔ لہذا تم کعبہ کے اندر چلی جاؤ میں کعبہ کے اندر چلی گئی اللہ تعالیٰ نے مجھے علی عطا فرمائے۔ (مجلس التوارخ ج: ۵)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت علی بعد واقعہ عام الخیل تیر ہوئے رجب یوم جمعہ کو کعبہ میں پیدا ہوئے۔

ولدتہ فی الحرم المحظور لہ طہارت و طہاب ولید ہذا المولد علی کو آپ کی والدہ نے حرم معظم میں جنا، آپ کی والدہ ان کا لڑکا علی اور ان کی جائے ولادت پاک ہے۔ اہل السنۃ والجماعہ کا یہی مستند علیہ قول ہے کہ حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے۔ (لادنی صحیحہ ص: ۲۸۲)

الدین گزروی سپاس عقیدت پیش کرتے ہیں۔

جس گزری اللہ کے گھر میں ہوئے پیدا ملیں ذرہ ذرہ ہا ادب ہو کر نکلا یا ملی حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خاں گجراتی رحمہ اللہ عرض کرتے ہیں:

بنا اس واسطے اللہ کا گھر جائے پیدائش کہ وہ اسلام کا کعبہ ہے یہ ایمان کا کعبہ ہدیہ فریق رسول فیض عرض کرتے ہیں:

کعبہ میں ہے ولادت مسجد میں ہے شہادت کیا دل فہم ملی ہے کیا دل ہا ملی ہے پس ثابت ہوا کہ اہل سنت بھی اس امر کے قائل ہیں کہ حضرت سیدنا ملی

المرتضیٰ رحمہ اللہ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ خدا ما عہدی واللہ تعالیٰ اعلم

☆☆☆

مجاہد اہلسنت علامہ مفتی صدیق نقشبندی ہزاروی

مہتمم دارالعلوم غوثیہ رضویہ، خالو قازی، تربیلہ ڈیم، ضلع ہری پور

جو مسئلہ بھی تو از سے ثابت ہو اس کا منکر گمراہ بد دین ہوتا ہے۔ آپ (حضرت علی المرتضیٰ رحمہ اللہ) کی ولادت کعبہ اللہ میں ہوئی اور شہادت کا سبب جامع مسجد کوفہ بنی۔ اپنے دور کے عظیم محدث و محقق بلکہ بعض اقوال میں مجدد تمام مکاتب فکر کے مسلم رہنما حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف اوراق الخفاء عن خلافتہ العشاء جلد ۲ صفحہ ۳۵۱ پر یہی فرمایا ہے۔ نواب صدیق حسن بھوپالی نے مناقب خلفائے راشدین صفحہ ۹۹ پر قاضی سلمان منصور پوری نے رحمۃ اللعلمین جلد ۲ صفحہ ۷۷ پر اور صاحب فضیلت شیخ محمد رضا مصری نے ”محمد رسول اللہ“ صفحہ ۱۲۳ پر اور سیف المقلدین علی اعتناق المنکرین میں یہی قول نقل فرمایا۔ اس طرح کے پختہ ثبوت نکالنا تقسیم کرنا مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ میں خلل ڈالنا

تو چن صحابہ و اہل بیت کا مرکب ہوتا ہے جن کی تعریف و توصیف سے خداوند تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن کریم اور احادیث نبویہ بھری پڑی ہیں پھر مزید یہ کہ مذکورہ شخص جاہل بے علم ہے اس کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی دینی مسئلہ میں جسارت کرے اگر اس ملک میں قانون شریعت نافذ ہوتا تو یہ شخص تعزیر کا حقدار تھا۔ صحابہ کرام، اہل بیت عظام کی بے ادبی و درحقیقت اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے ”جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی رکھی اس سے میں اعلان جنگ کرتا ہوں۔“

(بخاری، مشکوٰۃ شریف)

حضرت علی رحمہ اللہ ولی ہی نہیں بلکہ امام الاولیاء بھی ہیں آپ کی توہین کرنے والا خدا کے مذاپ سے کب بچ سکتا ہے کس کی طاقت ہے کہ خدا سے لڑائی کر سکے۔

ہر صحابی ولی کامل ہے خصوصاً خلفائے راشدین تو بدیع تمام اولیاء مخلصین ہیں ان کی شان میں بے ادبی، گستاخی کوئی مسلمان مجاہد اربعہ اہلسنت میں سے نہیں کر سکتا۔ سوائے خارجی، رافضی اور تاحسی کے۔ ان کی شان میں آیات و احادیث نبویہ وارد ہوئی ہیں۔

(۱) ”محمد رسول اللہ والذین معہ اللہ آ علی الکفار رحمہ اللہ“

دکھا مسجد۔ (پارہ ۲۶ سورۃ فتح) تفسیر خازن میں علامہ علاؤ الدین رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ والذین معہ سے مراد ابو بکر صدیق رحمہ اللہ ہیں۔ اشداء علی الکفار سے مراد عمر بن خطاب رحمہ اللہ ہیں۔ ویرانہ بن عثمان سے مراد عثمان بن عفان رحمہ اللہ ہیں۔ اشداء علی الکفار سے مراد علی ابن طالب اور یحییٰ بن فضال من اللہ سے مراد بقیہ صحابہ ہیں۔ (چہارم صفحہ ۱۹۳)

(۲) ”ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیم“ تفسیر مدارک میں ہے سورۃ دہر کی یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی۔ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے نبی پاک ﷺ نے فرمایا ”لا تسبوا صحابی“ میرے صحابہ کرام کو گالی مت دو۔ (بخاری و مسلم) حضور ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں تو میں کہو اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو تمہارے اس شر پر۔“ (ترمذی) حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”من کنت مولاه فعلی مولاه“ (مشکوۃ) جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”لا یحب علیاً منافق ولا ینصہ مومن“ منافق، علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں کرتا اور مومن بغض نہیں رکھتا۔

امام احمد اور امام ترمذی سے روایت ہے۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

من سب علیاً کلد سببی رواہ احمد
جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

کتاب محمد رسول اللہ میں صاحب فضیلت شیخ محمد رضا سابق مدبر مکتبہ جامعہ نواد قاہرہ ص ۱۳۵ پر تحریر فرماتے ہیں حضرت علی پر رمضان ۴۰ ہجری جنوری ۶۶۱ء میں حملہ ہوا تھا، تین دن کے بعد آپ نے شہادت پائی۔

حضرت قاضی سلیمان منصور پوری اپنی کتاب رحمة اللطیفین جلد ۲ صفحہ ۷۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۴ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو اشتی الناس کے ہاتھ سے مسجد کوفہ میں ڈنکی ہو کر داخل ہونے سے اس طرح مناقب علی میں ہے حضرت کی ولادت ۳۰ ص ۳۰۰ الفیل تیر ہوئی رجب یوم جمعہ ہے اور آپ بیت اللہ کے امد پیدا ہوئے۔

گوہر چہ پاک بود صدف نیز پاک بود آمد مہمانہ حرم کعبہ در وجود
کعبہ زلفیں کعبہ صفاء داشت لا حرم بردوش ستید در جہاں جلوہ می نمود
دو فضائل ہے نظیر آمد علی مقتدا و عیشوائے ہر دلی
آں علی کو مادرش در کعبہ زاد آئندہ بردوش و شیر پانہاد

اہل نظر کی آنکھ کا جانا علی علی اہل وفا کے دل کا سہارا علی علی رحمت نے لے لیا مجھے آغوش نور میں میں نے کبھی جو رو کے پکارا علی علی اک کیف اک سرور سارہتا ہے مات دن جب سے ہوا ہے درد ہمارا علی علی کہے کے بت گرائے نہیں اپنے ہاتھ سے حضرت نے مسکرا کر پکارا علی علی دنیا میں سب سے عالی گھرانے کے نور ہو اس واسطے ہے نام تمہارا علی علی اعظم یہ مغفرت کی سند ہے ہمارے پاس ہم ہیں علی کے اور جانا علی علی (محمد اعظم چشتی)

مولود کعبہ

منظوم کلام

بکھور مولا مشکل کشا حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام

☆☆☆

اطمان حق میں جس کی ضرورت تھی وہ علیؑ آب و ہوا پہ جس کی حکومت تھی وہ علیؑ
جس کو حیات و موت پہ قدرت تھی وہ علیؑ جس کی قلوب کفر پہ ہیبت تھی وہ علیؑ
وہبت سے جس کی کفر کا بیجا حرام تھا بندہ کر تھا جس کا ستارہ غلام تھا

☆☆☆

پیدا ہوا جو کعبہ کے اندر وہی علیؑ جس کا لقب تھا ساقی کوثر وہی علیؑ
ام گرامی جس کا تھا حیدر وہی علیؑ چرا تھا جس نے کلہ ابھر وہی علیؑ
لاکھوں سلام شاہِ خضر کے نام پہ لاکھوں سلام حیدر و صمد کے نام پہ
(ظہیر لدھی)

☆☆☆

دہاں وحب رحمت ہے مولیٰ علیؑ یہ چشمِ حمایت ہے مولیٰ علیؑ کی
نئی جس کے مولیٰ علیؑ اس کے مولیٰ یہ شانِ فضیلت ہے مولیٰ علیؑ کی
نئی شہرِ علم و علیؑ باب اس کے یہ عظمت بھی عظمت ہے مولیٰ علیؑ کی
ہیں مولود کعبہ بفضلِ الہی بڑی یعنی قسمت ہے مولیٰ علیؑ کی
وہ خیر کے قانع وہ شیرِ خدا ہیں بڑی شان و شوکت ہے مولیٰ علیؑ کی
ہے وحب علیؑ رکعاً سجداً ہیں عبادت، عبادت ہے مولیٰ علیؑ کی
ہر اک اہل دل ان کا تابع ہے دل سے دلوں پہ حکومت ہے مولیٰ علیؑ کی
صاف اپنے قابل کو کرتے ہیں خودی محب یہ مروت ہے مولیٰ علیؑ کی
میں آلِ نئی فضلِ رب سے ہوں اتور یہ نسبت بھی نسبت ہے مولیٰ علیؑ کی
(سید الور علیؑ اتور (کراچی))

مولود کعبہ نمبر

سہ ماہی انوارِ رضا جہ آباد

مرکزی محافلِ ذکر

حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت سیدنا عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت سیدنا یحییٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہفتہ وار محافلِ ذکر

بروز جمعہ بعد از نمازِ جمعہ
تا بعد از نمازِ عشاء

ماہانہ محافلِ ذکر

ہر چاند کا پہلا جمعہ بعد از نمازِ جمعہ
تا بعد از نمازِ عشاء

برقلم

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ
سیفیہ محمدیہ راوی ریان شریف
مزد کلا شاہ کلکو حسین تاجن راوی
ریان شریف جی ای روڈ مرید کیٹھور

حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت سیدنا عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت سیدنا یحییٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہفتہ وار محافلِ ذکر

بروز جمعرات بعد از نمازِ مغرب
تا بعد از نمازِ عشاء

ماہانہ محافلِ ذکر

ہر انگریزی مہینے کا پہلا ہفتہ
بروز ہفتہ بوقت نمازِ مغرب
تا بعد از نمازِ عشاء

برقلم

مرکزی آستانہ عالیہ
نقشبندیہ مجددیہ ہاشمیہ سیفیہ
ظہیر آباد شریف مزد ماروہ والا
تھیں موز لکھو ادیر بند روڈ لاہور

0321-8401546 0321-6202022

0321-8401546 0321-6202022

سلام اے امین یو طالب علی سلام اے حق کے عنوان علی
سلام اے ناصر دینِ مبین انجس رحۃ اللعالمین
سلام اے خواجہ گردوں رکاب سلام اے سید والا جناب
امام اولیاء و استیاء سلام اے مرتضیٰ مشکل کفا
سلام اے دستِ حق دستِ رسول سلام اے ابوالحسن مدحِ بقول
علی! اس آئی جس پہ مدحا شبِ ہجرت مدائے مصطفیٰ
سلام اے شہرِ علم حق کے باب سلام اے مرتضیٰ اے یزید
علی! مردِ جہی والا چار سرِ صخر پہ ضربِ ذوالقہتر
علی! شہید کے بابا سلام علی! کوئین کے آقا سلام
سلام اے راز دارِ راز حق سلام اے اولین آواز حق
سلام اے مولودِ بیتِ اکرام حمید مسد کوفہ سلام
(خلیقِ قریشی (مروج))

☆☆☆

یا علی یا علی یا علی یا علی

میرے مشکل کفا میرے مولیٰ علی

تاجدارِ ولایت ہیں مولیٰ علی بیغ نہیں رعت ہیں مولیٰ علی
نازشِ بزمِ نصرت ہیں مولیٰ علی مرکزِ شانِ رفعت ہیں مولیٰ علی
سارے ولیوں کے سردار مولیٰ علی عرمِ رازِ سرکار مولیٰ علی
حقِ آقا کے کردار مولیٰ علی ہم غریبوں کے حضور مولیٰ علی
موفقِ شانِ عرفان مولیٰ علی کل شجاعت کے سلطان مولیٰ علی

علم و حکمت کی بھکان مولیٰ علی بالقیس جانِ فیضان مولیٰ علی
عمرِ جود و سخا باب مولیٰ علی جانِ فیض و عطا باب مولیٰ علی
خودِ چاندنِ باب مولیٰ علی مرحبا مرحبا باب مولیٰ علی
غوثِ اعظم کے عطار مولیٰ علی اور خواجہ کے دلدار مولیٰ علی
شہِ اشرف کے سرکار مولیٰ علی بحرِ کرم تیرا اکتدار مولیٰ علی
یا علی یا علی یا علی یا علی
میرے مشکل کفا میرے مولیٰ علی

(مولانا سید محمد اعجاز اشرف اشرفی جیلانی)

☆☆☆

ازل کی مستی رقصاں ابد کا کیف و سرور غمور سرِ ولایت، مودِ عشقِ فیور
جلالِ چہرہ بزاں، جمالِ مددے رسول فردغِ صبحِ تجل، سکونِ قلبِ ملول
حسبِ کوز و قسیم کی اوائے جمیل حریمِ قدس کا محترم نبی کے گھر کا کلیل
بدوشِ خواجہ ولایت کا ملجائے کمال زمانہ لائے گئے گا کبھی علی کی مثال
علی کا ہے مستی ام الکتاب و قس رسول علی لیلیف، علی حسن طبع و معلول
علی عظیم و علی عالم و علی معلوم علی حسیم و علی قاسم و علی معلوم
علی خیر و علی خیر و علی ہے خیر علی نظیر و علی ناصر و علی ہے نظر
علی حسین و علی احسن و علی ہے حسن علی عزیز، علی خادان و علی غور
ہر اک لہامیں ہیں سوجھوے ماہتابی کے شانِ دیدہ و دل شانِ پرتابی کے
(حافظ مظہر الدین)

☆☆☆

کعبہ دل قبلہ جاں طاق امدائے طاع
ہو بہو قرآن ناطق صوف روئے طاع
خاک کے ذروں میں صلیبِ پرتابی کی ہلک
بارغ کے ہر پھول سے آتی ہے خوشبوئے طاع
اسے صبا کیا یاد فرمایا ہے مولائے مجھے
آج میرا دل کنجا جاتا ہے کیوں سوئے طاع
دامنِ فردوسی ہے ہر گوشہ شہر نجف
ہے مقیم غلہ گویا ساکن کوئے طاع
کیوں نہ ہوں کوئین کی آڑوں میں اس پرشار
ہے دل بیدم اسیرِ نام گیسوئے طاع
(بیدم شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆

طاع مولائے رعبان جہاں ہے
طاع کے ہاتھ کو کہیے مدللہ
طاع کی یاد سے ہستی بہاراں
طاع سے بغضِ عرفاں کی نواں ہے
طاع مشکل کسوا، عل نبوت
طاع خیرِ حسن شیرِ الہی
طاع ہے واقعہ رازِ حقیقت
طاع ہے رضائے جن و آدم
طاع کی صحن کے گوہرِ نرالے
طاع قاری طاع قرآن ناطق
طاع کا فقر ہے فقرِ محمد
طاع ہے کاشعہ رازِ حقیقت
طاع ہے شاربِ شانِ نبوت
طاع ہے مرکزِ پرکارِ ہستی

طاع سے اولیاء کی زندگی ہے
طاع کی ذات ہی روحِ رواں ہے
طاع کی یاد ہے واسفِ طاع کو
طاع خود اس دین کا آستان ہے
(واسفِ طاع واسف)

☆☆☆

اللہ اللہ کتنا بالا ہے بیانِ اہل بیت
مصطفیٰ کا مدح غوی ہے مدحِ غوی اہل بیت
ان کی رحمت ہے کلامِ اللہ کی آیات میں
ہے حدیث میں بھی ذکرِ قدر و شانِ اہل بیت
جس نے اہل بیت سے کی اس کو بیستِ غلہ کی
اے رے قسمتِ تہاڑی والہانِ اہل بیت
ان کی حبِ مولیٰ کی حبِ ان کی مضامین کی رضا
ایسا قرب ایسی نصیبات ہے نشانِ اہل بیت
خیر ہیں وہ لوگ جو ہیں عاشقانِ اہل بیت
کاملِ الامحان وہ ہیں جن کو جان و اولاد سے
ہوں پیارے مصطفیٰ اور خاندانِ اہل بیت
عاشقانِ کبریا ہیں عاشقانِ مصطفیٰ
عاشقانِ مصطفیٰ ہیں عاشقانِ اہل بیت
سب نسب تو قطع ہو جائیں گے محشر میں مگر
خلفِ ہرگز نہ ہو گا دودمانِ اہل بیت
جس نے دی ایذا نہ نیا کوں نے حق کو دی ایذا
اور موذی ہیں نیا کے موذیانِ اہل بیت
دشمنانِ کبریا ہیں دشمنانِ مصطفیٰ
دشمنانِ مصطفیٰ ہیں دشمنانِ اہل بیت
ان کی منگاہِ معنی قبلہ حاجات ہے
یور گاؤ اولیاء ہے آستانِ اہل بیت
یہ دعا ہے اجلِ ماسی کی اے رب جہاں
پھرتا پھلتا رہے بس یستانِ اہل بیت
(مولانا محمد اجمل شاہ سنہلی)

☆☆☆

ہے یزرب و حیدر مشکل کسوا طاع
خیرِ حسن ہے اور ہے شیرِ خدا طاع
کیا مجھ سے ہو یاں تری مدح و ثنا طاع
جب خود رسول ہے ترا مدحت سرا طاع
بچھن کا مہر تو نے بھایا تمام عمر
قدسی نگارِ انیس نہ کیوں مرجبا طاع

آنکھیں کھول کے دیکھو

ایک غیر مسلم بخضر حیدر کرار حاضر ہے

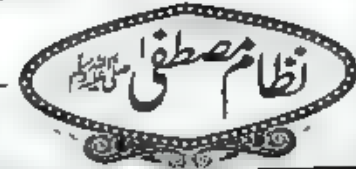
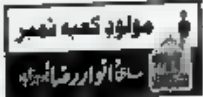
تھی شہ کھڑی جو گھر میں خدا کے ہم لیا کیسے عظیم تر ہیں وہ کتنے مہمان ہیں
مجھ کو بھی ان سے یاد ہے بھگوان کی قسم میرے لیے طاع تو بڑے بھاکان ہیں



طاع والے کسی مشکل سے گھبرا نہیں کرتے کوئی خوف و خطر خاطر میں وہ لایا نہیں کرتے
وہ جن کے دل میں ہیں ان کو وہ سہرا نہیں کرتے ہنک جن میں ہوں ان کی پھر وہ کھلا نہیں کرتے
طاع کو جب سے میں نے من کے بعد میں بخلا ہے ستارے والے اب میرے قریب آیا نہیں کرتے
میرا گھر ہو گیا جنت کھلا وہ طاع جب سے وہ کیا جانیں جو ان کا نام دہرایا نہیں کرتے
انہیں ایسے بڑے کی آپ ہی بچان ہوتی ہے کبھی حیدر کے دیوانوں کو سہایا نہیں کرتے
طاع کے ذکر کی خطی ہو جس گھر میں پلٹی ہے مصیبت کے دہاں پائل کبھی چلا نہیں کرتے
انہیں جو بھی پکارے وہ مدد کو اس کی آتے ہیں جو ان کا ہے اسے ہرگز وہ ٹھکرایا نہیں کرتے
سجود میں بھی طاع کا ایک لٹائی سا پہلا ہیں محبت کرنے والے کو وہ ترسایا نہیں کرتے
میں بعد ہوں بھون بھون طاع میرا حیدر ہیں یہ دل کی بات ہے جو سب کو سہایا نہیں کرتے
(بھون امروہی)

آخر نوید لہج میںیں حق سے مل گئی جس سر کے میں ہو گیا جگ آرا طاع
سراں کا غم نہ ہو سکا باطل کے سامنے جب دشمن دیں کے مقابل ہو طاع
صدیق ہوں مہربوں کہ عثمان پاک زاد سب کی خلافتوں کا سہارا رہا طاع
نھوئی نماز اس کی نہ قائل کے وار پر اور دھو چل بھی رہا قرآن سرا طاع
انجام یہ کہ گھر میں خدا کے ہوا شہید آقا یہ کہ کعبہ میں بیٹا ہوا طاع
سب مشکلات اس کی ہوئیں ختم یک دم جس کی زبان سے کبھی نکلا ہے یا طاع
داتا رسول پاک اگر شہر علم ہے تو کون شہر علم کا دوبارہ تھا طاع
کیا اس سے بڑھ کے اور فضیلت ہو آئی خوش آپ سے رہے ہیں رسول خدا طاع
تو کیا کرے گا مدحت شیر خدا رتھی بس کہہ کر حق نما ہے وہ لائی طاع
(ساجزادہ سید رتھی شیرازی)

ایک غلام بہ پنہاں ملکہ
تا کہ گویم وصف آخ ز سدا ملکہ



دستور قرآنی
قائد نورانی

کے نفاذ کی تحریک کو کامیاب بنانا مسلمان کا اخلاقی اور دینی فریضہ ہے کیونکہ

- ہر انسان کی جان و مال اور عزت و آبرو کا سچا محافظ ہے۔
- مزدوروں، کسانوں، طلبہ اور عوام کے حقوق کا ضامن ہے۔
- میں حکومت رعایا کی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ دار ہوگی۔
- معاشرے میں اخوت، محبت، عدل و مساوات کا قائل اعتماد سرچشمہ ہے۔
- جملہ معاشرتی برائیوں کے یقینی خاتمے کا ضامن ہے۔

یاد رکھیں

- میں طاقت کا سرچشمہ اللہ جل شانہ کی ذات ہے۔
- میں ہمارے عشق کا محور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔

نظام مصطفیٰ ﷺ

جمعیت علماء پاکستان چاہتی ہے کہ - فتنہ گردی، رشوت خوری، چور بازاری، شراب نوشی، سود خوری، عریانی، ریس، جوا، سنگٹک، تاحی کلب، ذخیرہ اندوزی، دفعہ 144 اور اقامتی نظربندی کے قوانین کا ناجائز استعمال، تعصب، منافرت، عیحد کی پسندی، اختصار، لادعیت اور مہنگائی کا مکمل خاتمہ ہو۔ عدل و انصاف قائم ہو، وافر سہولتیں فراہم کی جائیں۔ خواتین کو عطا کیے گئے شرعی حقوق کا تحفظ ہو۔ عدلیہ و صحافت آزاد ہو اور عوام کو بنیادی شہری حقوق حاصل ہوں۔

اگر آپ بھی بھی چاہتے ہیں تو آئیے!

جمعیت میں شامل ہو کر خوف خدا اور عشق رسول ﷺ رکھنے والے قائدین کی قیادت میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے جدوجہد کیجئے۔

جمعیت علماء پاکستان

منہاج

حاجی عطا اللہ خان روکھڑی
خانقاہ عالیہ حضرت مجاہد ملت میانوالی
مجاہد ملت کمپلیکس روکھڑی روڈ میانوالی
0300-6093897

مولود کعبہ نمبر
سہ ماہی النور رضا جہاد آباد

ناٹجہ، مالی، سونامی، عرق، ایران، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، غزہ اور پاکستان میں زلزلہ، قحط، سیلاب، جنگوں اور دیگر ناگہانی آفات سے متاثرہ لاکھوں مجبور و مقہور اور بیمار افراد کی خدمت میں مشغول

ایک بین الاقوامی قلائقی ادارہ



اسلامک ہیلپ

جس نے دہشت گردی کے خلاف حالیہ جنگ میں

متاثرہ علاقوں کے کینوں کے لئے میٹورہ میں عظیم الشان کاسک بنیاد رکھ دیا ہے

سہ ماہی گائنی ہسپتال

جو جدید ترین سہولیات اور ٹیکنالوجی سے آراستہ ہوگا

جس میں 100 بستروں کی گنجائش اور مریضوں کی خدمت کے لیے جملہ لوازمات موجود ہوں گے

سہ ماہی گائنی ہسپتال

میں اعلیٰ خیر اور ارباب ثروت کو دل کھول کر عطیات جمع کرنا ہیں

علامہ محمد خلیل الرحمن قادری (ڈائریکٹر جنرل)

اسلامک ہیلپ 14 کلومیٹر ملتان روڈ لاہور پاکستان
Tel: 042-6167955-7512416, 0300-4001802

مولود کتبہ نصیر
سہ ماہی اور شاہین

مدرسہ غوثیہ معینہ برکات القرآن

میلاد نگر۔ دھمیاں۔ چکسواہی

شعبہ جالت

تجوید و قرأت

ناظرہ حفظ قرآن پاک

درس نظامی

ترجمہ قرآن پاک

ماہانہ گیارہویں شریف

ہفتہ وار محفل میلاد النبی

کنز الایمان فری ٹیوشن

متبرک ایام کے موقع پر
محافل کا انعقاد

دارالمطالعہ جماعت اہل سنت

مولانا محمد محفوظ چشتی

میلاد نگر۔ دھمیاں چکسواہی، ضلع میر پور آزاد کشمیر

0333-6403962

مولود کتبہ نصیر
سہ ماہی اور شاہین

یہی ہے آرزو تعلیم قرآن عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے لونا پرچم اسلام ہو جائے

کمر توڑ مہنگائی اور وسائل کی شدید کمی کے باوجود پوری مستعدی
اور کامل یکسوئی سے خدمتِ دین میں مصروف جہد

مدرسہ سلطانیہ

جس میں طلباء و طالبات قرآن کے نور سے اپنے سینوں کو منور کر رہے ہیں
مختی اساتذہ کرام تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کی تربیت پر خاص توجہ مرکوز رکھتے ہیں

ہمارا عہد

بزرگانِ دین اور خصوصاً حضرت قائد اہل سنت
مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رضی اللہ تعالیٰ
عنه عنہ کی تحفیل کیلئے ہماری جدوجہد جاری رہے گی ان شاء اللہ

آپ بھی اس ادارے کے ساتھ اپنا حصہ لے سکتے ہیں

نئی تعمیرات کا آغاز ہو چکا ہے جدید بلڈنگ کا تخمینہ 40 لاکھ روپے
ہے۔ صاحبِ خیر دل کھول کر حصہ لیں اور اپنی آخرت سنواریں

ہماری گزارش ہر سنی مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان
کا باقاعدہ ممبر بنے اور اپنے مکان، دکان پر جماعت کا پرچم لہرائے

مولانا میاں محمد سومر سہروردی (اساتذہ کرام جماعت اہل سنت پاکستان ملے مگر)

مدرسہ سلطانیہ فقیر کوٹہ

نزدیکی ایم ایچ۔ بٹوں عاتل (سندھ) 0301-3259399، 0333-7211254

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ

الکرم ٹاؤن فتنہ نور جمال ضلع گجرات

پیر محمد مراد شاہ
علیہ السلام
مدرسہ القرآن و احادیث
پیر محمد مراد شاہ

دعوتِ پروری
پیر محمد مراد شاہ
مدرسہ القرآن و احادیث
پیر محمد مراد شاہ

اسلام آباد کراچی

محمد اسلم رضوی
مدرسہ القرآن و احادیث
پیر محمد مراد شاہ

حفظ قرآن اور تجوید و قرأت
پرائمری پاس طلباء کو حفظ قرآن
کے ساتھ ساتھ نڈل تک تعلیم دی جاتی ہے

انٹرن کالافونیا سسٹم

شعبہ علوم اسلامیہ
(نصاب برعلاقہ مجیرہ شریف)

نڈل پاس طلباء کو میٹرک، ایف اے
بی اے، ایم اے، دیب عربی، عام عربی
فاضل عربی اور دورہ حدیث شریف

انٹرن کالافونیا سسٹم

کرو یا جاتا ہے۔ سکول سسٹم (ششم تا دہم کلاسز)

پانچویں پاس طلباء کو ششم تا دہم (سرس و آؤٹ)
سکول کی تعلیم دی جاتی ہے

0300-9628366
0301-3062698
0300-9625147
0312-3072698

علامہ محمد امیر قادری
فاضل مجیرہ شریف
پرائمری و اسلامیات اسکول
پرائمری و اسلامیات اسکول

اچھی کتاب بہترین دوست، نظم و انضام اور علمی مزے

مولود کتبہ نمبر
سائنس اور مشین

دل کو زندہ رکھو، عہدہ رکھو کے لئے اچھی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ (۱۱ فروری)

اسلامی، تاریخی، ادبی، سیاسی، سماجی

اور

دیگر فنون پر مشتمل کتب کا مرکز

دارالعلم

حضرت قاضی محمد عثمان قادری مدظلہ

کی تمام تصانیف و تراجم کی ہمارے ہاں دستیاب ہیں

محمد عثمان رضوی
(بیچنگ ڈائریکٹر)

پبلشرز
ڈسٹری بیوٹر
بک سلرز

دارالعلم

دکان نمبر 11 سسٹا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور 042-37110341, 0331-4046174

ناد علی اور اس کا نقش

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اسلام مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجرب اوراد و وظائف میں سے ایک مجرب و عقیقہ..... ناد علی..... بھی ہے اس کو پڑھنے کے مختلف فائدے اور ثمرات حاصل ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”نقل ناد علی“ اپنے خلیفہ بہار حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری قدس سرہ کو عطا فرمایا اور اس کی اجازت عطا فرمائی۔ سید صاحب قبلہ سے بعد ازاں آپ کے پوتے حضرت علامہ صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرفی رضوی مدظلہ العالی کو یہ عظیم نعمت عطا ہوئی۔ ان کا کہنا ہے کہ حال ہذا کو خداوند کریم اپنے حبیب اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور پختن پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کالا چادہ، نظیر ہر

ناد علی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرُ الْعَجَائِبِ
مہار علیؑ کو جو آثار و شہادت حق ہے۔

يَجِدُهُ عَوْنًا لَكَ فِي النَّوَائِبِ
تو انھیں مصائب میں اپنا مددگار پائے گا۔

كُلُّهُمْ وَغَيْرِ سَيْنَجَلِي
منقذ ہر رنج و غم سے تھ جو جائیں گے۔

يَنْبُوْتُكَ يَا مُحَمَّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
آپ کی نبوت کے طفیل (یعنی علیؑ علیہ السلام) اللہ کے رسول!۔

يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ
اور آپ کی ولایت کے طفیل اسے علیؑ

جنت، بھوت، پری، دھشت،
خوف و ہراس، سوتے میں
ڈرنا، حادثات سفر اور گمراہی
ناواقعوں سے محفوظ رکھتا ہے،
اس کے استعمال سے دشمنوں
کی ہلاکت اور مظلوم کو قید سے
رہائی ہوگی، مریض شفاء پائے
گا ہر روز گاری دور ہوگی،
ملازمت میں ترقی، ادائیگی
قرض کے مواقع، تجارت و
زراعت میں برکت، مقدمات
اور استغاثات میں کامیابی ہوگی،
ہر جائز دلی مراد پوری ہوگی۔

مسلم ہینڈز انٹرنیشنل

دنیا کے 50 ممالک کے ضرورت مند اور معیشت زدہ افراد و طبقات کی خدمت مصروف عمل

انٹرنیشنل مہارتیں

آپ کی سرپرستی سے بڑھیں ہمیں روشن مستقبل کے ہیں تعلیم، صحت، رہائش، روزگار، امن و امان، سب کچھ ہمیں ملے گا۔	آپ کی سرپرستی سے بڑھیں ہمیں روشن مستقبل کے ہیں تعلیم، صحت، رہائش، روزگار، امن و امان، سب کچھ ہمیں ملے گا۔
آپ کی سرپرستی سے بڑھیں ہمیں روشن مستقبل کے ہیں تعلیم، صحت، رہائش، روزگار، امن و امان، سب کچھ ہمیں ملے گا۔	آپ کی سرپرستی سے بڑھیں ہمیں روشن مستقبل کے ہیں تعلیم، صحت، رہائش، روزگار، امن و امان، سب کچھ ہمیں ملے گا۔
آپ کی سرپرستی سے بڑھیں ہمیں روشن مستقبل کے ہیں تعلیم، صحت، رہائش، روزگار، امن و امان، سب کچھ ہمیں ملے گا۔	آپ کی سرپرستی سے بڑھیں ہمیں روشن مستقبل کے ہیں تعلیم، صحت، رہائش، روزگار، امن و امان، سب کچھ ہمیں ملے گا۔
آپ کی سرپرستی سے بڑھیں ہمیں روشن مستقبل کے ہیں تعلیم، صحت، رہائش، روزگار، امن و امان، سب کچھ ہمیں ملے گا۔	آپ کی سرپرستی سے بڑھیں ہمیں روشن مستقبل کے ہیں تعلیم، صحت، رہائش، روزگار، امن و امان، سب کچھ ہمیں ملے گا۔

مسلم ہینڈز انٹرنیشنل، صحت، روزگار، رہائش، تعلیم، سب کچھ ہمیں ملے گا۔
آپ کی سرپرستی سے بڑھیں ہمیں روشن مستقبل کے ہیں
تعلیم، صحت، رہائش، روزگار، امن و امان، سب کچھ ہمیں ملے گا۔
آپ کی سرپرستی سے بڑھیں ہمیں روشن مستقبل کے ہیں
تعلیم، صحت، رہائش، روزگار، امن و امان، سب کچھ ہمیں ملے گا۔
آپ کی سرپرستی سے بڑھیں ہمیں روشن مستقبل کے ہیں
تعلیم، صحت، رہائش، روزگار، امن و امان، سب کچھ ہمیں ملے گا۔

Muslim Hands International
UNITED FOR THE NEEDY

House #149, Street #60, Sector 1-8/3 Islamabad
Ph: 051-4446363, Fax: 051-4446464
A/C #: 0082-01002413, Bank Al-Falah Ltd.
1-10 Markaz, Islamabad

شہزادہ نقوٹ الوری
مفکر اسلام پیر طریقت شیخ الحدیث شہین حضرت
فیضانِ انور

تشیخ عبد القادر جیلانی



اہلسنت و جماعت کی عقیم و بی درگاہ

تعلیم و تربیت کا مثالی محرک

سبحانك يا ذا الجلال والإكرام

دارالعلوم قادریہ جیلانیہ (جسٹ)

حضرت اساتذہ العلماء سید محمد انور حسین شاہ کاظمی مدظلہ
علیہ السلام



بیرونی طلبہ کے قیام و طعام اور دیگر روزمرہ ضروریات کا ادارہ کفیل ہے

اربابِ خیر اور اصحابِ ثروت
اس عظیم مادرِ علمی کی طرف متوجہ ہوں

دارالعلوم کاکریت اکاؤنٹ نمبر 1252 مسلم کمرشل بینک چاہدرہ پراچ شہیدہ ٹاؤن لاہور

حاجی عاشق حسین ﴿ناظم اعلیٰ﴾

دارالعلوم قادریہ جیلانیہ ﴿ شیخ عبدالقادر جیلانی روڈ ﴾ حسنین کالونی نزد قاضی پارک شاہدرہ ٹاؤن لاہور

مدرسۃ اللبانات خدیجہ الکبریٰ سٹریٹ نمبر 2 مسلم یارک نمبر 2 شاہدرہ ٹاؤن لاہور

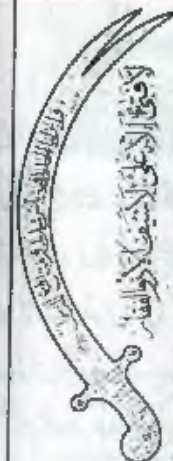
رابطہ نمبرز: 0300-4149399, 042-37912079, 042-37900382

نقش ناد علی علیہ السلام

فِي سَمَاءِ آفَاقِ الشَّرِيفِينَ الرَّحِيمِينَ

نَادِ	عَلَيْتَا	مَنْهُمَا	الْجَنَابِ	حِجْدَةُ	عَوْنَا	لَكَ	فِي	الْوَلَدِ	كُلِّ	هَمِ
عَلَيْتَا	مَنْهُمَا	الْجَنَابِ	حِجْدَةُ	عَوْنَا	لَكَ	فِي	الْوَلَدِ	كُلِّ	هَمِ	وَعَمِ
مَنْهُمَا	الْجَنَابِ	حِجْدَةُ	عَوْنَا	لَكَ	فِي	الْوَلَدِ	كُلِّ	هَمِ	وَعَمِ	سَيِّئِي
عَوْنَا	لَكَ	فِي	الْوَلَدِ	كُلِّ	هَمِ	وَعَمِ	سَيِّئِي	بِعِزَّتِكَ	يَا	أَلَهُ
عَوْنَا	لَكَ	فِي	الْوَلَدِ	كُلِّ	هَمِ	وَعَمِ	سَيِّئِي	بِعِزَّتِكَ	يَا	أَلَهُ
لَكَ	فِي	الْوَلَدِ	كُلِّ	هَمِ	وَعَمِ	سَيِّئِي	بِعِزَّتِكَ	يَا	أَلَهُ	يَا
فِي	الْوَلَدِ	كُلِّ	هَمِ	وَعَمِ	سَيِّئِي	بِعِزَّتِكَ	يَا	أَلَهُ	يَا	أَلَهُ
هَمِ	وَعَمِ	سَيِّئِي	بِعِزَّتِكَ	يَا	أَلَهُ	يَا	أَلَهُ	يَا	أَلَهُ	يَا
وَعَمِ	سَيِّئِي	بِعِزَّتِكَ	يَا	أَلَهُ	يَا	أَلَهُ	يَا	أَلَهُ	يَا	أَلَهُ
سَيِّئِي	بِعِزَّتِكَ	يَا	أَلَهُ	يَا	أَلَهُ	يَا	أَلَهُ	يَا	أَلَهُ	يَا

پیشانی علیہ السلام



نِسَارِ عَلِيٍّ وَدُرِّ

اسے استعمال کرنے والی خواتین بھی استفادہ کر سکتی ہیں اور کسی حالت میں اتارنے یا پرہیز کی حاجت نہیں۔

حضرت صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی نے کمال شفقت فرماتے ہوئے ”انوارِ رضا“ کے ”مولودِ کعبہ نمبر“ کے خوش نصیب قارئین کے لیے اس نعمت کو عام کر دیا اور اس کے استعمال کی اجازت مرحمت فرمائی ان کا ارشاد ہے کہ اس کو استعمال کرنے والے اس کا اجر و ثواب خصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور بالعموم ساری امت کو ایصال فرمائیں۔
 حریہ معلومات اور ناوِ علی کی اجازت کے لئے صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی مہتمم جامعہ حزب الاحناف گنج بخش روڈ، لاہور یا موبائل فون نمبر 0300-9492310 پر رابطہ کیا جاسکتا ہے جبکہ ناوِ علی کے نقل کے براہ راست حصول کے لیے رضوان کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور پر صاحبزادہ سید محمد رضوی سے رابطہ کیا جاسکتا ہے ان کا فون نمبر 0300-8038838 ہے۔



زیر قیادت و سیادت

حضرت
پیر طریقت
علامہ
صاحبزادہ
سید فیض الحسن شاہ بخاری

ہمارا مقصد حیات

معاشرے میں صحت مند اقدار کا فروغ

ہم صحت مند دینی علمی اور تحقیقی لٹریچر کے ذریعے ایسے رجال کار
تیار کرنا چاہتے ہیں جو ملک و ملت کے لیے مفید افشاں ثابت ہوں
ہم! اس دھرتی پر نفاذ نظام مصطفیٰ کے لیے مصروف عمل ہیں
آئیے! معاشرتی اصلاح و فلاح کے لیے ہمارا ساتھ دیں

قائدین و کارکنان

انجمن محبان محمد

مرکزی دفتر خانقاہ عالیہ، بہاری شریف تحصیل ڈیال شلیم میر پور آزاد کشمیر

میکو فین

Mefco Fans G. T. Road, Gujrat

Gulnawaz Muhammadi Saifi
Abdul Majeed Muhammadi Saifi
0333-8407272, 534568

MEFCO fans
Superior Quality Fan
Durable & Long Lasting



انوار کنزالایمان

امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ
کے ترجمہ قرآن کے محاسن، خصائص

اور امتیازات پر برصغیر پاک و ہند، امریکہ، برطانیہ
یورپ، بنگلہ دیش اور عرب دنیا کے اسکالرز اور محققین
کی نگارشات اور مقالات کا نہایت علمی اور دقیق مجموعہ

جو ایک دستاویز ہے

اب صرف چند گائیاں دستیاب ہیں پہلے رابطہ پر حاصل کریں

صفحہ 944 قیمت 500 روپے

براہ راست رابطہ کے لیے

ملک محمد محبوب الرسول قادری

03219429027 0300 9429027

اسلامک میڈیا سنٹر

27/A (نئی عمارت) اسلام آباد، پاکستان

042-37214940

nahboobqadri787@gmail.com